ذکر الحبیب ﷺ

حاجی نواب دین چشتی گولڑوی

۱/۱۲ شمس سٹریٹ سعدی پارک مزنگ۔ لاہور

3631

Marfat.com

سیرت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مختصر اور جامع تصنیف

ذکر الحبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

مولانا الحاج

صوفی نواب الدین چشتی گولڑی مدظلہ

مکتبہ غوثیہ سعدی پارک مزنگ، لاہور

Marfat.com

بسم الله الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	ذکر الحبیب ﷺ
مصنف	حضرت الحاج صوفی نواب الدین چشتی گولڑوی مدظلہ
نظر ثانی	مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری
کمپوزنگ	words maker Tel : 7231391
صفحات	۳۰۶
اشاعت اوّل	۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ / ۵ جون ۲۰۰۱ء
ناشر	مکتبہ غوثیہ - سعدی پارک مزنگ لاہور
ہدیہ	۱۵۰ روپے
ملنے کا پتہ	مکتبہ اشرفیہ مرید کے ضلع شیخوپورہ

واحد تقسیم کار

شبیر برادرز

40 بی اُردو بازار لاہور

Marfat.com

آئینہ ذکرالحبیب ﷺ

عنوان	صفحہ نمبر
حمد	
حمد خاص حضرت پیر سید غلام معین الدین گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ	
مقدمہ از مصنف	
نشانِ منزل از محمد منشا تابش قصوری	
تقاریظ مبارکہ علماء کرام دامت برکاتہم	
نور محمدی ﷺ	۳۳
ولادتِ محمدی ﷺ	۳۴
واقعہ اصحابِ فیل	۳۶
حضور ﷺ بطن مادر میں	۳۷
زمانہ طفولیت	۴۲
رضاعت	۴۴
واقعہ شق صدر	۴۸
وصال حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا	۵۰
حضرت حلیمہ کے خاندان کا اسلام لانا	"
حلیمہ سعدیہ کا لحاظ	۵۲
رضاعت کے بعد	۵۴
فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا	۵۶
ابو طالب کی کفالت میں	

عنوان	صفحہ نمبر
شام کا پہلا سفر	۵۷
تجارت کا خیال	۵۸
شام کا دوسرا سفر	"
شام کا تیسرا سفر	۵۹
آنحضرت ﷺ کا نکاح حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے	۶۰
خطبہ نکاح	۶۱
ایک انجمن کا قیام	۶۳
حجر اسود کے رکھنے پر جھگڑا	"
حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ	۶۵
توجہ الی اللہ	۶۶
نزولِ وحی	۶۸
سابقین اولین	۷۰
تبلیغ علی الاعلان	۷۱
دار السلام	۷۲
جناب ابو طالب	"
مشرکین مکہ کی مخالفت	۷۴
مشرکین مکہ کے ظلم و ستم	۷۷
ہجرتِ حبشہ	۸۲

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
بنو ہاشم شعب ابی طالب میں	۸۴
طائف کا سفر	۸۶
ابو طالب کی بیماری پرسی	۸۸
ابو طالب کا خطبہ، وصیت	۹۰
جنوں کی دعوتِ اسلام	۹۱
بیعتِ عقبہ	۹۳
ہجرت مدینہ طیبہ	۹۶
آفتاب و ماہتاب غارِ ثور میں	۱۰۰
اُم معبد سے حلیہ مبارک	۱۰۴
بریدہ کا معہ ستر اشخاص کے اسلام لانا	"
مدینہ منورہ میں نزولِ رحمت	۱۰۷
تعمیر مسجد نبوی	۱۱۰
اصحابِ صفہ	۱۱۱
ازواجِ مطہرات کے حجروں کی تعمیر	۱۱۲
واقعہ معراج	۱۱۴
طفیل بن عمرو (دوسی کا ایمان لانا)	۱۱۶
تمہید	۱۱۹
عقد مواخات	۱۲۴
میثاقِ مدینہ	"
رئیس المنافقین کا کردار	۱۲۶
ابوذر غفاری کا ایمان لانا	۱۲۸
حضرت سلمان فارسی کا ایمان لانا	۱۲۹
حضرت عبداللہ بن سلام کا ایمان لانا	۱۳۰
مسجد قبلتین	۱۳۲
غزوات و سرایا سن دو ہجری تک	۱۳۴

عنوان	صفحہ نمبر
غزوۂ بدر	۱۳۸
غزوات و سرایا سن تین ہجری تک	۱۴۸
غزوۂ اُحد	۱۵۶
غزوات و سرایا سن چار ہجری تک	۱۸۱
قنوت نازلہ	۱۸۳
غزوۂ بنی نضیر	۱۸۴
غزوات و سرایا سن پانچ ہجری تک	۱۸۹
غزوۂ بنی مصطلق	۱۹۰
واقعہ اِفک	۱۹۱
غزوۂ احزاب	۱۹۴
غزوۂ بنو قریظہ	۱۹۸
بنو نضیر کے سردار حی بن اخطب کا قتل	۲۰۰
بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد کا قتل	"
نزول آیۂ تطہیر	۲۰۳
نزول آیۂ مودت	۲۰۶
غزوات و سرایا سن چھ ہجری تک	۲۱۰
غزوۂ بنو لحیان	"
صلح نامہ حدیبیہ	۲۲۰
بیعت رضوان	"
بادشاہوں کے نام فرامین کی ترسیل	۲۲۴
قضیہ ظہار	"
غزوات و سرایا سن سات ہجری تک	۲۲۷
غزوۂ خیبر	"
نماز عصر کے لئے آفتاب کا لوٹانا	۲۳۳

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
عمرۃ القضا	۲۳۵
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کا اسلام لانا	۲۳۶
ساتویں ہجری کے دو اہم واقعات	
غزوات و سرایا سن آٹھ ہجری تک	۲۳۹
جنگ موتہ	۲۴۰
فتح مکہ	۲۴۳
ابوسفیان کی عزت افزائی	۲۴۶
آنحضرت ﷺ کا تاریخی خطبہ	۲۴۷
غزوۂ حنین	۲۴۹
محاصرۂ طائف	۲۵۰
حلیمہ سعدیہ اور شیما کی عزت افزائی	۲۵۲
منبر شریف کی تعمیر	۲۵۴
سرایا و غزوات سن نو ہجری تک	۲۵۶
غزوۂ تبوک	"
مسجد ضرار	۲۵۸
رئیس المنافقین کی موت	۲۵۹
حضرت ذوالبجادین رضی اللہ عنہ	۲۶۰
اہل طائف کا اسلام قبول کرنا	۲۶۲
سریہ طے	"
فرضیت حج و پہلے امیر حجاج حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	۲۳۲
دسویں ہجری کے واقعات	۲۶۵
حجۃ الوداع	"
انسانی حقوق کا چارٹر	"
غدیر خم	۲۶۷
آیہ مباہلہ کی تشریح و تفسیر	۲۶۹
صورتِ بشری میں جبرائیل امین علیہ السلام کی آمد	۲۷۱
گیارہویں ہجری کے واقعات	۲۷۳
مسیلمہ کذاب و دیگر مدعیانِ نبوت	۲۷۳
سریہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ	۲۷۵
وصالِ رسولِ مقبول ﷺ	۲۷۸
آپ ﷺ کے وصال پر اہل بیت کی گریہ و زاری	"
غسل و تکفین و تدفین	۲۸۷
نمازِ جنازہ	۲۸۹
بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عقیدت کے چند پھول	
خلافت راشدہ قرآن کی روشنی میں	۳۰۲
خلافت راشدہ حدیث کی روشنی میں	۳۰۴
آخر میں چند دعائیہ کلمات	۳۰۵
سلامِ اعرابی	۳۰۶

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد باری تعالیٰ

اَلْحَمْدُ لِرَبِّ هُوَ شَافٍ لِّسَقِيْمٍ وَالشُّكْرُ لِمَنْ اَرْحَمُ مِنْ كُلِّ رَحِيْمٍ

سب تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے جو بیمار کو شفا دینے والا ہے اور شکر اس ذات کیلئے جو کہ سب رحم کرنیوالوں سے بڑھ کر ہے

اَلْعَالِمُ وَالْوَاحِدُ وَالْبَاقِيْ اَبَدًا وَالْغَافِرُ لِلذَّنْبِ جَدِيْدٍ وَقَدِيْمٍ

سب کچھ جاننے والا اور اکیلا اور ہمیشہ باقی رہنے والا اور بخشنے والا واسطے گناہ کے نئے اور پرانے

اَلظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَالنَّافِعُ حَقٌّ الرَّازِقُ لِلْعَبْدِ وَاِنْ كَانَ اَثِيْمٌ

ظاہر اور باطن اور سچا نفع دینے والا رزق دینے والا بندے کیلئے اگرچہ بندہ گنہگار

اَلْحَاكِمُ وَالنَّافِذُ لِلْحُكْمِ سَرِيْعًا لَامَانِعَ مَا يُوْصِلُ مِنْ فَضْلٍ كَرِيْمٍ

حکم کرنیوالا اور جاری کرنیوالا واسطے حکم کے جلدی نہیں روکنے والا کوئی اسکو جو پہنچا ہے اسکے فضل و کرم سے

اَلْعَالِمُ وَالنَّاظِرُ فِيْ كُلِّ اَوَانٍ وَالْحَافِظُ مِنْ نَّارِ سَعِيْرٍ وَجَحِيْمٍ

جاننے والا اور دیکھنے والا درمیان ہر وقت کے اور بچانے والا آگ جلانے والی دوزخ سے

☆☆☆☆

Marfat.com

مثنوی سر توحید کلام حضرت لالہ جی

از تبرکات حضرت سید غلام معین الدین شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ گولڑہ شریف

ذات حق چوں قابل حمد وثناست — پس محمد گفتن او راہم رواست
یاد کن او رابصد عجز و نیاز — تاشوی از یاد او تو سرفراز
نیست جز ذاتش کسے درشش جہات — مظہر اوہست جملہ کائنات
ناظر اوباش در جملہ صور — در حقیقت اوست ظاہر سربسر
ہستی موہوم رامعدوم ساز — فاش گردد آنچہ در وے ہست راز
جملہ موجودات عکس یک وجود — بود مطلق، شد مقید در شہود
چوں تنزل کردآں ذات قدیم — گشت او در صورت انساں کلیم
سر وحدت رانداند ہر کسے — گرچہ بنی در جہاں عاقل بسے
داند اورا آں کہ قلبش پاک گشت — وز محبت سینہ اش صد چاک گشت
تاتوانی محرم ایں راز شو — کن تجسس کو بگوہر جابرو
محرم ایں راز بس آنگہ شوی — چوں خیال غیرازل دل برکنی
در تقید ماو تو گفتن رواست — لیک در اطلاق ایں گفتن خطاست
چشم دل واکن ببیں درشش جہات — خود وجودش شد وجود کائنات
منطقی و فلسفی در حیرت اند — آنچہ گوید عقل بروئے کار بند
اوست خود اندر زمین و آسماں — روشن است از وے مکان والا مکاں
باش دائم در خیال یک وجود — کن بس اور ادر ہمہ اشیاء شہود
در تکثر گشت وحدت جلوہ گر — اوست الان کما کان مگر
مردہ داں اورا کہ اورا ذوق نیست — وز محبت در دل او شوق نیست
کن تصور دم بدم من نیستم — نیستم، من نیستم، من نیستم
در حصول مدعٰی دیوانہ باش — و زرہ و رسم جہاں بیگانہ باش
ہرچہ بنی در جہاں ایں عکس اوست — شوشناسا با جمال روئے دوست
نیست کثرت رابجز وحدت نشاں — اندریں کثرت ببیں وحدت نہاں
فکرکن در بود خود اے بے خبر — چیست اندر بود تو شد مستتر
تو مداں او راکہ اوہست از تو دور — نحن اقرب گفت دروے کن شعور
ایں وجودمن وجودمن کجاست — بل وجود من زانعام خداست

بشنواز من اے برادر یک خبر
باش مشتاقش کہ یابی زود تر

Marfat.com

مقدمہ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب سے پہلے بندۂ ناچیز اپنی زندگی کے متعلق چند سطور لکھنا مناسب سمجھتا ہے۔

بندہ کی عمر اس وقت اسی (۸۰) سال سے تجاوز کر چکی ہے کم عمری ہی میں والدین کی تربیت سے میری طبیعت دین متین کی طرف راغب تھی میٹرک کا امتحان گورنمنٹ ہائی سکول چونیاں ضلع لاہور سے ۱۹۳۷ء میں پاس کیا اور فرسٹ کلاس باٹلر انجینئر کا امتحان ۱۹۵۴ء میں پاس کیا اور اسی سال ایک انگلش فرم اٹک آئل کمپنی میں بطور شفٹ انجینئر ملازمت اختیار کر لی جو ۱۹۸۳ء تک جاری رہی۔ دینی کتب لکھنے کا شوق اس وقت ہوا جب ۱۹۷۴ء میں پہلی بار حضرت پیر سید محمد [illegible] شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ بانی جامعہ اسلامیہ غوثیہ تلہ گنگ روڈ چکوال کے درس قرآن بالتفسیر میں شامل ہوا یہ درس ہر سال ماہ رمضان میں منعقد ہوتا جو تاحال جاری ہے۔ اس سے پہلے ۱۳۹۵ھ میں موازنہ تراجم قرآن اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے کنز الایمان سے ۱۴ مختلف مکاتیب فکر کے علماء کے تراجم سے کر چکا تھا جس میں یہ ثابت کیا گیا تھا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ کا ترجمہ بالکل درست ہے۔

اس کے بعد مولوی رشید احمد گنگوہی کے ایک پمفلٹ مسئلہ علم غیب کے رد میں ایک رسالہ گلدستہ عقیدت لکھا جس میں رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو قرآن و حدیث سے ثابت کیا گیا تھا جسے پڑھ کر استاذی المکرّم مرحوم نے فرمایا اچھا لکھا ہے اور بھی لکھو گے اسی سال ایک رسالہ بنام عقائد سینہ مہریہ بھی تحریر کیا جو عقائد حقہ پر مشتمل ہے۔

Marfat.com

وہ زمانہ دین اسلام کے لئے پرفتن دور تھا جیسا کہ غیب دان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا تھا کہ قرب قیامت میرے دین میں فتنے پیدا ہوجائیں گے جو اصل دین کو مسخ کرنے کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی مدد اور اس کے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر رحمت سے بندۂ ناچیز نے ان بعض فتنوں کا رد چند چھوٹی موٹی کتابوں میں لکھ کر شائع کیا جو بے حد مقبول ہوئیں مثلاً فتنہ نجدیت' فتنہ وہابیت' فتنہ خارجیت' فتنہ ناصبیت' فتنہ یزیدیت' فتنہ معتزلہ' فتنہ مرزائیت' فتنہ مودودیت۔ اس کے علاوہ ایک کتاب دورخی بھی تحریر کی جس میں علماء دیوبند کی متضاد عبارات بلاتبصرہ درج کی گئیں اس کے علاوہ دو چار اور بھی رسائل لکھے مثلاً ''میں تم سے بڑا وہابی ہوں''۔ ''وہابیوں کی سیاسی عیاری'' اور تحریک پاکستان اور دیوبندیوں کا کردار' وغیرہ بھی شامل ہیں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ بندہ کی تالیفات کا آج تک کسی کو جواب لکھنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ ان دنوں بھی آج کی طرح حکومت کی طرف سے اتحاد بین المسلمین پر بہت زور دیا جا رہا تھا چنانچہ بندہ نے ایک رسالہ بنام ''اتحاد کی صورت تحریر'' کیا جس میں ان تمام عبارات کا ذکر کیا جو اختلاف کا باعث بنیں اور مشورہ دیا کہ ان عبارات سے رجوع کر لیا جائے تو اتحاد بین المسلمین ممکن ہے جس کی آج کل سخت ضرورت ہے۔

ان تالیفات کے علاوہ حال ہی میں میری ایک کتاب ''وفا کے پیکر'' نامی بھی منظر عام پر آئی جس کی بہت پذیرائی ہوئی اس کتاب میں صحابہ کبار وصحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جانثاری اور مکی و مدنی زندگی میں دین کی خاطر مصائب و آلام برداشت کرنا اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی کی خاطر اپنا گھر بار چھوڑنا اور اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرنا اور درجہ شہادت حاصل کرنا شامل ہے۔

اس دوران ایک عزیز نے مشورہ دیا کہ آپ نے بہت کچھ لکھ دیا ہے مگر نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک پر کچھ لکھنا رہ گیا ہے وہ ضرور لکھیں۔

اس موضوع پر لکھنا میرے بس کی بات نہ تھی کیونکہ جتنی کتابیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر لکھی گئی ہیں اور کسی موضوع پر نہیں لکھی گئیں تاہم یہ کتاب ذکر

Marfat.com

الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم محض اس لئے لکھنے کا ارادہ کیا کہ چلو سیرت نگاروں میں نام تو ہو ہی جائے گا چنانچہ اللہ کا نام لے کر لکھنا شروع کیا جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر رحمت سے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اس کتاب میں ہر سن ہجری کے اہم واقعات معہ غزوات و سرایا درج کیے گئے ہیں آخر میں جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری۔ وفات' تجہیز و تکفین و تدفین بھی درج کی گئی ہے آپ کی وفات پر آپ کے گھر والوں اور صحابہ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا آپ کی جدائی پر عربی اشعار معہ ترجمہ بھی درج ہیں دیگر انہیں مقدس ہستیوں کے نعتیہ عربی اشعار معہ ترجمہ بھی تحریر کئے گئے ہیں۔

خلافت راشدہ کو آخری صفحات کی زینت بنا دیا گیا ہے جو پیر صاحب گولڑہ شریف سید مہر علی شاہ قدس سرہ کی کتاب ''تصفیہ مابین سنی و شیعہ'' سے مرقوم ہے جس میں مصنف موصوف نے خلافت راشدہ کو قرآن حکیم کی روشنی میں منجانب باللہ ثابت کیا گیا ہے اور فرمایا ہے کہ جس ترتیب سے خلافت راشدہ منجانب اللہ تفویض ہوئی اس ترتیب سے ان خلفاء راشدہ کی فضیلت ہے جو حق مسلک اہل سنت و جماعت ہے۔

ختم کتاب پر قصیدہ بردہ شریف کے چند اشعار معہ ترجمہ بطور تبرک اس امید پر تحریر کئے گئے ہیں کہ رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ابر رحمت کا ایک چھینٹا مجھ گنہگار' سیاہ کار' بدکردار اور خطاوار پر بھی برسا جائیں جو باعث نجات ہو جیسا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

اور ؎

سب گناہ دھل جائیں گے رحمت کا پانی چاہیے

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہٖ اجمعین

احقر العباد ناچیز : فقیر نواب الدین عفی عنہ گولڑوی

سعدی پارک مزنگ لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نشانِ منزل

محمد منشا تابش قصوری

[illegible]

[illegible] جب تک نہ [illegible]

[illegible]

یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ انسان جس سے محبت رکھتا ہے اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے محبوب کا ذکر کرنے سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔ بلکہ ذکر حبیب سے ایک ایسا سرور آتا ہے کہ جو بھی تشنگی باقی رہتی ہے حضرت مولانا شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں ھو المسک ما کررتہ یتضوع۔ محبوب کا ذکر تو کستوری ہے جتنا مسلو گے اتنی ہی زیادہ خوشبو پھیلے گی۔ اسی طرح ذکر جتنا کرو گے اتنی ہی زیادہ لذت محسوس ہوتی جائے گی۔ اس لئے ذکر حبیب ہی ہماری زندگی ہے اور اسی سے ہماری نجات وابستہ ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر حبیب کی کیف آور لذت سے محظوظ ہونے کی محبت کی محبوب سے [illegible] محبت کی [illegible] فرماتے ہیں۔

Marfat.com

نَسِيتُ الْيَوْمَ مِنْ عِشْقِ صَلٰوتِیْ
فَلاَ اَدْرِیْ غَدَائِیْ مِنْ عَشَائِیْ
وَذِکْرُکَ سَیِّدِیْ اَکْلِیْ وَشُرْبِیْ
وَوَجْهُکَ اِنْ رَاَیْتُ شِفَاءَ دَائِیْ

میرے محبوب! آج تو میں تیرے عشق میں اتنا محو تھا کہ مجھے نماز بھی یاد نہ رہی کیونکہ تیری محبت میں میری یہ حالت تھی کہ مجھے سورج کے طلوع و غروب کا پتہ ہی نہ چلا کہ کب صبح ہو اور کب شام آئی۔

میرے محبوب! تیرا ذکر ہی میری غذا ہے مجھے جب بھوک اور پیاس لگتی ہے تیرا ذکر کر لیتا ہوں بھوک اور پیاس دور ہو جاتی ہے اور میری بیماری کا علاج تو تیرے رخ زیبا کی جھلک ہے۔ جب بیمار ہوتا ہوں تو تیری زیارت میرا علاج بن جاتی ہے۔

مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرمّ اللہ وجہہ الکریم نے مقام صبا پر ایسی ہی محبت کی شیفتگی کی کیفیت میں مبتلا تھے رخ محبوب پر نگاہیں جمائے چہرۂ والضحیٰ اور زلف عنبرین کی تلاوت میں محو تھے کہ سورج غروب ہونے لگا۔ نماز عصر کی ادائیگی کا معاملہ ہے مگر استراحت محبوب کی حفاظت و صیانت کا لحاظ بھی فرض محبت بن کر سامنے اپنے تقاضے پورے کرنے کی ندا کر رہا ہے۔ عاشق صادق اسی کشش و پیچ میں فیصلہ کن انداز میں پکار اٹھتا ہے۔

نماز عصر گر میری قضا ہوتی ہے ہونے دوں
رسولِ دو جہاں سوتے ہیں جب تک ان کو سونے دوں
نماز عصر کی بھی اصل کو چھوڑوں تو کیوں چھوڑو
وفا و عشق کا یہ سلسلہ توڑوں تو کیوں توڑوں

اور پھر محبوب کائنات پر نماز عصر کا نذرانہ پیش کر دیا اور بے خودی کے عالم میں آنکھیں آنسو بہانے لگیں اسی اثناء میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا' روتے کیوں ہو؟ اور پھر اس عشق و محبت

Marfat.com

کے صلہ میں فوری انعام یوں دلایا جا رہا ہے۔

الٰہی! علی! تیرے نبی کی خدمت سرانجام دے رہا تھا۔ **فرد علیہ الشمس** پس ان کے لئے سورج لوٹا دے۔ چنانچہ سورج واپس پلٹا' علی نے نماز عصر بحسن وخوبی ادا فرمائی تب جا کر سورج غروب ہوا ذکر محبوب و حبیب کے قصے بڑے طویل ہیں' عشق کی داستانیں کثیر ہیں' محبت کی کہانیاں جا بجا بکھری پڑی ہیں لیکن یہاں دو مقدس ماؤں کے ایک محبوب فرزند سے لازوال محبت کی کیفیت کو ملاحظہ فرمایئے جو خالق کل کا بھی محبوب ہے اور ہمارا' تمہارا ہی نہیں کائنات کی ہر چیز کا محبوب ہے جن کے ذکر سے محبّ کبھی سیر نہیں ہو پاتا۔

سلام اس پر کہ جن کے ذکر سے سیری نہیں ہوتی

آیئے ذرا حقیقی محبت کے نمونے ملاحظہ کریں۔ جو حضرت سیدہ آمنہ طیبہ طاہرہ اور سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف سے امت محمدیہ علیہ التحیۃ والثناء کو ودیعت کئے گئے ہیں۔ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا' اپنے فرزند دلبند' لخت جگر' نور قلب و نظر' محبوب رب مقتدر جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کو اپنی گود سے اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر حضرت سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سپرد کرنے لگیں' تو منظر بڑا رقت آمیز تھا چشمان مبارکہ میں آنسو کا سیلاب امڈ آیا۔ بدن فرقت و جدائی کے صدقے سے لرز رہا تھا دل سوز و گداز سے بھرپور اور زبان کیفیت درد کا یوں قصیدہ پڑھنے لگی حالانکہ یہ رخصت عارضی تھی مگر عارض خوبان کا نگاہوں سے چھپ جانا تو لمحہ بھر کے لئے بھی ناقابل برداشت تھا ان الوداعی ساعتوں کو اپنے حبیب کے حضور ان درد آمیز اشعار کو پیش کر کے دوام بخشا۔

كَيْفَ السَّبِيْلُ وَقَدْ شَطَّتْ بِنَا الدَّارُ

اَمْ كَيْفَ اَصْبِرُ وَالْاَحْبَابُ قَدْ سَارُوا

اب راستہ کیسے پاؤں جب کہ گھر مجھ سے دور ہو چلا' پھر مجھے صبر کیسے آئے جب میرے پیارے چل دیئے۔

Marfat.com

وَمَنْزِلُ الْاِنْسِ اَضْحٰی بَعْدَ سَاکِنِہٖ
مُسْتَوْحَشًا حِیْنَ غَابَتْ عَنْہُ اَقْمَارُ

وہ گھر جہاں دل لگتا تھا اپنے مکین کے چلے جانے کے بعد، جب اس سے پیارے چاند چلے گئے کو ویرانہ بن گیا!

مَا کَانَ اَحْسَنُنَا وَالدَّارُ تَجْمَعُنَا
وَالْعَیْشُ مُتَّصِلٌ وَالْوَصْلُ مِدْارُ

ہمارے وہ کیسے اچھے وقت تھے جب ہم گھر میں سبھی جمع تھے عیش ہی عیش تھا اور وصل کی گھڑیاں نصیب تھیں۔

یَا سَاکِنِیْنَ بِقَلْبِیْ اَیْنَمَارَ حَلُّوا
وَرَاحِلِیْنَ بِقَلْبِیْ اَیْنَمَا سَارُوا

اے میرے دل میں گھر کرنے والو جہاں کہیں بھی جاؤ خدارا۔ میرے دل کو بھی ساتھ ہی لیتے جاؤ۔

غِلِبْتُمْ فَاَ ظَلَمْتُ الدُّنْیَا بِغَیْبِکُمْ
وَضَاقَ مِنْ بَعْدِکُم رَحَبٌ وَاَقْطَارُ

تم تو چلے گئے مگر تمہارے اوجھل ہوتے ہی میرے دل کی دنیا میں اندھیرا چھا گیا اور تمہارے جانے کے بعد اکناف و اطراف کی وسعتیں تنگ ہو کر رہ گئیں۔

لَیْتَ الْغُرَابُ الَّذِیْ نَادٰی بِفُرْقَتِکُمْ
عَارٌ مِّنَ الرِّیْشِ لَا تَحْوِیْہُ اِذِکَارُ

کاش وہ کوا جس نے تمہارے فراق کی ندا کی تھی اس کے پر ٹوٹ جائیں اور اسے رہنے کے لئے آشیانہ نصیب نہ ہو۔

بَعْدَ النَّعِیْمِ بَعْدَنَا عَنْ مَنَازِلِنَا
وَ بَعْدُ اَحْبَا بِنَا شَطَّتْ بِنَا الدَّارُ

آہ! نعمتوں کے ملنے کے بعد ہم اپنی منازل سے دور جا بسے اور پیاروں کا گھر ہم

Marfat.com

سے جدا ہو گیا۔

اور جب حضرت سیدہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے گھر حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کو لے گئیں، رضاعت کا فریضہ ہی سرانجام نہیں دے رہی تھیں بلکہ آپ کی محبت اور پیار میں عشق کی منزلیں بھی طے کر رہی تھیں اپنے جائے سے بھی اتنی الفت اور دلداری و شفقت کا انداز نظر نہیں آتا تھا۔ جو سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزند دلبند کے ساتھ دیکھا جا رہا تھا۔ حلیمہ کے دل کی اس بیماری (محبت) کا تو اس دن پتہ چلا جب آپ نے اپنے رضاعی بہن بھائی کو گھر میں نہ پایا تو پوچھ ہی لیا! امی جان! میرے بہن بھائی بکریاں لے کر کہاں چلے جاتے ہیں! میرے پیارے! وہ چراگاہ میں بکریاں چرانے لے جاتے ہیں! امی جان! کل میں بھی ان کے ساتھ جاؤں گا۔ آپ فرماتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے قسمیں دے دے کر فرما رہے تھے امی جان مجھے کل ضرور جانے دینا!

میں ساری رات سوچتی رہی کل میرا حبیب، ننھا سا حبیب، پیارا حبیب بکریاں چرانے چلا جائے گا! میرے لمحات کیسے گزریں گے! میرا پیارا اپنے ننھے قدموں سے عصا تھامے، بکریوں کے پیچھے کیسے لگے گا، ساری رات انہی خیالوں میں بیت گئی یہاں تک کہ سپیدا سحر نمودار ہوا اور پھر حبیب رب، دلوں کا چین روح کا سرور آنکھوں کا نور آمنہ کا جایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خوشی و مسرت کے ساتھ میری گود میں آ بیٹھا، رخ انور میری طرف اٹھا۔ پیارے پیارے ہاتھ میری تھوڑی پر لگائے اور فصیح و بلیغ محبت بھری بولی سے، لب کھولے اور کہا! امی جان! وعدہ!

بس پھر کیا تھا میری آنکھیں ڈبڈبا گئیں، ہونٹ لرزنے لگے، میں آپ کا چہرہ انور تکتی رہ گئی زبان ہلانے کی طاقت نہ رہی، حیران و ششدر در و دیوار پر نگاہیں گئی جلدی سے پھر رخ مصطفیٰ پر جم گئیں! ابھی میں لب کھول بھی نہ پائی تھی کہ آپ نے پھر لذت بھرے پیار سے فرمایا! امی جان وعدہ! میں نے آپ کی جبین اقدس کو چوما اور کہا بیٹا آیئے میں تجھے تیار کرتی ہوں۔ آپ خوشی و مسرت سے اچھلنے کودنے میں تیار کرنے لگی کمر باندھی، ننھا سا عصا تھمایا، تھوڑا سا کھانا رومال میں باندھا اور آپ بکریاں لئے اپنے

Marfat.com

رضاعی بہن بھائی کے ساتھ باہر نکلنے میں بھی بستی کے باہر تک آئی اور رک گئی۔ دیکھتی رہی دیکھتی رہی حتیٰ کہ میرا محبوب' میرا دلبند' میرا دلبر' میرا جانی' میرا پیارا میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا ایک ہوک سی دل سے باہر نکلی اور پکار اٹھی۔

يَا غَنَامَةُ سَارَ الْحَبِيْبُ اِلٰى الْمَرْعٰى

فَيَا حُسْنُهٗ رَاعٍ فُؤَادِىْ لَهٗ يَرْعٰى

حبیب چراگاہ کی طرف بکریاں لئے جا رہا ہے پس اے وہ محبوب جس کا حسن از خود محافظ ہے میرا تو دل اسی کی تلاش میں رہتا ہے۔

فَمَا اَحْسَنَ الْاَغْنَامُ وَ هُوَ تَسُوْقُهَا

لَقَدْ اَنَسَ الصَّحْرَآءَ وَقَدْ اَوْحَشَ الرَّبْعَا

کیسی خوش نصیب بکریاں ہیں جنہیں وہ لئے پھرتا ہے اسے جنگل سے محبت اور گھر سے ڈر لگتا ہے۔

جَمِيْلٌ عَلٰى مَعْنًى مَحَاسِنَ وَجْهِهٖ

كَاَنَ بُدُوْرُ لَهُمْ قَدْ طَبَعَتْ طَبْعًا

صحیح بات تو یہ ہے کہ اس کے چہرے کی خوبیاں جمیل ہیں گویا کہ وہ فطرۃ چودھویں کے چاند بنائے گئے ہیں۔

اَقُوْلُ لَهٗ اِذْ سَارَ فِى الْبَرِّ مَا شِيًا

وَاَغْنَامُهٗ مِنَ حَوْلِهٖ تَطْلُبُ الرَّتْعَا

میں اسے آواز دیتا ہوں جب وہ خشکی پر چلتا ہے حالانکہ اس کی بکریاں چرنے کی بجائے اس کے پاس رہتی ہیں۔

عُيُوْنُكَ يَا رَاعِىُ الْحِمٰى قَتَلْتُ بِهَا

فَقَوْمٌ بِهَا قَتْلِىُ وَقَوْمٌ بِهَا صَرْعٰى

اے چراگاہ کے رکھوالے! تیری نظروں کے تو ہم گھائل ہو چکے ہیں پس کوئی قوم اس کی محبت میں جان کی بازی لگا چکی ہے اور کوئی پیچھے بچھڑ کر تڑپ رہی ہے۔

Marfat.com

وَحُزْتَ جَمَالاً خَيْرَ الْخَلْقِ وَصْفَهُ
وَسِرُّ اُخْفِيَا اِبْنَتِ الْعَشْبِ وَالْمَرْعٰى

تو نے ایسا جمال پایا ہے کہ جس سے مخلوق حیران و ششدر ہے
اور تو نے ایسا سر مخفی حاصل کیا ہے جس نے سبزہ اگایا اور چراگاہ کو سرسبز و شاداب بنا دیا۔

فَلَوْلَاکَ یَا رَاعِیُ الْحِمٰی مَا تَشَوَّقَتْ
قُلُوْبٌ اِلٰی وَادِیُ الْعَتِیْقُ وَلَا الْجَرْعٰی

اے چراگاہ کے محافظ اگر تیرا وجود نہ ہوتا تو دلوں کو وادی عتیق کا شوق نہ ہوتا اور نہ ہی جرعی کا

حَبِیْبِیْ طَبِیْبِیْ اَنْتَ رَاعِیُ قُلُوْبُنَا
فَلَوْلَاکَ یَا مُخْتَارُ مَا ذُکِرَ الْمَسْعٰی

میرے حبیب! اے میرے طبیب! آپ ہی ہمارے دلوں کے نگران ہیں
اے مختار اگر تیرا وجود نہ ہوتا تو مقام سعی کا ذکر تک نہ ملتا!

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میرے حبیب سارا دن میری نظروں سے غائب رہے۔ آج میں سورج کے غروب ہونے کا بڑا انتظار کرتی رہی بقول شاعر

وعدہ کیا تھا یار نے آؤں گا دن ڈھلے
سورج خدا کے واسطے ہو جا تلے تلے

میری بے چینی و اضطراب کا یہ عالم رہا کبھی اندر، کبھی باہر، کبھی چھت پر کبھی منڈیر پر تکتی رہی دیکھتی رہی مگر کسی بھی طرف سے دھول اڑتی دکھائی نہ دیتی، رہ رہ کر خیال آتا نہ جانے میرا پیارا، میرا جانی، میرا محبوب میرا سکون کہاں کہاں چل پھر رہا ہوگا آخر رہا نہ گیا۔ شام سر پر آئی میں نے چراگاہ کا راستہ لیا۔ آپ کے وصل کے لئے چل پڑی۔ اتنے میں کیا دیکھتی ہوں میرے چاند نے طلوع فرمایا، سامنے سے چلے آ رہے ہیں انوار و تجلیات کے جلو میں آپ ننھے ننھے قدم اٹھا کر دل بہلا رہے ہیں بکریوں کا یہ عالم ہے کہ

Marfat.com

آپ سے لپٹی جا رہی ہیں ایک دوسری سے آگے بڑھ کر اپنی محبت کے نذرانے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہیں۔

آپ کا رضاعی بھائی آگے بڑھ کر عرض گزار ہوتا ہے۔ ماں جی! آج تو میں نے بڑے بڑے عجیب مناظر دیکھے ہیں۔ پتھر، ڈھیلے، پہاڑ، وادیاں، درخت، وحشی، درندے، پرندے، الغرض جس جس کے پاس سے آپ کا گزر ہوتا آپ کی خدمت میں سلام پیش کرتا۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

گویا کہ ہر چیز کے آپ محبوب اور ہر چیز آپ کی محبّ! صلی اللہ علیہ وسلم

محبوبیت کا ایک منظر تو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ تھا مگر ایک اور الوداعی داستانِ محبت ہے۔ جو پڑھنے سننے سے تعلق رکھتی ہے یہ اس دور کی بات ہے جب رضاعت کے بعد حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو حضرت سیدہ آمنہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں چار پانچ برس بعد مکہ مکرمہ چھوڑنے لے جاتی ہیں بیان کرتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ برس کے ہوئے تو حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو لئے آپ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں لائیں۔تو انہوں نے فرمایا! حلیمہ! اتنی جلدی؟ آپ تو کہہ رہی تھیں کہ میرا دل نہیں لگے گا پھر کیوں لے آئی ہو۔عرض کیا جب تک اللہ کو منظور تھا میں نے خدمت سرانجام دی۔مگر بعض وجوہ کی بنا پر اس امانت کو آمنہ کے سپرد کرنا بھی بہتر سمجھا۔والدہ ماجدہ نے فرمایا کیا کسی شیطان سے خطرہ تھا۔حلیمہ نے عرض کیا کچھ ایسی ہی بات ہے آپ نے فرمایا ہرگز ہرگز میرے بیٹے پر شیطان کا بس نہیں چل سکے گا! تاہم کوئی بات نہیں! چھوڑ جاؤ! اور اپنے گھر کی راہ لو! حلیمہ نے جب آپ کو والدہ کی انگلی پکڑائی تو بے بس ہو کر پکار اٹھی!

دَعُوْنِیْ عَلَی الْاَحْبَابِ اَبْکِیْ وَاَنْدَبُ
فَفِی الْقَلْبِ مَن لَّا الْفِرَاقُ تَلَهَّبُ

Marfat.com

وَلاَ تَعۡتُوۡنِی اِنۡ جَرَتۡ اَدۡمَعِیۡ دَماً
فَلَيۡسَ نَصَب" فَارِقَ الۡاَنۡفِ مُعۡتَدَبُ
لَقَدۡ جَرَحَ التَّفۡرِيۡقَ قَلۡبِیۡ بِنَبۡلِهٖ
فَمَنۡ رَمِهَا دَمۡعِیۡ عَلٰى الۡخَدِ تَسۡكَبُ
لِاَحۡبَا بِنَا مَا بِاِخۡتِيَارِیۡ فِرۡقُكُمۡ
وَلٰكِنۡ قَضَاءُ اللهِ مَا مِنۡهُ مَهۡرَّبُ
وَمَا كَانَ ظَنِّیۡ اَنۡ يُفَرِقَ بَيۡنَنَا
وَسُرۡعَةُ هٰذَا الۡبَيۡنِ مَا كُنۡتَ اَحۡسَبُ
اَحُوۡلُ بِطَرۡفِیۡ بَعۡدَكُمۡ فِیۡ دِيَارِكُمۡ
فَارۡجِعُ وَالنِّيۡرَانِ فِیۡ الۡقَلۡبِ تَلۡهَبُ

☆ لوگو! مجھے چھوڑ دو! تا کہ میں دلبر کے لئے دل بھر کر رو لو! کیونکہ جدائی کی آ گ دل میں شعلہ زن ہے۔

☆ لوگو! اگر میں جدائی پر خون کے آنسو بہاؤں تو مجھے طعنہ زنی نہ کریں۔

☆ کیونکہ جس عاشق کا معشوق جدا ہو رہا ہو تو اسے رونے دھونے پر طعنے نہیں دینے چاہئیں۔

☆ میرے محبوب! تیرے فراق نے میرا دل چور چور کر دیا ہے۔ اسی دل سے بہنے والے خون کے دھارے میری آنکھوں سے اشک بن کر رخساروں پر بہہ رہے ہیں۔

☆ میرے محبوب تمہاری جدائی میرے بس کی بات نہیں۔ البتہ خدائی تقدیر سے بھاگنا ممکن نہیں؛

☆ میرا تو تصور بھی نہیں تھا کہ ہم کبھی جدائی کا منہ بھی دیکھیں گے اور یہ گمان بھی نہیں تھا کہ فرقت کا زمانہ اتنی جلدی آ پہنچے گا۔

☆ میرے محبوب تیرے جانے کے بعد میں نظریں اٹھا اٹھا کر چاروں طرف دیکھتی

Marfat.com

ہوں اور جب ناکام واپس پلٹتی ہیں تو ایک ہوک سی اٹھتی ہے پکارتی ہوں!

تصور میں تیری صورت عیاں ہے — محبت کا عجب دلکش سماں ہے
بڑی معصوم محبوبانہ فطرت — بڑی نازک حسین تر داستاں ہے
جدائی کی بھی اک لذت شگفتہ — وصل کے ساتھ فرقت کا گماں ہے
ترا آنا مسرت، شاد کامی — چلے جانا بلائے ناگہاں ہے
مری نظریں، مری سوچیں، مرا دل — پکارے ہر طرف اب تو کہاں ہے؟
وفا کی راہ میں کانٹے ہی کانٹے — ہر لمحہ ہر قدم پر امتحان ہے
نہ جانے کب بہار آئے گی تابش — گلستان پر ابھی دستِ خزاں ہے

(تابش قصوری از زینت المحافل)

ذکر الحبیب کے مصنف

حضرت مولانا الحاج صوفی نواب الدین صاحب چشتی گولڑوی دامت برکاتہم ابن میاں مولیٰ بخش صاحب بھٹی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ نومبر ۱۹۱۸ء کو ضلع قصور کے مشہور شہر چونیاں میں پیدا ہوئے وہیں ۱۹۳۷ء میں میٹرک کا امتحان نمایاں پوزیشن سے پاس کیا۔ پھر بورڈ آف انڈسٹریز کے تحت اپریل ۱۹۵۴ء کو انجینئرنگ کے امتحان میں اچھی پوزیشن حاصل کی اور اسی سال جون کے مہینے میں اٹک آئل کمپنی سے منسلک ہو گئے جس میں ۱۹۸۳ء تک انتہائی کامیابی سے زندگی کے مراحل طے کرتے رہے۔

۱۹۳۹ء میں آپ نے آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کے شہرہ آفاق ولی کامل قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ صاحب قادری چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے فرزند دلبند حضرت الحاج پیر سید غلام محی الدین صاحب گیلانی چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ المعروف حضرت بابو جی علیہ الرحمۃ کے دست اقدس پر بیعت کا شرف حاصل کر کے روحانی فیوض و برکات سے خوب خوب بہرہ مند ہوئے۔

دینی تعلیم کے سلسلہ میں آپ نے علامۃ العصر، استاذ الاساتذہ حضرت مولانا پیر سید محمد زبیر احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ خلیفہ مجاز حضرت علامہ مولانا الحاج ابو الفضل محمد

Marfat.com

سردار احمد صاحب چشتی رضوی محدث اعظم پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ سے مسلسل اٹھارہ سال تک استفادہ و استفاضہ کیا۔حضرت الحاج صوفی نواب الدین صاحب' چشتی گولڑوی مدظلہ گوناگوں اوصاف کے جامع ہیں دینی گھرانے کے چشم و چراغ ہونے کے باعث مسلک حق اہل سنت و جماعت آپ کے رگ و ریشے میں سرایت کر چکا ہے آپ والدین کی دعاؤں سے جدید و قدیم' دینی و دینوی علوم وفنون میں کامل و اکمل ہیں۔

آپ بیک وقت عمدہ خطیب' بہترین مقرر' صاحب بصیرت انسان اور قلم و قرطاس کے ماہر ہیں۔میدان مناظرہ میں حکیمانہ استدلال سے اپنے مد مقابل کو خاموش کرنے کی پوری پوری صلاحیت سے مرصع نیز پچیس سے زائد بہترین کتابوں کے مصنف ہیں جن میں آخری تصنیف ''ذکر الحبیب'' آپ کے پیش نظر ہے۔

سیرت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دنیا بھر میں چھوٹی بڑی اربوں کتابیں' ہرایک زبان میں لکھی گئیں اور لکھی جارہی ہیں میرا تو وجدان کہتا ہے' شاید ہی کوئی ایسا لمحہ ہو جس میں آپ کی ذات اقدس پر کوئی نہ کوئی کتاب دنیا کی مارکیٹ میں نہ آتی ہو۔ انہیں ان گنت اور بے شمار خوش نصیب سیرت نگاروں کی فہرست میں میرے ممدوح الحاج صوفی نواب الدین صاحب چشتی گولڑوی کا نام نامی اسم گرامی بھی آ چکا ہے۔

گو ذکر الحبیب نہایت مختصر سیرت نامہ ہے مگر جدید دور کے تقاضا کے مطابق یہ اختصار نہایت مناسب اور موزوں ہے کیونکہ اس تیز رفتاری کے عالم میں طویل اور ضخیم کتابوں کے مطالعہ کے لئے وقت نکالنا دشوار گزار ہوتا جارہا ہے اس لئے ضرورت تھی کہ کم وقت میں حضور پرنور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ایک کتاب منصہ شہود پر جلوہ افروز ہو جس سے لوگ کم وقت میں زیادہ سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کے اہم واقعات اور شمائل و خصائل سے استفادہ کر کے اپنی زندگی کے تار و بود کو درست کر لیں چنانچہ اس سلسلہ میں موصوف کی یہ مساعی جمیلہ قابل داد اور لائق صد تحسین و تبریک ہے۔دل چاہتا ہے کہ اس عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تفصیلی حالات آپ لوگوں کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں۔ مگر ''ذکر

Marfat.com

الحبیب'' صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر انہی سطور پر اختصار کرتا ہوں البتہ جنہیں آپ کے مزید احوال و آثار مطلوب ہوں وہ ''وفا کے پیکر'' نیز ''آفتاب گولڑہ اور فتنہ مرزائیت'' میں ملاحظہ فرمائے جو آپ کی مشہور ترین تصانیف میں اہم مقام کی حامل ہیں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت مصنف دام ظلہ کی اس ایمان افروز روح پرور اور صوری و معنوی خوبیوں سے آراستہ، دلکش و دلپذیر تصنیف کو قبولیت کا دائمی شرف مرحمت فرمائے۔

آمین ثم امین بجاہ طٰہٰ و یٰسین

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ و بارک وسلم.

فقط

طالب دعا، محمد منشاء تابش قصوری

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

خطیب مرید کے ضلع شیخوپورہ (پاکستان)

86848

Marfat.com

تقریظِ جمیل

استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم صاحب ہزاروی مدظلہ
ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

''ذکر الحبیب'' سیرت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایک روح پرور، ایمان افروز مختصر مگر جامع کتاب ہے۔ جسے اہل سنت و جماعت کے نامور قلمکار حضرت مولانا صوفی نواب الدین صاحب چشتی گولڑوی مدظلہ نے نہایت محبت اور عشق صادق میں محو ہو کر تصنیف کیا۔

موصوف کا انداز تحریر دلپذیر اور دلکش سادہ، سہل اور آسان ترین ہے۔ جس سے ہر خاص و عام استفادہ کر سکتا ہے۔ اس زمانے میں جب دین کی قدریں کم، بدعقیدگی اور بے راہروی زوروں پر ہے، بے حیائی اور فحاشی پر مبنی لٹریچر کا سیلاب نوجوان نسل کو بہائے جا رہا ہے۔ ایسے عالم میں ''ذکر الحبیب'' کی اشاعت ایک مبارک قدم ہے۔ جس سے ایمان کو پختگی، اور دلوں کو سکون و اطمینان نصیب ہو گا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا الموصوف کی اس مساعی جمیلہ کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے اور دارین میں کامیابی و کامرانی کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ حبیبہ الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم

(مفتی) محمد عبدالقیوم ہزاروی
ناظم اعلیٰ - جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
پیر ۳ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ

Marfat.com

تقریظ مبارکہ

از محقق عصر حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری

صدر المدرس جامعہ نظامیہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد!

اللہ تعالیٰ کے حبیب مکرم، نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ وہ مقدس اور معطر گلشن ہے جو لاتعداد افراد کے مشام جان و ایمان کو مہکا چکا ہے اور رہتی دنیا تک بلکہ اس کے بعد بھی خوش نصیب حضرات کے دل و دماغ کو منور و معنبر کرتا رہے گا۔

حضرت مولانا الحاج نواب الدین گولڑوی مدظلہ تعالیٰ ان فیروز بخت علماء میں سے ہیں جنہیں نبی رحمت، شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت پاک پر کتاب لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے پہلے انہوں نے یہ کتاب سفر ہجرت تک لکھی تھی، فقیر کی گزارش پر انہوں نے مدنی زندگی کے حالات و واقعات بھی قلم بند کر دیئے ہیں، ان کی تحریر میں سلاست بھی ہے اور سہولت بھی اختصار بھی ہے اور جامعیت بھی عقیدت و محبت بھی ہے اور تحقیق بھی، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حوالجات فراہم کرنے کا اہتمام بھی کیا ہے۔

مولائے کریم جل مجدہ العظیم انہیں اس کوشش پر اجر جمیل نیز صحت و تندرستی عطا فرمائے تاکہ وہ تصنیف و تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھ سکیں، حاجی صاحب دو درجن سے زیادہ کتب کے مصنف ہیں اور پیرانہ سالی کے باوجود جوانوں والی ہمت رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تادیر سلامت رکھے آمین۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری برکاتی

استاذ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

متعلق شعبہ تعلیم وتربیت

جماعت اہل سنت پاکستان

۱۶ محرم ۱۴۲۲ھ

۱۱ اپریل ۲۰۰۱

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ سعید

از علامہ الحاج الحافظ محمد عبدالستار صاحب سعیدی مدظلہ

کائنات میں سب سے زیادہ جس موضوع پر لکھا گیا وہ ''سیرت النبی'' ﷺ ہے شاید ہی کوئی ایسی زبان ہو جس میں سیرت رسول اقدس ﷺ پر تحریری کام نہ ہوا ہو نظم و نثر میں بے شمار تصنیفات و تالیفات کے باوجود یہ موضوع آج تک تشنہ ہے چودہ صدیوں سے مسلسل اس پر لکھا جا رہا ہے مگر آج تک کوئی بھی واصف و سیرت نگار احاطہ و تکمیل کا دعویٰ نہ کر سکا بلکہ اوصاف و کمالات حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بحر بیکراں کے سامنے اپنے کلام و بیان کو ہیچ سمجھتے ہوئے بایں الفاظ اعتراف عجز و قصور کرنے پر مجبور ہیں۔

ندانم کدامی سخن گویمت — کہ والا تری زانچہ من گویمت
لایمکن الثناء کما کان حقہ — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تاہم خیر القرون سے اب تک عشق و محبت رسول سے سرشار خوش نصیب اہل قلم حضرات بارگاہ نبوی ﷺ میں تحریری نذرانہ عقیدت و محبت پیش کرنے کو سعادت سمجھتے آئے ہیں، اسی جذبہ سے سرشار ہو کر دور حاضر کے کثیر التصانیف مصنف، عاشق رسول محترم جناب الحاج صوفی نواب دین صاحب چشتی گولڑوی دامت برکاتہم العالیہ نے ''ذکر الحبیب'' کے نام سے یہ عظیم الشان کتاب ترتیب دی ہے۔ جسمیں انتہائی اختصار کے ساتھ خوبصورت انداز میں سیرت الرسول ﷺ کے مختلف پہلوؤں کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ پیش فرمایا ہے ان شاء اللہ العزیز حاجی صاحب کی یہ تصنیف جلیل اس موضوع پر موجود ذخیرے میں ایک حسین اضافہ ثابت ہوگا۔ اور موصوف کی درجنوں دیگر تصانیف کی طرح یہ تصنیف بھی عوام و خواص میں مقبول ہوگی۔

حافظ محمد عبدالستار سعیدی

ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور

Marfat.com

تقریظ مبارکہ

از حضرت صاحبزادہ سید ریاض الحسن شاہ زید مجدہٗ

نحمدہٗ و نصلی ونسلم علٰی رسولہٖ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم پر لاتعداد ہر زبان میں کتابیں لکھی گئی۔ لکھی جا رہی ہیں اور لکھی جائیں گی بعض کتابیں تو حجازی سائز میں ۱۲ جلدوں بلکہ اس سے بھی زیادہ جلدوں میں لکھی گئی ہیں اتنی ضخیم کتابوں کا پڑھنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے خاص طور پر اس مادی اور مصروف اور مہنگائی کے دور میں تو اور بھی مشکل ہو گیا ہے۔ چنانچہ فی زمانہ سیرت طیبہ کی ایک ایسی کتاب کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جو مختصر بھی ہو اور جامع بھی جسے محترم الحاج نواب الدین دامت برکاتہم العالیہ گولڑوی نے پورا کر دیا جو بھی قاری اسے پڑھنا شروع کرے گا تو اس کا یہی دل چاہے گا کہ اسے ختم کر کے ہی دم لے۔

مصنف موصوف کو لکھنے پڑھنے کا شوق تو شروع ہی سے تھا اس میں اضافہ اس وقت ہوا جب آپ ایک فقہی مسئلہ پوچھنے میرے والد محترم شیخ التفسیر والحدیث جامع المنقول والمعقول پیر سید محمد زبیر شاہ قادری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں جامعہ اسلامیہ غوثیہ حاضر ہوئے جس کا جواب شاہ صاحب مرحوم نے فقہ کی کتاب کی عربی عبارت زبانی پڑھ کر دے دیا جسے سن کر آپ بہت متاثر ہوئے اور وہیں کے ہو رہے۔ اس کے بعد قریباً اٹھارہ سال آپ کی صحبت میں رہے اور دس مرتبہ دورہ قرآن بالتفسیر میں متواتر شامل ہوتے رہے اس طرح موصوف کو لکھنے کا شوق پروان چڑھا اور سب سے پہلے ایک

Marfat.com

چھوٹی کتاب علم غیب کے اثبات میں بنام گلدستہ عقیدت لکھی جسے استاذی المکرّم نے پسند فرمایا اور معیاری کہا نیز فرمایا امید ہے تم اور بھی لکھتے رہو گے وہ کوئی ایسا مقبولیت کا وقت تھا کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ نے معنوی شکل اختیار کر لی اور بمصداق

گفتہ او گفتہ اللہ بود　　　گر چہ از خلقوم عبداللہ بود

چنانچہ صاحب مصنف موصوف لکھتے ہی گئے اور کم و بیش دو درجن چھوٹی بڑی کتابیں لکھ ڈالیں جو بے حد مقبول ہوئیں بعض کتابوں کے تو دو دو تین تین ایڈیشن چھپے۔ یہ کتابیں وہاں وہاں پہنچیں جہاں جہاں دنیا میں اردو جاننے والے پہنچے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل موصوف کی عمر دراز کرے اور مسلک حقہ کی مزید خدمت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا و مولانا محمدٍ و آلہٖ و صحبہٖ اجمعین۔

دعا گو

سید ریاض الحسن شاہ

ناظم جامعہ اسلامیہ غوثیہ تلہ گنگ روڈ چکوال

۲۰۰۱-۴-۱۷ بمطابق ۲۲ محرم الحرام

سن ۱۴۲۲ ہجری روز منگل وار

Marfat.com

تقریظ مبارکہ

ازفخر سادات حضرت مولانا علامہ سید عباس علی شاہ قادری رضوی مدظلہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

امابعد! یہ دور نہایت ہی پرفتن اور بزعم خویش ترقی یافتہ اور سائنس کا دور ہے۔آج کا انسان بجلی، بھاپ اور لوہے کے خواص تو جانتا ہے مگر انسانیت کے خواص سے ناواقف ہے۔ظلمتیں چھارہی ہیں انسانیت کراہ رہی ہے تعلقات بڑھ رہے ہیں محبتیں مٹ رہی ہیں۔نئی تہذیب کی روشنی بڑھ رہی ہے لیکن دل تاریک ہورہے ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم اور ان سے نسبت رکھنے والی ہر شے کا خوب خوب ذکر کیا جائے۔

الحاج محمد نواب الدین صاحب گولڑوی مبارک کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اپنی زندگی، صاحب الآیات والمعجزات اشرف البریات بافاضل الصلوات سیدنا ومولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر خیر کے لئے صرف کررکھی ہے مولانا بالفضل اولانا کثیر التصانیف ہیں اور آپ کی تمام تر تصانیف سے عشق مدینہ و صاحب مدینہ علیہ التحیۃ والثناء کی مہک آتی ہے۔آپ کی تازہ تصنیف مسمّیٰ بذکر الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم باصرہ نواز ہوئی ہے۔

مولانا موصوف نے اس کتاب کو بھی صاحب تاج طٰہٰ خاتم الانبیاء سید الرسل والانبیاء شب اسریٰ کے دولہا جناب سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر خیر سے مزین فرمایا ہے۔اللہ کرے زورقلم اور زیادہ۔

دعا ہے مولا کریم اپنے حبیب کریم افضل الصلوٰت والتسلیم کی نگاہ کریم کے صدقے مولانا کی بقیہ تصانیف کی طرح اس تصنیف کو بھی قبول فرمائے آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ علیہ وسلم۔

فقیر سید عباس علی شاہ قادری رضوی غفرلہ

صدر المدرسین جامعۃ المدینہ کاہنہ نو لاہور

Marfat.com

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہٗ

وعلیٰ آلہ واصحابہ المقربین عندہ اما بعد !

صاحب المجد والجاہ عاشق خیر الوریٰ حامیٔ سنت صوفی باصفا حضرت مولانا الحاج نواب الدین گولڑوی مدظلہ العالی کی تصنیف لطیف مسمّٰی ذکر الحبیب کو چند مقامات سے دیکھنے کا شرف حاصل ہوا الحمد للہ مصنف کا طرزِ تحریر بے حد پسند آیا اور اس کتاب کو بڑی جامعیت اور معنویت کے ساتھ تحریر فرمایا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ کتاب ہذا کو مقبول عام فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے مستفید فرمائے اور مصنف کیلئے ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامی ﷺ الامین و آلہ و اصحبہ اجمعین

شہباز احمد

خادم قرآن وحدیث جامعۃ المدینہ کاہنہ نو لاہور۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں نے کتاب بنام بذکر الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کتاب ہذا کے مطالعہ کرنے سے دل میں عشق مصطفیٰ علیہ التحیۃ الثناء جاگزیں ہوتا ہے قاری کو نہ صرف عشق مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوگا بلکہ اتباع سنت بھی نصیب ہوگی اور اس پرفتن دور میں اتباع سنت ہی کامیابی کا ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں مولف کتاب ہذا علامہ مولانا الحاج نواب الدین گولڑوی دامت برکاتہم العالیہ کو دارین میں اجر جزیں عطا فرمائے۔ آمین

خادم العلم والعلماء محمد ریاض احمد عطاری عفی عنہ مدرس جامعۃ المدینہ کاہنہ نو

فاضل درس نظامی پی ایچ ڈی اسلامیات

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذکر الحبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

Marfat.com

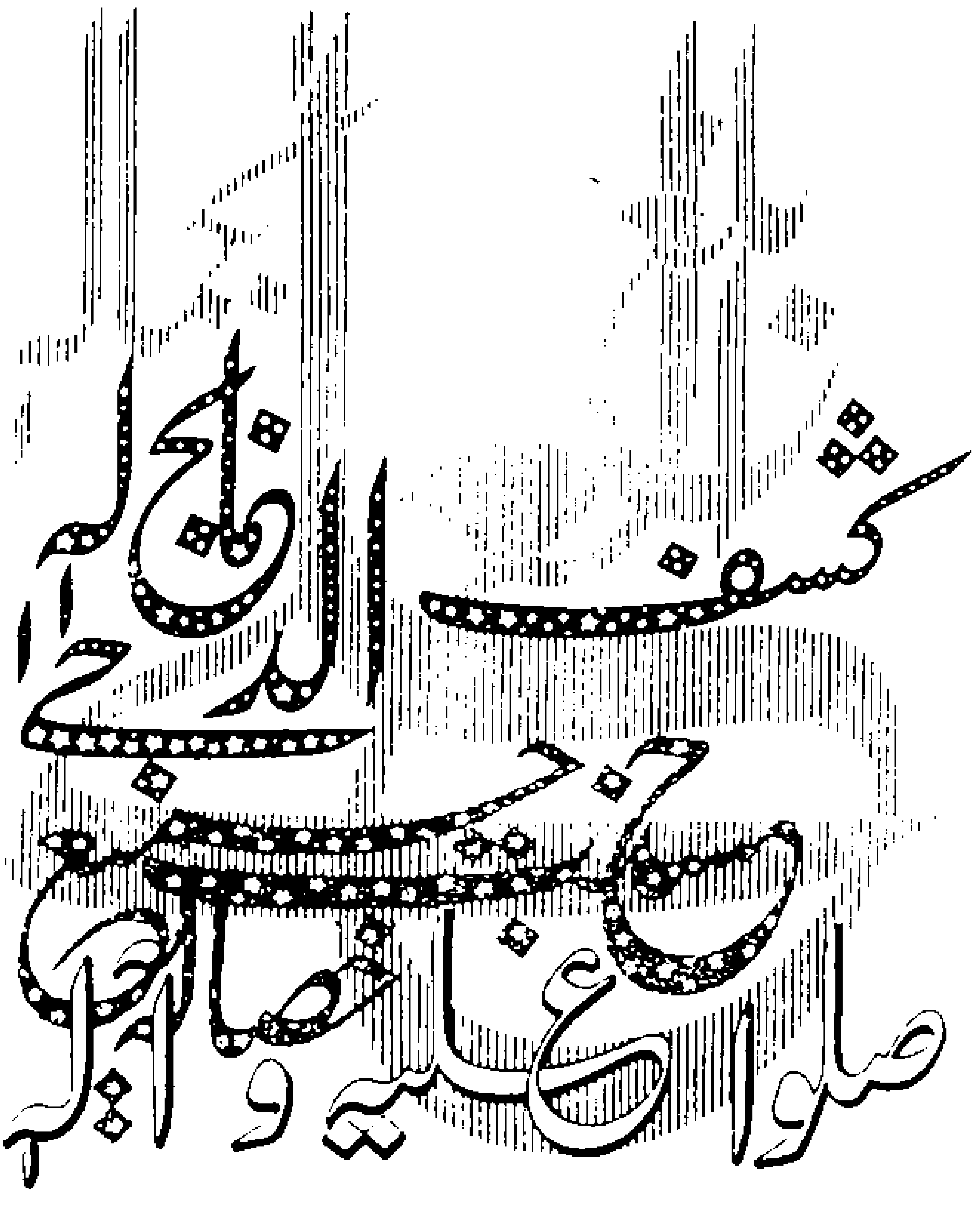

Marfat.com

کائناتِ حسن میں وہ جلوہ فرما ہو گئے !
جن کی صورت حق نما ہے جن کی سیرت حق نما

ذکر الحبیب
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نور محمدی علیہ التحیۃ والثناء

قَدْ جَآءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَ کِتٰبٌ مُبِیْن (القرآن)

بالتحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب مبین

یہاں نور سے مراد نور محمدی ﷺ اور کتاب سے مراد قرآن مجید فرقان حمید ہے۔

اول ماخلق اللہ نوری و کل خلائق من نوری (الحدیث)

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا اور تمام مخلوق میرے نور سے پیدا کی گئی، اے جابر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ (پھر بتدریج تمام مخلوق کو)

(نشر الطیب ص ۶ مولوی اشرف علی تھانوی ناشر تاج کمپنی)

نوٹ:۔ اس کتاب میں حضور ﷺ کے نام کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھیں۔

آپ کب سے نبی ہیں

۱۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک میں حق تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین تھا اور آدم علیہ السلام ابھی اپنے خمیر میں پڑے تھے۔

(مشکوۃ احمد بیہقی حاکم)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کبار رضی اللہ عنہم نے

Marfat.com

پوچھا یارسول اللہ ﷺ آپ کے لئے نبوت کب ثابت ہو چکی تھی آپ ﷺ نے فرمایا جس وقت کہ آدم علیہ السلام ابھی روح و جسد کے درمیان تھے (ترمذی)

۳۔شعبی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ کب نبی بنائے گئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام اس وقت روح و جسد کے درمیان میں تھے جبکہ مجھ سے میثاق (نبوۃ) لیا گیا روایت کیا اس کو ابن سعد نے جابر جعفی کی روایت سے ابن رجب کے ذکر کے موافق۔

۴۔احکام ابن القطان میں منجملہ ان روایات کے جو ابن مرزوق نے ذکر کی ہیں حضرت علی بن الحسین (امام زین العابدین) سے روایت ہے کہ وہ اپنے باپ امام حسین رضی اللہ عنہ اور وہ ان کے جد امجد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم روف رحیم نے فرمایا کہ میں آدم کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔

(نشر الطیب ص ٦ تا ٨)

نور کا لباس بشریت میں آنا بھی آپکا معجزہ ہے اور آپ کی ولادت تا وفات تمام زندگی معجزہ تھی۔ جیسا کہ قرآن مجید نے ذکر کیا ہے :۔

قد جاء کم برھان من ربکم وانزلنا الیکم نورمبینا

ترجمہ : بیشک آیا تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے معجزہ اور تمہاری طرف نازل کیا نور مبین یعنی قرآن مجید ۔

ولادت محمدی ﷺ

حضور ﷺ کا نور پاک آدم علیہ السلام کے پشت مبارک میں رکھا گیا جو

Marfat.com

ان کی پیشانی میں چمکتا تھا وہی نور مبین اصلاب طاہرہ اور ارحام طیبہ میں منتقل ہوتا رہا آپ کے تمام آباو اجداد سفاح سے پاک ہیں جیسے فرمایا سرکار دو عالم ﷺ نے کہ میرے والدین ماجدین سے لے کر آدم حوا علیہما السلام تک کوئی مرد یا عورت ایسا نہیں ہوا کہ جس نے معاذ اللہ کسی قسم کے فحاشی اور بے حیائی کا کام کیا ہو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام طیبہ کی طرف منتقل فرمایا (مواہب لدنیہ)

حافظ ابو سعید نیشاپوری ابو بکر ابن ابی حاتم سے اور وہ ابو سعید بن انصاری سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور انکے والد سیدنا کعب احبار رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا نور مبارک جب حضرت عبد المطلب میں منتقل ہوا اور وہ جوان ہو گئے تو ایک دن حطیم کعبہ میں سوئے، آنکھ کھلی تو دیکھا کہ آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا ہے۔ سر میں تیل پڑا ہوا ہے اور حسن و جمال کا لباس زیب تن ہے وہ نہایت حیران ہوئے کہ نہیں معلوم یہ سب کچھ کیسے ہوا۔ ان کے والد ان کو کاہنوں کے پاس لے گئے اور تمام واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس واقعہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کو نکاح کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ان کا نکاح فاطمہ بنت وہب سے کر دیا جو حضرت عبد المطلب کے ساتھ حاملہ ہو گئیں۔ جناب عبد المطلب کے جسم سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔ اور رسول اللہ ﷺ کا نور مبارک ان کی پیشانی میں چمکتا تھا جب مکہ میں قحط ہوتا تو لوگ حضرت عبد المطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل ثبیر کی طرف لے جاتے تھے اور ان کے ذریعہ سے تقرب خداوندی ڈھونڈتے اور بارش کے لئے دعائیں کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو نور محمدی ﷺ کے طفیل قبول فرماتا اور کثرت سے بارش ہوتی۔ (میلاد النبی مصنف سید احمد سعید کاظمی از مواہب لدنیہ جلد ۱)

Marfat.com

واقعہ اصحاب الفیل

یہ واقعہ ولادت رسول ﷺ سے پچاس یوم پہلے کا ہے جب اصحاب فیل کا بادشاہ ابرہہ معاذاللہ خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کے لئے مکہ معظمہ پر چڑھائی کر کے آیا تو حضرت عبدالمطلب قریش کے چند آدمیوں کی ساتھ جبل ثبیر پر چڑھ گئے اسوقت رسول اللہ ﷺ کا نور مبارک جناب عبدالمطلب کی پیشانی میں بشکل ہلال نمودار ہو کر اس قوت سے چمکا کہ اسکی شعائیں خانہ کعبہ پر پڑیں، حضرت عبدالمطلب نے اپنی پیشانی کے نور کو خانہ کعبہ پر چمکتا دیکھ کر قریش سے فرمایا واپس چلو۔ میری پیشانی کا نور جو اس طرح چمکا ہے یہ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ ہم لوگ غالب رہیں گے

حضرت عبدالمطلب کے (سو) اونٹ ابرہہ بادشاہ کے لشکر والے پکڑ کر لے گئے، انہیں چھڑانے کے لئے جناب عبدالمطلب ابرہہ کے پاس گئے آپکی صورت دیکھتے ہی عظمت وہیبت نور مقدس کیوجہ سے ابرہہ ازراہ تعظیم فوراً تخت سے نیچے اترا اور جناب عبدالمطلب کو اپنے برابر بٹھالیا۔ ابرہہ کا ایک بڑا سفید رنگ کا (محمود نامی) ہاتھی تھا باقی سب ہاتھی سدھائے ہوئے ہونے کی وجہ سے ابرہہ کو سجدہ کرتے تھے مگر یہ ہاتھی اسے سجدہ نہیں کرتا تھا۔

جب حضرت عبدالمطلب ابرہہ بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے تو اس نے سائیس کو حکم دیا کہ اس بڑے سفید رنگ والی ہاتھی کو حاضر کرے، جب ہاتھی حاضر ہوا تو اس نے عبدالمطلب کے چہرہ پر نظر کی تو ان کے سامنے ادب کے ساتھ اسطرح بیٹھ گیا جیسے اونٹ بیٹھتا ہے پھر سجدہ کرتا ہوا گر پڑا اللہ تعالیٰ نے اسے قوت گویائی دی ہاتھی نے کہا " السلام علی النور الذی فی ظهرك یاعبدالمطلب "

Marfat.com

سلام ہو اس نور پر جو تمہاری پیٹھ میں ہے اے عبد المطلب

(کتاب مذکورہ بالا از مواہب اللدنیہ جلد اول ص ۱۵، ۱۶)

(مفصل واقعہ فیل مولوی ابراہیم سیالکوٹی کی کتاب سیرت المصطفیٰ جلد اول ص ۵۷ تا ٦٤ پر دیکھیں)

نوٹ:۔ اسی کتاب کے صفحہ ۹۳ پر لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ تھا جو موحد تھے آذر بت گران کا چچا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بطن مادر میں

مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس ودیعت (امانت) کو پاکیزہ اور بلند ترین اصلاب سے عالم ظہور میں لائے تو اس نور پاک کے ظہور پر عجیب و غریب نشانیاں ظاہر ہوئیں اور ساری کائنات کو خوشخبری دی گئی اور تمام آسمانوں اور زمین کے کناروں میں منادی کرائی گئی، چنانچہ فرمایا گیا اے عرش والو! انوار کی پوشاک پہنیں اور اے کرسی افتخار کا پیرہن اوڑھ، اے سدرۃ المنتہیٰ روشن ہو جا، اے محلات جنت کی حورو، آراستہ ہو جاؤ، اے فرشتو خدمت کی کمر کس لو، اور عرش کے گرد حلقہ باندھ لو، اے رضوان جنت کے دروازے کھول دو، اے مالک! دوزخ کے دروازے بند کر دو کیونکہ، نور پنہاں اور مخفی راز جو میری قدرت کے خزانوں میں اول سے محفوظ رہا ہے اب وہ نور مبارک آج کی رات بطن آمنہ میں رونق اجلال فرما رہا ہے۔

جب بطن آمنہ میں نور مبارک نے استقرار فرمایا، تو عالم کائنات میں ندا کی گئی کہ ملاء اعلیٰ کو عود و عنبر کی خوشبوؤں سے معطر کر دو اور قدسیوں کی صف بستہ جماعتوں کی عبادت گاہوں کو عنبر بیز کر دو، اور ملائکہ مقربین کی ضیافت کیلئے عبادت گذار فرشتوں کی جانمازوں کو بچھا دو اسلئے کہ اس ماہ مبارک

Marfat.com

میں معجزات قاہرہ اور روشن نشانیاں والے حبیب کا جلوہ ظاہر ہوگا، اور ربیع الاول کی ۱۲ بروز پیر کو صاحب سبع مثانی کے معانی یعنی حضور علیہ صلی اللہ کا ظہور ہوگا

(بیان المیلاد النبی علیہ صلی اللہ از محدث ابن جوزی صفحہ ۲۳ تا ۲۴)

جب حضور انور علیہ صلی اللہ حضرت آمنہ کے پیٹ میں تھے تو عجائب ظاہر ہوئے، خشک زمین سر سبز ہوگئی، درخت پھل لائے، ہر طرف سے مال آنے لگا، اس سال کا نام سنۃ الفتح (فتوحات کا سال) ٹھہرا، نیز سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ دوران حمل میں نے مشارق و مغارب ارض کو دیکھا اور تین علم دیکھے، ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک پشت کعبہ پر نیز فرماتی ہیں کہ مجھے دوران حمل اور بوقت وضع حمل کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی۔

(ماثبت بالسنۃ از شاہ عبدالحق محدث دہلوی)

آنحضرت کی والدہ ماجدہ آمنہ بنت وہب بیان کرتی ہیں کہ جب آپ ان کے بطن مبارک میں تھے تو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا گیا، تیرے شکم میں اس امت کا رسول ہے جب زمین پر تشریف لائے گا تو اللہ تعالیٰ کی پناہ یوں مانگنا:۔

ترجمہ: میں ہر حاسد کے شر سے اپنے اس بچے کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتی ہوں محمد بن اسحاق بن یسار کے بیان کے مطابق خواب میں بشارت دینے والے نے مزید کہا کہ میں یہ جو کچھ کہہ رہا ہوں اسکی علامت یہ ہے کہ انکے ساتھ ایک ایسا نور ظاہر ہوگا جس سے سرزمین شام کے مقام کسریٰ کے محل روشن ہو جائینگے، اور جب وہ تشریف لائے گا تو ان کا نام محمد رکھنا، ان کا نام تورات وانجیل میں احمد ہے تمام زمین وآسمان ان کے مدحت سرا ہیں۔

(از سیرت ابن ہشام صفحہ ۵۸ جلد اول)

مروی ہے جب ولادت کیلئے خیر وسعادت کی صبح کے طلوع کا وقت آیا

Marfat.com

تو ایک علم مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک خانہ کعبہ پر نصب کیا گیا اور شیطان مردود پر ہر قسم کی تکلیف اس شدت سے اتری کہ بت سر کے بل گر پڑے اور شیاطین کو انکی رسوائی وذلت میں ڈال دیا گیا اور فارس کی آگ جو ایک ہزار سال سے روشن تھی اور کبھی نہ بجھی تھی اس رات بجھ گئی اور احمد مجتبی محمد مصطفی ﷺ کی ولادت کی ہیبت میں کسری کے محل میں زلزلہ آیا اور دریائے ساوی خشک ہو گیا اور وادی سحاوہ میں پانی جوش مارنے لگا اور سیدہ آمنہ کے گھر کے نزدیک ستارے قریب آگئے اور حی و قیوم نے انہیں وضع حمل پر مطلع فرمایا میں نے مناجات کیلئے اپنا ہاتھ پھیلایا اس وقت میرے پاس عبد مناف میں سے کوئی عورت نہیں تھی، ابھی میری دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ میرا گھر حسین و جمیل طویل القامت سیاہ بالوں والی اور سرخ گالوں والی عورتوں سے بھر گیا وہ میری بلائیں لینے لگیں، اے آمنہ کوئی غم و فکر نہ کرو ہم جنتی حوریں ہیں ہمیں اللہ تعالی نے اس مولود مبارک سے برکت لینے کیلئے بھیجا ہے جسے تم اس رات تولد کرو گی، سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ پھر میرے سامنے ایک عظیم پرندہ نمودار ہوا اسکے ہاتھ میں دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ شیریں، اور مشک سے زیادہ خوشبودار شربت سے بھرا ہوا پیالہ تھا اس نے مجھے وہ پیالہ دے کر کہا اسے پی لو، میں نے اسے پی لیا پھر اس نے تین دفعہ اور پینے کو کہا چنانچہ میں سیر ہو گئی پھر اس نے اپنا مبارک ہاتھ میرے شکم پر پھیرتے ہوئے کہا

اے سید المرسلین ظہور فرمایئے، اے خاتم النبیین جلوہ افروز ہو جیے، اے رحمۃ للعالمین قدم رنجہ فرمایئے اے نبی اللہ رونق افروز ہویئے، اے رسول اللہ ﷺ تشریف لایئے، اے خیر الخلق جہاں کو منور فرمایئے اے نور من نور اللہ جلوہ افروز ہو جیے بسم اللہ اے محمد بن عبداللہ تشریف لایئے۔

Marfat.com

پھر حضور اکرم ﷺ چودھویں رات کے مانند چمکتے ہوئے جہاں میں رونق افروز ہوئے ، الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ اس کے بعد چند اشعار پڑھے۔ (بیان المیلاد النبی صفحہ ۲۷تا۲۸)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اس حال میں پیدا ہوئے کہ آپ اپنے دونوں ہاتھوں پر سجدہ کرتے اپنی چشم مبارک سے آسمان کی طرف اشارہ کرر ہے تھے۔

محمد بن سعد نے ایک جماعت سے حدیث بیان کی ہے اسمیں سے عطاء اور ابن عباس بھی ہیں کہ آمنہ بنت وہب فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ میرے بطن سے جدا ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک نور نکلا جس سے مشرق و مغرب کا درمیان سب روشن ہو گیا، پھر آپ اس زمین پر آئے اور دونوں ہاتھوں پر سہارا دیئے ہوئے تھے، پھر آپ نے ایک مٹھی خاک لی اور آسمان کی طرف سر اٹھاکر دیکھا اس نور سے آپ کی والدہ نے یمن ، شام کے محل دیکھ لئے۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ ام عثمان سے جن کا نام فاطمہ بنت عبداللہ ہے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتی ہیں کہ جب آپکی ولادت کا وقت آیا تو میں نے خانہ کعبہ کو دیکھا کہ نور سے معمور ہے اور ستاورں کو دیکھا کہ زمین کے نزدیک آگئے مجھ کو گمان ہوا کہ وہ مجھ پر گر پڑیں گے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ شفا کہتی ہیں کہ بوقت ولادت میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے رحمك اللہ شفا فرماتی ہیں کہ تمام مشرق و مغرب کے درمیان روشنی ہو گئی یہاں تک کہ میں نے روم کے بعض محل دیکھے پھر حضرت آمنہ نے آپ ﷺ کو دودھ دیا، حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ ﷺ دنیا میں اس شان سے تشریف لائے کہ سرگیں

Marfat.com

چشم، ناف بریدہ، اور آپ مختون تھے، اور نہلائے دہلائے، آپ کا سر مبارک زمین پر بحالت سجدہ تھا اور زبان مبارک سے کچھ فرمارہے تھے جب میں نے اور آپکی امی نے کان لگا کر سنا تو آپ فرمارہے تھے یا رب ھب لی امتی، اے میرے رب میری امت کو بخش دے۔

منجانب آپ کے عجائب ولادت کے یہ واقعات بھی روایت کئے گئے ہیں۔

کسریٰ کے محل میں زلزلہ کا آ نا اور اسکے چودہ کنگروں کا گر جانا، اور بحیرہ طبریہ کا خشک ہو جانا، اور فارس (ایران) کے آتش کدہ کا بجھ جانا جو ایک ہزار سال سے برابر روشن تھا کہ کبھی بجھا نہ تھا۔

بیہقی ابو نعیم نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ میں سات آٹھ برس کا تھا اور دیکھی سنی بات سمجھتا تھا ایک دن صبح کے وقت ایک یہودی نے یکایک چلانا شروع کیا کہ اے جماعت یہود، سو سب جمع ہوگئے اور میں سن رہا تھا کہنے لگے تجھ کو کیا معلوم ہوا، کہنے لگا کہ احمد کا وہ ستارہ آج شب طلوع ہو گیا جسکی ساعت میں آپ پیدا ہونے والے تھے۔ (کذا فی المواہب)

سیرۃ ابن ہشام میں یہ بھی ہے کہ محمد بن اسحاق صاحب سیر کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن عبدالرحمٰن بن حسان بن ثابت سے پوچھا کہ جب حضور ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لاتے تھے تو حسان بن ثابت کی عمر کیا تھی انہوں نے کہا ساٹھ سال کی اور حضور ترپن سال کی عمر میں تشریف لاتے ہیں تو اس حساب سے حسان بن ثابت حضور ﷺ سے سات سال عمر میں زیادہ ہوئے تو انہوں نے یہ مقولہ یہودی کا سات سال کی عمر میں سنا، حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی مکہ مکرمہ میں آرہا تھا، سو جس شب حضور ﷺ پیدا

Marfat.com

ہوئے اس نے کہا اے گروہ قریش کیا تم میں آج کی شب کوئی بچہ پیدا ہوا ہے انہوں نے کہا کہ ہم کو معلوم نہیں، کہنے لگا کہ دیکھو کیونکہ آج کی شب اس امت کا نبی پیدا ہوا ہے اسکے دونوں شانوں کے درمیان میں ایک نشانی ہے (جس کا لقب مہر نبوت ہے) چنانچہ قریش نے اسکے پاس سے جاکر تحقیق کیا تو خبر ملی کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے

وہ یہودی آپکی والدہ کے پاس آیا انہوں نے آپکو ان لوگوں کے سامنے کر دیا جب اس یہودی نے وہ نشانی دیکھی تو بیہوش ہو کر گر پڑا اور کہنے لگا کہ بنی اسرائیل سے نبوت رخصت ہوئی، اے گروہ قریش سن لو واللہ! یہ تم پر ایسا غلبہ حاصل کرینگے کہ مشرق و مغرب سے اسکی خبر شائع ہوگی، روایت کیا اسکو یعقوب بن سفیان نے اسناد حسن سے یہ فتح الباری میں لکھا ہے۔

(کذا فی لمواہب نشر الطیب صفحہ ۲۳ تا ۲۷)

بعض واقعات زمانہ طفولیت میں

ابن شیخ نے خصائص میں ذکر کیا ہے کہ آپ کا گہوارہ (یعنی جھولا) فرشتوں کی جنبش دینے سے ہلا کرتا تھا۔

(کذا فی المواہب از نشر الطیب ص ۲۹ مولوی اشرف علی تھانوی ناشر تاج کمپنی)

جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام حلیمہ سعدیہ کی گود میں تھے تو حلیمہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ جب دودھ کی خواہش میں رات میں بیدار ہوتے تو چاند اتر کر آپکو بہلاتا اور عرض کرتا سبحان اللہ والحمدللہ، حضور اس پر اتنا اور اضافہ میں کہتے و لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔(بیان المیلاد النبوی مصنف حضرت محدث ابن جوزی ص ۳۳)

Marfat.com

ایک دفعہ آپکے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے کہا یارسول اللہ ﷺ جب آپ گہوارہ میں تھے اور آپ پریشان ہوتے تو چاند آپکی انگلی کے اشارے پر چلتا تھا جس سے آپ بہل جاتے۔

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں

کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

آپ نے فرمایا اے چچا اس سے بھی زیادہ عجیب بات آپکو اور نہ بتاؤں ،کہ جب میں ماں کے پیٹ میں تھا تو میں ان قلموں کی آواز سنتا تھا جو لوح پر چلتی تھی۔

یاد رہے کہ حضور ﷺ پیدائش کے بعد صرف آٹھ یوم اپنی ماں حضرت آمنہ کے پاس رہے اسکے بعد حلیمہ سعدیہ کے سپرد کر دیئے گئے اس دوران آپ نے اپنی والدہ کا دودھ پیا اور اسکے علاوہ ابو لہب کی لونڈی ثوبیہ کا دودھ پیا، اسکے علاوہ آپ کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ نے بھی ثوبیہ کا دودھ پیا اس دوران ثوبیہ کے لڑکے مسروح نے بھی دودھ پیا۔ حضور ﷺ مدینہ منورہ سے مسروح کو تحائف بھیجا کرتے۔

ام ایمن نے بھی آپ کو دودھ پلایا، ام ایمن لونڈی حضور ﷺ کو اپنے والد ماجد سے وراثت میں ملی تھی اور جو آپکی والدہ ماجدہ کی وفات پا جانے پر آپ کو مقام ابوا سے مکہ مکرمہ تک ہمراہ لائی تھیں۔ اس کا نام برکت تھا، آپ ﷺ فرمایا کرتے کہ ام ایمن میری ماں کے بعد میری ماں ہیں ،بعد میں آپ نے ام ایمن کو آزاد کر دیا تھا اور اپنے مولیٰ (متبنی) زید بن حارثہ سے نکاح کر دیا تھا جس سے اسامہ بن زید (حُب رسول) پیدا ہوئے ام ایمن (برکت) وہ بابرکت خاتون تھیں کہ جب حضرت ام ایمن نے مدینہ منورہ ہجرت کی تھی تو وہ روزہ

Marfat.com

سے تھیں فرماتی ہیں رستے میں سخت پیاس لگی آسمان کی طرف سے ایک ڈول جس میں نہایت شفاف سفید پانی تھا اترا میں نے اسے خوب سیر ہو کر پیا، اسکے بعد مجھے پیاس کی تکلیف نہیں ہوئی حالانکہ میں سخت گرمیوں میں روزے رکھتی تھی۔

(از سیرت المصطفی مولانا ابراهیم میر سیالکوٹی ص ۱۱۲ تا ۱۱۸)

رضاعت

قریش میں دستور تھا کہ شہر کے لوگ اپنے شیر خوار بچوں کو بدوی آبادی میں بھیج دیا کرتے تھے تاکہ بچے بدوؤں میں پل کر فصاحت اور عرب خالص کی خصوصیات حاصل کریں نیز تاکہ جنگل کی کھلی آب وہوا میں رہ کر بچے تندرست اور مضبوط ہو جائیں اور ان کی زبان زیادہ فصیح اور خالص ہو جائے کیونکہ بدوؤں کی زبان شہریوں کی زبان کے مقابلہ میں زیادہ صاف خالص اور فصیح ہوتی تھی۔

(تاریخ اسلام حصہ اول ص ۱۹۱ اکبر شاہ نجیب آبادی)

نواح مکہ مکرمہ کی قبائل کی بدوی عورتیں سال میں دو دفعہ ربیع اور خریف میں بچوں کی تلاش میں شہر مکہ مکرمہ میں آیا کرتی تھیں، چنانچہ اس سال قحط سالی میں حلیمہ سعدیہ اپنے قبیلہ کی دس عورتوں کے ساتھ اس غرض سے شہر میں آئیں۔

(سیرۃ رسول عربی از علامہ نور بخش توکلی ص ۲۳)

حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ اس سال سخت قحط تھا میری گود میں میرا ایک بچہ تھا مگر اتنا دودھ نہ تھا کہ اسکو کافی ہو تا رات بھر اسکے چلانے سے نیند نہ آتی اور نہ ہماری اونٹنی کے دودھ تھا۔ میں ایک دراز گوش پر سوار تھی جو بہت

Marfat.com

لاغری کے سبب سب کے ساتھ نہ چل سکتا تھا ہمسفری بھی اس سے تنگ آگئے تھے ہم مکہ مکرمہ آئے تو جو عورت اس بچہ (در یتیم ﷺ) کو دیکھتی اور سنتی کہ آپ یتیم ہیں تو کوئی قبول نہ کرتی۔

میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ یہ تو اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ میں خالی جاؤں، میں تو اس یتیم کو لاتی ہوں شوہر نے کہا بہتر شاید اللہ تعالیٰ برکت کرے غرض میں آپکو جا کر لے آئی، جب اپنی فرودگاہ پر لائی اور گود میں لے کر دودھ پلانے بیٹھی تو دودھ اسقدر اترا کہ آپ اور آپ کے رضائی بھائی نے خوب سیر ہو کر پیا، اور آسودہ ہو کر سو گئے اور میرے شوہر نے جو اونٹنی کو جا کر دیکھا تو تمام دودھ بھرا تھا، غرض اس نے دودھ نکالا اور ہم سب نے خوب سیر ہو کر پیا اور رات بڑے آرام سے گذری حالانکہ اس سے قبل سونا میسر نہیں ہوتا تھا، شوہر کہنے لگا اے حلیمہ تو تو بڑی برکت والے بچہ کو لائی میں نے کہا ہاں مجھ کو بھی یہی امید ہے پھر ہم مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے اور آپکو لے کر اسی دراز گوش پر سوار ہوئی پھر تو اس کا یہ حال تھا کہ کوئی سواری اسکو پکڑ نہ سکتی تھی، میری ہمراہی عورتیں تعجب سے کہنے لگیں کہ حلیمہ ذرا آہستہ چلو یہ وہی تو ہے جس پر تم آئی تھیں؟ میں نے کہا ہاں وہی ہے، کہنے لگیں بے شک اسمیں کوئی بات ہے پھر ہم اپنے گھر پہنچے، اور وہاں سخت قحط تھا سو میری بکریاں دودھ سے بھری آتیں اور دوسروں کو اپنے جانوروں میں ایک قطرہ دودھ نہ ملتا، میری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ ارے تم بھی وہاں چراؤ جہاں حلیمہ کے جانور چرتے ہیں۔

(نشر الطیب ص ۳۰، ۳۱ تاج کمپنی)

مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کو دودھ پلانے والی عورتوں کے

سامنے لایا گیا تو ان عورتوں نے یتیم جان کر لیجانے سے اعراض کیا مگر حلیمہ سعدیہ نے آپ کو قبول کر لیا، جب انہوں نے گود میں لیکر اپنی سواری پر سوار ہو کر اپنے وطن کی طرف کوچ کرنے کا ارادہ کیا اور قافلہ چلنے لگا تو جس خشک وادی میں یہ قافلہ رکتا تو آپ ﷺ کی برکت سے وہ سرسبز و شاداب ہو جاتی اور وہ حضور ﷺ کو سلام کرنے کی آوازیں پتھروں سے سنتیں اور درختوں کی ٹہنیاں آپکی طرف جھک کر سلام کرتیں، اور حاسدین نے اس پر اپنے بغض و حسد کا اظہار کیا، پھر جب وہ اپنی آبادی پہنچی اور اپنے گھر میں آئے تو رات کو چراغ جلانے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب میں نے حضور کو لیا تھا اس وقت میری چھاتیوں میں بہت کم دودھ تھا لیکن اسکے بعد دودھ کی اتنی فراوانی ہو گئی کہ دوسری عورتیں اپنے بچوں کو لے کر میرے پاس آتیں تو میں ان کو بھی دودھ پلاتی۔

ہمارے پاس کچھ بکریاں تھیں مگر ان میں اتنا دودھ نہ تھا جسے ہم پی سکیں یا مکھن اور پنیر بنا سکیں۔ لیکن خدا کی قسم میں نے جس دن سے حضور ﷺ کا دست مبارک ان تھنوں کو چھوا وہ اس رات سے اتنا دودھ دوہنے لگی کہ چالیس گھروں کیلئے کافی ہوتا۔ جب سے حضور ﷺ گھر میں آئے چراغ جلانے کی ضرورت پیش نہ آئی۔ حضرت حلیمہ بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس صرف سات بکریاں تھیں جو آپکی برکت سے بڑھکر سو ہو گئیں اور مجھے اتنی برکت حاصل ہوئی کہ غریب لوگ میرے پاس زندگی گزارنے لگے۔ آپکی برکت سی میری تمام بکریاں گابھن ہو گئیں جس سے لوگ تعجب کرتے۔ چنانچہ چند قبیلے کے لوگ اپنی بکریاں میرے پاس لائے تو میں نے حضور ﷺ کے قدم ہائے

Marfat.com

مبارک کو پانی کے ایک حوض میں دھویا اور وہ پانی ان کی بکریوں کو پلایا چنانچہ وہ سب گابھن ہو گئیں۔ (المیلاد النبی صفحہ ۳۱ تا ۳۴ امام ابن جوزی)

دائی حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں میں حضور ﷺ کی محبت میں بہت خوش و خرم رہتی تھی۔ میں نے کبھی آپکے پیشاب کو نہ دھویا صرف نظافت و پاکیزگی کے خیال سے دھوتی۔ آپ جب رضاعت میں تھے تو آپ دائی حلیمہ کے ایک پستان کا دودھ پیا کرتے اور دوسرا پستان اپنے رضاعی بھائی کیلئے چھوڑ دیتے ایسا عدل آپکی طبیعت میں تھا۔ بچپن میں آپ نے کبھی بول و براز کپڑے میں نہیں کیا بلکہ دونوں کے وقت مقرر تھے کہ اسی وقت رکھنے والے آپکو جائے ضرور میں جا کر پیشاب کرالاتے اور آپکا ستر کبھی ننگا نہیں ہوتا جو کپڑا اتفاقاً اٹھ جاتا تو فرشتے خود ستر چھپا دیتے۔

(کذا فی تاریخ حبیب الہ از نشر الطیب ص ۳٤)

میں آپکے توسل سے جو حاجت خدا سے مانگتی وہ پوری ہو جاتی نیز

فرماتی کہ جب آپ میرے لڑکے حمزہ کے ساتھ بکریاں چرانے جاتے تو واپسی پر میرے لڑکے مجھے بتاتے کہ ماں! میرے بھائی محمد حجازی جب خشک وادی میں قدم رکھتے ہیں تو وہ وادی اسی وقت سرسبز ہو جاتی ہے اور آپ جب دھوپ میں آرام فرماتے تو بادل کا ایک ٹکڑا آپ پر سایہ کر دیتا ہے اور جنگلی جانور آپکے قدموں کو بوسہ دیتے ہیں اور جب ریت پر چلتے تو آپکا نشان قدم ظاہر نہیں ہوتا اور جب آپ پتھر پر چلتے تو اس پر آپکے قدموں کے نشان پڑ جاتے ہیں جس طرح خمیری آٹے میں نشان پڑ جاتے ہیں۔ حلیمہ نے جواب دیا اے

Marfat.com

بیٹے یہ تیرے بھائی صاحب خیر و برکت ہیں جو کچھ تو نے دیکھا اسے کسی کو خبر نہ ہو حضور ﷺ کے جو معجزات قبل از نبوت ظاہر ہوئے جیسا کہ آپ نے پڑھا انہیں اصطلاح میں ارہاصات کہتے ہیں۔ پھر آپ روزانہ اسی طرح میرے لڑکے ضمیر کے ساتھ جانے لگے۔

واقعہ شق صدر

حلیمہ بیان کرتی ہیں کہ ایک دن عادت کے مطابق دونوں گئے اور میں گھر ہی رہی تھی تو اچانک میرا لڑکا چیختا ہوا آیا اور کہنے لگا اے اماں! میرے حجازی بھائی کی مدد کو پہنچو وہ مبتلائے مصیبت ہو گئے۔ حلیمہ مع خاوند کے دوڑتے بھاگتے پہنچے دیکھا کہ آپ بے فکر ہر طرح محفوظ پہاڑ کے ایک ٹیلہ پر کھڑے ہیں آپ کا رنگ متغیر تھا میں نے آپکو سینے سے لگا لیا اور آپکی آنکھوں کا بوسہ لیا پھر میں نے پوچھا اے میرے حبیب آپکو کیا مصیبت پہنچی۔ فرمایا اے ماں! خیر ہے ہم کھڑے تھے کہ اچانک تین شخص نمودار ہوئے جن کے چہرے چاند کی طرح منور تھے اور ایک شخص ہاتھ میں جوہرات کا آفتابہ جو آبِ کوثر سے پگھلاتے ہوئے برف کے پانی سے بھرا ہوا تھا اور دوسرے کے ہاتھ میں سبز حریر کا رومال تھا وہ مجھے اٹھا کر اس پہاڑ پر لائے اور بآہستگی زمین پر لٹا کر میرے سینے کو خفیف چاک کیا جسکی مجھے ذرہ بھر درد تکلیف نہیں ہوئی۔ پھر سینے سے سیاہ گوشت کا ٹکڑا نکال کر پھینک دیا اور وہ کہنے لگے کہ یہ شیطان کا اندرونی حصہ ہے۔ ہذا حظ الشیطان منک۔ اب تم پر شیطان کا تسلط باقی نہیں رہا۔ پھر دل کو اسی پانی سے غسل دیا اور ایک نے رومال سے خشک کر کے اسے خوشبو سے معطر کیا اور

Marfat.com

اس سے اسکے ہمراہی نے کہا کہ حکم الٰہی کے مطابق اسکو حلم علم اور رضائے الٰہی سے بھر دو۔ پھر اسے اپنی جگہ رکھ دیا اور میرا سینہ برابر ہو گیا جب کہ پہلے تھا اب میں قدرت الٰہی سے صحیح وسالم کھڑا ہوں۔ اس پر سعدیہ نے کہا اس اللہ کی حمد جس نے آپکو زندہ رکھا اور صحت عطا فرمائی پھر میں نے انکو پکڑا اور بوسہ دیا اور اپنے سینے سے چمٹایا اور انہیں انکے دادا عبدالمطلب کے حضور لیکر گئی اور ان کے سپرد کیا اور میں اپنی ذمہ داری اور کفالت سے بری الذمہ ہو گئی۔ الحمد للہ رب العالمین (بیان المیلاد النبوی ص ۴۳ ابن جوزی)

جب حضرت دو سال کے ہو گئے تو مائی حلیمہ نے آپ کا دودھ چھڑا دیا اور آپکو اپنی والدہ کے پاس لے آئی اور کہا کاش تو اپنے بیٹے کو میرے پاس اور رہنے دیتیں کہ قوی ہو جائے کیونکہ مجھے اس پر وبائے مکہ ڈر ہے یہ سنکر بی بی آمنہ نے آپکو حلیمہ کے ساتھ واپس کر دیا۔ (سرور رسول عربی ص ۳۴ از علامہ نور بخش توکلی)

حضرت حلیمہ سعدیہ سال میں دو مرتبہ مکہ میں لا کر آپکو اپنی والدہ اور دادا کو دکھاتی۔ آپ نے دو سال حلیمہ کا دودھ پیا۔ اور دو برس تک یعنی پانچ برس کی عمر تک حلیمہ کے ہاں پرورش پائی۔

(تاریخ اسلام اکبر شاہ خان نجیب آبادی ص ۹۱)

اس دوران واقعہ شق صدر کا ظہور ہوا جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ چنانچہ اس واقعہ سے حضرت حلیمہ کے دل میں ڈر پیدا ہوا کہ مبادا کہ کوئی ایسی اثر ہو تو وہ آپکو انکی والدہ حضرت بی بی آمنہ کے پاس لے آئی اور ساری سرگذشت سنائی۔ حضرت آمنہ نے فرمایا۔

یہ اندیشہ کی بات نہیں میرے اس بچے پر شیطانی تغلب و تسلط نہیں ہو سکتا میں دوران حمل اور وضع حمل میں کئی ایک عجیب امور دیکھ چکی ہوں اور

Marfat.com

وہ تمام آپ نے حلیمہ نے بیان کر دیئے۔ (سیرت مصطفےٰ ﷺ)

حضرت آمنہ نے سن کر فرمایا فکر کی کوئی بات نہیں میرا یہ بیٹا دنیا میں عظیم الشان مرتبہ پانے اور غیر معمولی انسان بننے والا ہے یہ ہر آفت اور ہر صدمہ سے محفوظ رہے گا۔ اور خدا تعالیٰ اسکی حفاظت فرمائے گا۔ کیونکہ یہ میرے بطن میں تھا تو میں نے بہت سی بشارتیں خواب میں فرشتوں سے سنیں اور اسکی بہت سی کرامتیں دیکھیں۔

اب آپکی عمر مبارک پانچ سال کی ہو چکی تھی تو آپکی والدہ اپنے پاس مکہ میں رکھ لیا اس طرح آپ ﷺ ایک سال اپنی والدہ ماجدہ کے پاس رہے

(تاریخ اسلام مذکورہ بالا ص ۹۲)

وصال حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا

جب آپکی عمر چھ سال کی تھی تو آپکی والدہ آپکو ہمراہ لیکر اپنے عزیز واقارب سے ملنے اور حضرت عبداللہ کی قبر کی زیارت کیلئے مدینہ منورہ کی طرف لے گئیں۔ ایک مہینہ وہاں رہ کر واپسی کے وقت مقام ابوا میں پہنچ کر حالت مسافری میں (بعارضہ بخار) بیمار پڑ گئیں۔ اور وہیں آمنہ کا انتقال ہو گیا۔ آپکی خادمہ ام ایمن جو آپکے ہمراہ تھیں کفن ودفن کا بندوبست کیا اور حضور ﷺ کو واپس مکہ لے آئیں اور آپکے دادا حضرت عبدالمطلب کو سارا واقعہ سنایا اور حضور ﷺ کو ان کے سپرد کر دیا۔

حضرت حلیمہ کے خاندان کا ایمان لانا

یونس بن بکر نے اسحٰق بن یسار سے نقل کیا ہے انہوں نے بنی سعد کے کئی ایک آدمیوں سے روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ کے رضاعی باپ

Marfat.com

حارث بن عبدالعزیٰ رسول اللہ ﷺ کے پاس مکہ میں آئے جبکہ آپ پر قرآن اتر رہا تھا تو قریش نے ان سے کہا کہ اے حارث کیا تو نے سنا ہے کہ تیرا بیٹا محمد یہ کہتا ہے تم موت کے بعد اٹھائے جاؤ گے اور اللہ تعالی کا ایک گھر عاصیوں کے عذاب کا ہے اور ایک گھر فرمانبرداروں کے ثواب کا ہے۔ اس نے ہمیں پریشان کر رکھا ہے اور ہماری جماعت کو پراگندہ کر دیا ہے۔ حارث آنحضرت ﷺ کے پاس آئے آپ نے کہا ہاں یہ درست ہے۔ اس پر حارث اسلام لے آئے اور ان کا اسلام عمدہ ہوا۔

حافظ ذہبی فرماتے ہیں :۔ ترجمہ انہوں نے اسلام کا زمانہ پایا اور مکہ میں اسلام لائے تھے اسی کا حافظ ابن حجر نے اصابہ میں ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے

آنحضرت ﷺ کے چار رضائی بہن بھائی تھے جن کے نام یہ ہیں۔

عبداللہ۔ انیسہ۔ حذیفہ اور حذافہ جو شیما کے نام سے مشہور تھیں ان میں عبداللہ اور شیما کا اسلام ثابت ہے۔ عبداللہ کا شمار حافظ ابن حجر نے صحابہ میں کیا ہے۔ شیما کو حافظ ذہبی نے صحابیات میں شمار کیا ہے۔ تفصیل یوں ہے

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں (غزوہ حنین) کے جو قیدی مال غنیمت میں آئے ان میں شیما بھی تھیں۔ انہوں نے کہا میں تمہارے صاحب کی بہن ہوں جب انہیں حضور ﷺ کے پاس لائے تو اس نے کہا یا محمد میں آپکی بہن ہوں اور آپکو ایک نشانی سی پہچنوایا جسے آپ نے پہچان لیا اور اسے مرحبا کہا اور اسکے لئے اپنی چادر بچھائی اور اسے اسکے اوپر بٹھا دیا۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور فرمایا کہ اگر تو چاہے تو میرے پاس عزت و شفقت سے اقامت کر اور اگر اپنی قوم کے پاس واپس جانا چاہے تو تجھے پہنچادوں۔ اس نے کہا میں اپنی قوم کے پاس جانا چاہتی ہوں۔ جس

Marfat.com

وہ اسلام لے آئی اور آنحضرت ﷺ نے اسے تین غلام اور ایک لونڈی اور کچھ اونٹ اور کچھ بکریاں عطا کیں۔ یہ اس بچپن کے پیار کا صدقہ ہے کہ شیما آنحضرت ﷺ کو بچپن میں کھلانے کی وقت ہاتھوں میں لیتی اور اچھالتی تھی اور کہتی تھی

ترجمہ۔ اے ہمارے پروردگار ہمارے محمد ﷺ کو زندہ رکھ حتی کہ میں اسے جوان دیکھوں پھر میں اسے سرداری کی حالت میں دیکھوں۔ اور اسکے دشمن اور حاسد اوندھے منہ گرے ہوں اور اسے ایسی عزت دے جو ہمیشہ رہے۔

آنحضرت کو حلیمہ کا لحاظ

رضاعت کے بعد حضرت حلیمہ نے آپ کو سوائے دو دفعہ کے نہیں دیکھا ایک دفعہ حضرت خدیجہ سے نکاح کے بعد وہ آئیں اور آپ سے خشک سالی کی شکائت کی اور کہا کہ ساری قوم قحط سے مصیبت زدہ ہو رہی ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ سے کہا تو انہوں نے بیس بکریاں اور اسے جوان اونٹ دیئے۔ دوسری دفعہ یوم حنین میں آئیں اور آپ کے پاس کھڑی ہو گئیں۔ آپ نے اسکے لئے چادر بچھائی اور وہ اس پر بیٹھ گئی۔ یہ اس وقت کا صدقہ ہے جب آنحضرت ﷺ مقام جعرانہ میں گوشت تقسیم فرما رہے تھے لوگوں نے پوچھا یہ کون ہے فرمایا یہ میری ماں ہے جس نے مجھے دودھ پلایا تھا (سیرت مصطفیٰ جلد اول ص ۱۲۳)

فتح مکہ کے بعد جب غزوہ حنین واقعہ ہوا تو اس میں ہزاروں مرد عورت قید میں آئے اور ہزارہا اونٹ بکریاں، ہزاروں روپیہ چاندی غنیمت میں ہاتھ لگی۔ ان میں سے ایک گروہ آنحضرت ﷺ کے پاس آیا ان میں سے ایک نے یوں عرض کیا ان قیدیوں میں آپ کی رضائی پھوپھیاں۔ خالائیں اور بہنیں بھی ہیں۔ بخدا اگر اور

Marfat.com

سردار عرب نے ہمارا دودھ پیا ہوتا تو اس سے ہم کو مہربانی کی امید ہوتی اور آپ سے تو سب سے بڑھ کر توقع ہے۔

آپ ﷺ نے ان سے کہا کہ میں نے کئی روز تقسیم غنائم کو تمہاری خاطر ملتوی رکھا۔ لیکن تم نے دیر لگادی حتیٰ کہ میں تقسیم کر چکا۔ اچھا اب دو باتوں میں سے ایک لے لو۔ یا تو اپنے آدمیوں کو آزاد کرالو یا مال مویشی لے لو۔ انہوں نے کہا کہ ہم آدمیوں کو آزاد کروائیں گے۔

آپ نے لشکر جمع کر کے خطبہ ارشاد فرمایا خدا کی حمد بیان کی پھر فرمایا کہ یہ تمہارے بھائی تائب ہو کر آئے ہیں اور میری رائے یہ ہے کہ ان قیدیوں کو رہا کر دوں پس جو کوئی راضی ہو وہ ایسا کرے اور جو چاہے کہ میں اسے اس کے عوض دوسری مال غنیمت میں سے دے دوں تو وہ ایسا ہی کرے لیکن ان کو چھوڑ دے۔

لوگوں نے کہا کہ ہم راضی ہیں تو آنحضرت ﷺ نے سب کو آزاد کر دیا جن کی تعداد مرد وعورت اور بچے ملا کر چھ ہزار نفوس پر مشتمل تھی۔ اللھم صل وسلم علیہ۔ الحمد للہ کہ اس وفد کے سب لوگ مسلماں ہو گئے۔

(سیرت مصطفی۔ ابراھیم سیالکوٹی ص۲۷،۱۲۶۔ بحوالہ سیرت ابن ھشام۔ بخاری۔ تاریخ کبیر حافظ ابن کثیر)

جیسا کہ آپ نے پڑھا حضرت حلیمہ اپنے فرائض کو نہائت خوش اسلوبی سے پورا کر کے اور پانچ سال سے کچھ اوپر گذار کر آپ کو اپنی والدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنھا کے پاس سپرد کر گئیں اس عرصہ میں آپکی خبر گیری آپ کی والدہ کے ساتھ ام ایمن بھی کرتی رہیں۔ ام ایمن کا بیان ہے کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ نے کبھی بھوک یا پیاس کی شکائت کی ہو جب صبح ہوتی تو آپ ایک

Marfat.com

دفعہ آب زمزم پی لیتے پھر رات تک کچھ طلب نہ کرتے بسااوقات ایسا ہوتا کہ میں نے چاشت کا کھانا آپ کے سامنے رکھا تو آپ نے کہدیا کہ مجھے اس کی خواہش نہیں۔ (مداج النبوت صفحہ ۱۲۷)

رضاعت کے بعد

جب آنحضرت ﷺ کی والدہ ماجدہ مدینہ واپسی پر ابواء کے مقام پر فوت ہوگئیں جنہیں وہیں دفن کیا گیا تو ام ایمن جو آپ کی رضاعی ماں اور حاصنہ (کھلانے پلانے والی دایہ) تھیں اور رفیق سفر تھیں آپ کو ہمراہ لے کر مکہ آئیں اور آپ کے دادا عبدالمطلب کے سپرد کر دیا۔ اب آپ یتیم ہونیکے ساتھ ماں سے بھی جدا ہو گئے ۔ عبدالمطلب کی والدہ سلمٰی بنت عمرو مدینہ منورہ کے خاندان بنی عدی بن نجار سے تھیں عبدالمطلب یہیں پیدا ہوئے اور اٹھ سال ننھیال میں رہے۔

(سیرۃ مصطفٰے تصنیف مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی ص ۱۲۸)

حضرت عبدالمطلب نے آپکی کفالت بدرجہ کمال تک کی۔ سیرت ابن ہشام میں لکھا ہے کہ عبدالمطلب کیلئے دیوار کعبہ کے سایہ میں مسند بچھائی جاتی تھی اور ان کے سب بیٹے اس سند کے گرد بیٹھتے تھے لیکن ان میں سے کوئی بھی باپ کی تعظیم کے خیال سے اس مسند کے اوپر نہیں بیٹھتا تھا۔ عبدالمطلب آتے تو وہ خود اس مسند پر بیٹھتے۔ آنحضرت اس وقت بچے تھے آتے تو اس مسند پر بیٹھ جاتے۔ آپ کے چچا آپکو اٹھا کر اس مسند کے پیچھے کرنا چاہتے تو جناب عبدالمطلب فرماتے :

دعوا ابنی فواللہ ان لہ کشانا . میرے بیٹے کو چھوڑ دو خدا کی قسم اسکی بڑی شان ہونے والی ہے۔ پھر آپکو اپنے ساتھ بٹھا کر آپکی پشت مبارک پر ہاتھ پھیرتے اور جو

Marfat.com

کچھ آپ کرتے اسے دیکھ کر خوش ہوتے۔ عبدالمطلب مجیب الدعوات تھے آپکی دعا قبول ہوتی لوگ آپ کے پاس بارش کیلئے آتے تو آپ بیت اللہ میں جاکر دعا مانگتے تو بارش ہو جاتی شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں۔

حضرت آمنہ کی وفات کے بعد آنحضرت ﷺ کی تربیت کے کفیل آپ کے جدامجد جناب عبدالمطلب ہوئے آپ ان کو تمام فرزندوں سے زیادہ پیار کرتے تھے اور وہ آپکو بہت ہی احترام و عزت سے رکھتے تھے۔ آپ کے بغیر کھانے کا دستر خوان نہیں بچھاتے تھے۔ اور آنحضرت ﷺ خلوت و جلوت کے تمام اوقات میں جناب عبدالمطلب کے پاس آتے جاتے اور ان کی سند پر بیٹھ جاتے۔

(سیرۃ المصطفی ص ۱۳۹)

عبدالمطلب آپکو اپنے بچوں سے بڑھ کر عزیز رکھتے کبھی آپکو اپنی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیتے تھے حتی کہ رات کے وقت اپنے پاس ہی سلاتے تھے آپکی طفولیت کا زمانہ عرب کے دوست لڑکوں کی بنسبت بہت ہی عجیب گزرا۔ آپکو لڑکوں میں کھیلنے اور آوارہ پھرنے کا مطلق شوق نہ تھا بلکہ انکی صحبت سے بیزار اور دور ہی رہتے اور جلوت کو زیادہ پسند فرماتے۔ اللہ تعالی نے آپکو ہر رذیل خصلت اور خسیس عادت سے محفوظ و مامون رکھا۔

جب آپ آٹھ برس کے ہوئے جناب عبدالمطلب کی بھی وفات ہو گئی انہوں نے ابو طالب کو آپکی نسبت وصیت کی تھی چنانچہ آپ ان کی کفالت میں رہے یہاں تک کہ انہوں نے نبوت کا زمانہ بھی پایا۔ (نشر الطیب ص ۶ ۳ از سیرۃ ابن ہشام)

ابن عساکر نے حلیمہ بن عرفطہ سے روایت کیا ہے کہ میں مکہ معظمہ پہنچا اور لوگ سخت قحط میں تھے قریش نے کہا اے ابو طالب چلو پانی کی دعا مانگو جناب ابو

Marfat.com

طالب چلے اوران کیساتھ ایک لڑکااس قدر حسین وجمیل جیسے بدلی میں سے سورج نکلا ہو۔ یہ لڑکے جناب رسالتمآب ﷺ تھے جو اسوقت ابو طالب کی پرورش میں تھے ابو طالب نے ان صاحبزادے کی پشت خانہ کعبہ سے لگائی اور صاحبزادے نے انگلی سے اشارہ کیا اسوقت آسمان میں کہیں بدلی کا نشان نہ تھا سب طرف سے بادل آنا شروع ہو گئے اور خوب پانی برسا (کذا فی المواہب۔ نشر الطیب ص ۳۴)

آپ جب جناب ابو طالب کی کفالت میں تھے جب ان کے عیال کے ہمراہ کھانا کھاتے سب شکم پر ہوتے اور جب نہ کھاتے تو وہ بھوکے رہتے۔

(کذا فی الشمامة. نشر الطیب ص ۳۵)

فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا

جناب ابو طالب تو آنحضرت ﷺ کے چچا تھے ان کی محبت خدائی تھی۔ بے شک انہوں نے آنحضرت ﷺ کو نہایت محبت سے پالا لیکن ابو طالب کی بیوی فاطمہ بنت اسد تھی آپکی پرورش اور تنبیہ [illegible] ابو طالب سے کم نہ تھیں۔ یہ عبدالمطلب کے بھائی اسد کی بیٹی تھیں۔ اور آپکی چچی ہونے کے علاوہ رشتہ میں پھوپھی بھی تھیں حضرت علی انہی کے بطن بابرکت سے تھے۔ آنحضرت کی چچی مکہ شریف میں ہی صدق دل سے ایمان لے آئی تھیں پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور وہیں فوت ہوئیں۔ نیک چچی کو آنحضرت سے ماں جیسی محبت تھی تو آنحضرت کو بھی ان سے نہایت الفت تھی آپ انکی عزت و محبت ماں کے برابر کرتے تھے۔

جب آپ فوت ہوئیں تو آنحضرت ﷺ نے ان کو کفن کے ساتھ اپنا کرتہ بھی پہنایا اور جب قبر میں رکھا گیا تو آپ قبر میں انکے ساتھ لیٹ گئے۔ لوگوں

Marfat.com

نے عرض کیا حضور! آج آپ نے جو یہ کیا ہم نے اس پہلے کسی میت کے ساتھ آپکو کرتے نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا ابو طالب کے بعد ان سے بڑھ کر میرے ساتھ نیکی کرنے والا کوئی نہیں۔ میں نے اپنا کرتہ انکو اسلئے پہنایا ہے کہ ان کو جنت کے حلّے پہنائے جائیں اور قبر میں ان کے ساتھ اسلئے لٹا ہوں کہ ان پر قبر میں آسانی ہو جائے۔

(سیرت المصطفیٰ ابراھیم سالکوٹی ص ۱۳۳، ۱۳۴)

پہلا سفر شام :

آپکی عمر بارہ سال کی تھی کہ جناب ابو طالب ایک تجارتی قافلہ کے ہمراہ کچھ مال تجارت لے کر شام کی طرف جانے لگے اور آپکو مکہ ہی چھوڑ آنا چاہا چونکہ آپ ابو طالب کی کفالت میں آکر ہمہ وقت انکے ساتھ رہتے تھے اس جدائی کو برداشت نہ کر سکے۔ ابو طالب نے بھتیجے کی دل شکنی گوارا نہ کی اور آپکو بھی اپنے ہمراہ شام کی طرف لے گئے۔، ملک شام کے جنوبی حصہ میں ایک مقام بصری ہے جب قافلہ وہاں پہنچا تو ایک عیسائی راہب نے جو وہاں رہتا تھا اور جس کا نام بحیرہ تھا آپکو دیکھا اور پہچان لیا کہ یہی نبی آخر الزماں ہے۔ بحیرہ ابو طالب کے پاس آیا۔ اور کہا کہ یہ تمہارا بھتیجا نبی مبعوث ہونے والا ہے۔ اسکے اندر وہ علامات موجود ہیں جو نبی آخر الزماں کے متعلق تورات، انجیل، میں لکھی ہیں لہذا مناسب یہ ہے کہ تم انکو آگے نہ لے جاؤ۔ اور یہودیوں کے ملک میں داخل نہ ہو مبادا کہ انکو کوئی گزند پہنچے ابو طالب نے بحیرا راہب کی یہ باتیں سن کر اپنا مال جلدی جلدی وہیں فروخت کیا اور آپکو لیکر مکہ معظمہ کی طرف واپس چلے آئے۔ ابو طالب باوجود اسکے کہ ملک شام کے شہروں میں داخل نہیں ہوئے اس سفر میں بہت منافع کمایا۔

(تاریخ اسلام اکبر شاہ نجیب آبادی ص ۹۳)

Marfat.com

تاریخ حبیب الہ میں ہے کہ اس راہب نے ابو طالب سے کہا کہ یہ پیغمبر سردار سب عالموں کے ہیں اور اہل کتاب اور یہود و نصاری ان کے دشمن ہیں انکو ملک شام نہ لے جاؤ مبادا کہ ان کے ہاتھ سے انکو گزند پہنچے (نشر الطیب ص ۳۵)

دوسرا سفر شام

جب آپکی عمر شریف ۲۰/ سال کی ہوئی تو آپ نے حضرت ابو بکر صدیق کی معیت میں دوسری دفعہ تجارت کی۔ حافظ ابن حجر نے اصابہ میں بحیرا راہب کا ذکر کیا ہے کہ بحیرا راہب کی ملاقات ابو بکر صدیق سے اور اس کا آنحضرت ﷺ کو آثار نبوت کے پہچاننا ذکر کیا ہے۔ اس راہب نے کہا کہ اس درخت کے نیچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سوائے ان کے کسی نے آرام نہیں کیا اسلئے آپ ہی آخری نبی ہیں جنہوں نے اس درخت کے نیچے آرام کیا ہے۔ (سیرت ابن ہشام)

تجارت کا خیال :

تجارت آپکا آبائی پیشہ تھا۔ جب نبی کریم ﷺ ۲۵ سال کے ہوئے تو آپ کا خیال پہلے تجارت کی طرف ہوا مگر گھر کا روپیہ پاس نہ تھا۔ مکہ میں نہائت شریف خاندان کی ایک بیوہ عورت خدیجہ تھی۔ وہ بہت مالدار تھی۔ اپنا روپیہ تجارت میں لگائے رکھتی تھی۔ اس نے آنحضرت ﷺ کی خوبیاں اور اوصاف سن کر آپکی سچائی دیانت داری اور سلیقہ شعاری کا حال معلوم کر کے خود درخواست کر دی کہ اسکے روپے سے تجارت کریں۔

(رحمۃ للعالمین جلد اول ص ٤٤ از قاضی سلمان منصورپوری)

Marfat.com

اس وقت آپ مکہ میں صادق اور امین کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے آپ نے اپنے جناب چچا ابو طالب کے مشورے کے بعد اس خواہش کو منظور کر لیا اور خدیجہ نے آپ کے لئے معقول معاوضہ مقرر کر دیا۔ چنانچہ آپ خدیجہ کے مہتمم مال تجارت ہو کر شام کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سفر میں خدیجہ کا غلام میسرہ اور خدیجہ کا ایک عزیز خزیمہ ابن حکیم بھی آنحضرت ﷺ کے ہمراہ تھے۔ اس دوران آپکی عمر مبارک ۲۵ سال تھی۔

شام کا تیسرا سفر۔

یہ تجارتی قافلہ جسکے ہمراہ آپ ﷺ حضرت خدیجہ کا مال لیکر روانہ ہوئے تھے ملک شام میں داخل ہو کر ایک صومعہ کے قریب ٹھہرے۔ اس صومعہ میں ایک راہب رہتا تھا جس کا نام نسطورا تھا۔ اس نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو اپنے صومعہ سے بعض کتب سماوی لے کر آیا۔ اس نے آپ کے پاس آکر آپ کے جسم اور چہرے کی دیکھ بھال شروع کر دی کبھی آپکو دیکھتا کبھی کتب سماویہ کو پڑھتا اور مقابلہ کرتا۔ اس عجیب کیفیت کو دیکھ کر خزیمہ کے دل میں شک گزرا اور اس نے بلند آواز سے یا آل طالب کہا۔ یعنی آل طالب جلدی مدد کو پہنچو یہ آواز کو سن کر قافلہ کے تمام قریش دوڑے آئے۔ نسطورا اس طرح قریش کو آتے دیکھ کر وہاں سے بھاگا اور اپنے صومعہ کی چھت پر جا بیٹھا۔ وہاں سے قافلہ والوں کو بتایا کہ خطرہ کی کوئی بات نہیں تھی۔ میں اس شخص کا جو تمہارے ساتھ ہے کتب سماویہ کو دیکھ کر معائنہ کر رہا تھا۔ نبی آخر الزمان کے جو جو علامات اور خدوخال ہماری کتابوں میں لکھے ہیں وہ سب ان میں موجود ہیں۔ یہ سن کر سب کو اطمینان ہوا۔

(تاریخ اسلام اکبر شاہ خان ص ۹۶)

Marfat.com

سیرت مصطفیٰ مصنفہ ابراہیم سیالکوٹی جلد اول ص ۱۳۶ میں آگے یہ درج ہے کہ اس راہب نے کہا میں نے ان میں وہ تمام علامتیں پہچان لی ہیں سوائے مہر نبوت کے۔ اسی وقت آپ نے اپنی مہر نبوت سے پردہ اٹھایا تو وہ مہر نبوت دیکھ کر آپ کے طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد انک رسول اللہ النبی الامی الذی بشر عیسیٰ ابن مریم

آپ شام سے خوب نفع لیکر واپس ہوئے اور میسرہ نے دیکھا کہ جب دھوپ تیز ہوتی ہے تو فرشتے آپ پر سایہ کرتے ہیں۔ جب آپ مکہ پہنچے تو حضرت خدیجہ کا مال ان کے سپرد کیا تو دیکھا کہ منافع دوگنا ہوا ہے اور میسرہ نے ان سے اس راہب کا قول اور فرشتوں کے سایہ کا ذکر کیا تو حضرت خدیجہ نے ورقہ بن نوفل سے جو ان کے چچازاد بھائی اور عیسائی مذہب کے بڑے عالم تھے ذکر کیا ورقہ بن نوفل نے کہا کہ اے خدیجہ اگر یہ بات صحیح ہے تو محمد ﷺ امت کے نبی ہیں۔ مجھے کتب سماویہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس امت میں ایک نبی ہونے والا ہے اور اس کا یہی زمانہ ہے۔ (نشر الطیب ص ۳۹)

حضرت خدیجہ کا آنحضرت ﷺ سے نکاح

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قریش سے ایک معزز خاتون تھیں حضور ﷺ سے ان کا رشتہ چوتھی یا پانچویں پشت میں جا ملتا ہے۔
(سیرت المصطفیٰ ص ۱۶۳، نشر الطیب ص ۳۹)

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی عاقل اور نہایت خوبصورت تھیں، یہ سن کر آپ کے پاس پیغام نکاح بھیجا کہ میں آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں آپ ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب سے ذکر کیا انہوں نے اس رشتہ کو منظور

Marfat.com

کر لیا جناب ابو طالب نے ہی خطبہ پڑھا،

خطبہ ء نکاح

ترجمہ : سب تعریف خدا کو ہے جس نے ہم کو حضرت ابراہیم کی ذریت اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی نسل اور معد کے اصل اور مضر کے عنصر سے پیدا کیا، اور ہمارے لئے ایک گھر بنایا جس کا حج کیا جاتا ہے اور امن والا حرم بھی بنایا اور ہم کو اپنے اس گھر کا امین اور اپنے حرم کا محافظ بنایا اور ہم کو لوگوں پر حکومت بخشی ، بے شک میرا بھتیجا محمد بن عبداللہ وہ ہے جسکی قرابت اور نسب کو تم سب جانتے ہو اور وہ جس کسی کے ساتھ بھی تولا جائے اس سے شرافت و فضائل میں بھاری نکلے گا اگرچہ قلیل المال ہے ، بے شک مال ایک ڈھل جانے والا سایہ ہے اور حضرت خدیجہ بنت خویلد نے اس کا رشتہ منظور کیا ہے اور اس نے اتنا مہر معجّل اور موجل میرے مال سے دیا ہے۔

(ابن خلدون جلد دوم)

حضور ﷺ کی عمر اسوقت پچیس سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کی عمر چالیس سال تھی۔

(سیرت المصطفی جلد نمبر ۱ ص ۱۷۲)

اس مجلس نکاح میں عمر بن اسد اور ورقہ بن نوفل وغیرہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالی عنہا کے تمام قریبی رشتہ دار اور اس طرف حضور ﷺ کے سب رشتہ دار موجود تھے، حضرت خدیجۃ الکبری کی بطن سے آپ کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

(تاریخ اسلام مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی ص ۹۶)

قاسم ، طیب طاہر ، ابراہیم ، زینب ، رقیہ ، کلثوم ، اور فاطمہ رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہم۔ نکاح کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۲۵ سال زندہ رہیں اور ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی اسوقت حضور ﷺ کی عمر ۵۰ سال تھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی وفات کے تین دن بعد حضرت ابو طالب کا وصال بھی ہو گیا۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کے بعد آپ فارغ البالی سے زندگی بسر کرنے لگے، ایک مرتبہ قحط کے ایام تھے آپ کے چچا ابو طالب عیالدار تھے آپ کے ۴ بیٹے اور چھ بیٹیاں تھیں ان کی عزت وعظمت بزرگ خاندان اور سردار بنی ہاشم ہونے کے سبب بہت تھی مگر افلاس وتنگی کے ساتھ ان کی گزراوقات ہوتی تھی، حضور ﷺ نے ابو طالب کی عسرت وتنگی کا حال دیکھ کر اپنے دوسرے چچا عباس بن عبدالمطلب سے کہا کہ آج کل قحط کا زمانہ ہے اور ابو طالب کا کنبہ بڑا ہے مناسب ہے کہ ان کے ایک لڑکے کو آپ اپنے گھر لے جائیں اور ایک کو میں لے آتا ہوں اسطرح ان کا بوجھ کم ہو جائے گا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا جسے پسند فرمایا لہذا فرمایا اور دونوں ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی خواہش ظاہر کی۔

ابو طالب نے کہا کہ عقیل کو تو میرے پاس رہنے دو اور باقیوں کو اگر تمہاری خواہش ہو تو لے جاؤ، چنانچہ جعفر بن ابی طالب کو تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ اپنے گھر لے گئے اور حضرت علی بن ابو طالب کو حضور ﷺ اپنے گھر لے آئے یہ واقعہ اسی سال کا ہے جب تعمیر کعبہ ہوئی اسوقت آپ ﷺ کی عمر ۳۵ سال تھی اور حضرت علی المرتضیٰ کی عمر پانچ سال کی تھی۔

(تاریخ اسلام جلد ۱ ص ۹۹)

Marfat.com

ایک انجمن کا قیام

جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عرب کی حالت بہت خراب تھی بت پرستی کے علاوہ جرائم کی کثرت تھی اور جرائم کے ارتکاب کو لوگ فخر سمجھتے تھے اور اپنے میلوں میں ان کا فخریہ ذکر کرتے تھے مسافروں کو لوٹنا اور بچیوں کو زندہ درگور کرنا اور عورتوں سے برا سلوک وغیرہ۔

جب آپ جوان ہوئے تو آپ ۔نے اکثر قبیلوں کے سرداروں اور سمجھدار لوگوں کو ملک کی بدامنی، مسافروں کو لوٹنے، ضعیفوں اور غریبوں پر زبردستوں اور امیروں کے ظلم کرنیکا حال بیان فرما کر ان سے باتوں کی اصلاح کیلئے آمادہ کیا بالآخر ایک انجمن قائم ہوگئی جس میں بنو ہاشم، بنو عبدالمطلب، بنو اسد، بنو زہرہ اور بنو تمیم شامل ہوئے، اس انجمن کے ہر ممبر کو یہ اقرار کرنا پڑتا تھا کہ ۱...... ہم ملک سے بدامنی دور کرینگے ۲...... مسافروں کی حفاظت کریں گے ۳...... غریبوں کی مدد کریں گے ۴...... زیردستوں کو ظلم کرنے سے روکیں گے، اس انجمن سے مخلوق خدا کو بہت نفع پہنچے گا۔

(تاریخ اسلام اکبر شاہ نجیب آبادی)

حجر اسود رکھنے پر جھگڑا

یہ واقعہ بھی آپکو اپنی عمر کے ۳۵ سال میں پیش آیا،

خانہ کعبہ کو کسی بے احتیاطی کے سبب آگ لگ گئی جس سے دیواریں جابجا شق ہوگئی قریش نے ارادہ کیا کہ اس عمارت کو منہدم کر کے از سر نو تعمیر کیا جائے۔ (تاریخ اسلام ص ۹۸)

Marfat.com

نیز یہ عمارت نشیب میں واقع تھی اور بارش کے وجہ سے دیواریں پھٹ گئیں۔(سیرت رسول عربی ص ۴۳)

چنانچہ خانہ کعبہ کی تعمیر شروع ہو گئی جب تعمیر اس مقام پر پہنچی جہاں حجر اسود رکھنا تھا تو ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ حجر اسود کو اس کی جگہ پر میں رکھوں قریب تھا کہ ان میں ہتھیار چلے۔ آخر اہل رائے نے یہ مشورہ دیا کہ مسجد حرام کے دروازے سے جو سب سے پہلے آوے اسکے فیصلہ پر عمل کیا جائے۔

سو سب سے پہلے حضور ﷺ تشریف لائے۔ سب دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ محمد ﷺ آمین مبین ہیں اور آپکی خدمت میں یہ معاملہ پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کپڑا لاؤ چنانچہ کپڑا لایا گیا۔ آپ نے حجر اسود اپنے دست مبارک سے اس کپڑے میں رکھا اور فرمایا کہ ہر قبیلے کا آدمی اس چادر کا ایک ایک پلہ تھامے اور خانہ کعبہ تک لادیں جب وہاں تک پہنچا آپ نے خود اسکو اٹھا کر موقع پر رکھ دیا (کذافی سیرت ابن ہشام)

اس فیصلہ سے سب راضی ہو گئے۔ اٹھانے کا شرف تو سبکو حاصل ہو گیا۔ (نشر الطیب ص ۳۹) اس تعمیر میں حضور ﷺ نے بھی حصہ لیا آپ بھی گارا اور اینٹیں اٹھا کر لاتے۔

اس واقعہ میں شامل عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس اسود بن مطلب بن اسعد بن عبد العزی ابو حذیفہ بن مغیرہ بن عمر بن مخزوم قیس بن عدی التہمی تھے یہ چاروں بہت خوش اور مسرور تھے (تاریخ اسلام نجیب آبادی ص ۹۹)

قریش نے اس تعمیر میں کئی تبدیلیاں کیں۔ بنائے خلیل ارتفاع نو گز تھا اب اٹھارہ گز ارتفاع کر کے عمارت کر دی گئی مگر سامان تعمیر کیلئے کافی نہ

Marfat.com

تھا اسلئے بنائے خلیل میں جانب غرب کا کچھ حصہ چھوڑ دیا گیا اور اسکے گرد چار دیوار کھینچ دی گئی اسے حطیم کہتے ہیں۔ پہلے کعبہ کا دروازہ سطح زمین کے برابر تھا اب اسے زمین سے اونچا کر دیا گیا تاکہ جسے چاہے اندر جانے دیں اور جسے چاہیں روک دیں۔

(سیرۃ رسول عربی ص ٤٤)

حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ

حضرت خدیجۃ الکبرٰی رضی اللہ عنہا کے بھتیجے حکیم بن حزام کہیں سے ایک غلام خرید کر لائے تھے۔ انہوں نے وہ اپنی پھوپھی حضرت خدیجۃ الکبرٰی کی نذر کیا۔ انہوں نے اس غلام کو آنحضرت ﷺ کی نذر کیا یہی غلام زید بن حارث تھا۔

یہ در حقیقت ایک آزاد عیسائی خاندان کے لڑکے تھے کسی لوٹ مار میں قید ہو کر اور غلام بنا کر فروخت کر دیے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد زید کے باپ حارث اور ان کے چچا کعب کو پتہ چلا کہ زید مکہ میں کسی شخص کے پاس بطور غلام رہتے ہیں وہ دونوں مکہ میں آتے اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عاجزانہ درخواست کی کہ اسے آزاد کر کے ہمارے سپرد کر دیجئے۔ آپ نے فوراً ان کی درخواست منظور فرمائی اور کہا کہ اگر زید تمہارے ساتھ جانا چاہے تو میری اجازت ہے۔ چنانچہ زید بلائے گئے۔ آپ نے زید سے کہا کہ ان دونوں شخصوں کو تم پہنچانتے ہو کون ہیں؟ زید نے کہا ہاں۔ یہ میرے والد اور چچا ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تم کو لینے آئے ہیں۔ میری طرف سے تم کو اجازت ہے کہ ان کیساتھ چلے جاؤ۔ زید نے کہا تو آپ کو چھوڑ کر ہرگز جانا

Marfat.com

نہیں چاہتا۔ زید کے باپ حارث نے خفا ہو کر زید سے کہا کہ غلاموں کو آزادی پر ترجیح دیتا ہے؟ زید نے کہا ہاں میں نے محمد ﷺ میں وہ بات دیکھی ہے کہ میں اپنے باپ اور تمام خدائی کو بھی ان پر ترجیح دے سکتا۔ آنحضرت ﷺ زید کا یہ جواب سن کر اٹھے اور زید کو ہمراہ لیکر خانہ کعبہ میں گئے۔ اور بلند آواز سے فرمایا کہ لوگو! گواہ رہو کہ آج سے میں زید کو آزاد کرتا ہوں اور اپنا بیٹا بناتا ہوں یہ میرا وارث ہوگا۔ اور میں اس کا وارث ہوں گا۔

زید کے باپ اور چچا دونوں اس کیفیت کو دیکھ کر خوش ہو گئے اور زید کو بخوشی آپ کے پاس چھوڑ کر چلے گئے اس روز سے زید بجائے زید بن حارث کے زید بن محمد کے نام سے پکارا جائے گا۔ مگر آنحضرت ﷺ پر ہجرت کے بعد جب یہ حکم نازل ہوا کہ منہ بولا بیٹا بنانا جائز نہیں تو زید کو پھر زید بن حارث کے نام سے پکارنے لگے مگر آنحضرت ﷺ کی محبت و شفقت زید کے ساتھ وہی جو پہلے تھی بلکہ اس میں اور اضافہ ہوتا رہا۔ بعض غزوات میں زید اور بعد میں اسکے بیٹے اسامہ کو لشکر کا سپہ سالار بنا دیا گیا۔

توجہ الی اللہ

آپکی عمر مبارک بتیس تینتیس سال کی ہوگئی کہ آپ کو توجہ الی اللہ اور خلوت گزینی کا شوق بڑھا، آپ ﷺ کو ایک روشنی اور چمک نظر آیا کرتی تھی اور آپ ﷺ اس روشنی کو دیکھ کر مسرور ہوا کرتے اس روشنی میں کوئی صورت یا آواز نہیں ہوتی تھی۔

آپ ﷺ کو عرب کی مشرکانہ مراسم سے ہمیشہ سے نفرت تھی ایک دفعہ مکہ مکرمہ کے بعض مشرکوں نے کسی جلسہ میں آپکے سامنے کچھ کھانا رکھا

Marfat.com

جو بتوں کے چڑھاوے کا تھا آپ ﷺ نے وہ کھانا نہیں کھایا اور مشرکوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا، ہم بتوں کے چڑھاوے کا کھانا نہیں کھاتے۔

(تاریخ اسلام ص ۱۰۱)

جوں جوں منصب نبوت کی تفویض کا زمانہ قریب آرہا تھا قدرتی طور پر آپکی طبعیت میں جذب الی اللہ کا شوق بڑھتا گیا، زاہد کو خلوت و تنہائی طبعاً پسند ہوتی ہے اسلیئے مکہ شریف سے باہر تین میل کے فاصلے پر ذکر خدا کیلئے کوہ حرا کی غار میں چلے جاتے۔

متواتر کئی کئی روز تک وہاں رہتے اور جب زادِ راہ ختم ہو جاتا گھر تشریف لاتے اور مزید زاد لے جاتے۔ کبھی کبھار حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی کھانا پہنچادیا کرتیں۔

(سیرت المصطفی جلد ۱ ص ۱۹۵)

تاریخ اسلام نجیب آبادی صفحہ نمبر ۱۰۱ پر یوں درج ہے کہ جوں جوں آپکی عمر مبارک چالیس سال کے قریب ہوتی گئی تنہائی اور خلوت نشینی بڑھتی گئی اکثر آپ ستو اور پانی اپنے ہمراہ لے کر غار حرا میں چلے جاتے اور کئی روز تک وہاں عبادت الٰہی میں مصروف رہتے، آج کل اسے جبل نور کہتے ہیں یہ مکہ مکرمہ سے تین میل کے فاصلے پر منیٰ کو جاتے ہوئے بائیں سمت واقع ہے اس غار کا طول چار گز اور عرض پونے دو گز تھا، اس دوران آپکو سچے خواب نظر آتے تھے، اور جو کچھ صبح کو ہونے والے واقعات ہوتے تھے وہ سب آپکو رات میں نظر آتے تھے۔ سات برس کا زمانہ اسی شوق عبادت اور توجہ الی اللہ میں گزرا، آخری چھ ماہ میں گویا آپ ہمہ تن عبادت الٰہی اور خلوت نشینی میں ہی مصروف رہے اور اسی چھ مہینے میں رویائے صادقہ کا سلسلہ جاری رہا۔

(تاریخ اسلام نجیب آبادی ص ۱۰۱)

Marfat.com

نزول وحی

ایک دفعہ اچانک ربیع الاول شریف کی آٹھویں دو شنبہ کے روز جبرائیل امین علیہ السلام آئے اور سورۃ اقراء کی شروع کی پانچ آیات آپ پر لائے۔

(نشر الطیب ص ٤١)

فرشتہ نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا اقراء (پڑھ) آپ نے فرمایا ما انا بقاری (میں تو پڑھنا نہیں جانتا) پھر اس نے آپکو پکڑ کر زور سے بھینچا پھر چھوڑ دیا اور کہا (اقراء، آپ نے پھر وہی جواب دیا فرشتہ نے ایسا تین دفعہ کیا اور اقراء باسم ربك الله الذی خلق ☆ خلق الانسان من علق ☆ یہ کہہ کر فرشتہ تو غائب ہو گیا آپ وہاں سے خوفزدہ حالت میں گھر تشریف لائے اور خدیجۃ الکبری سے کہا، زملونی زملونی مجھے کمبل اوڑھاؤ، مجھے کمبل اوڑھاؤ) حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالی عنہا نے آپکو کمبل اوڑھایا اور وہ بھی گھبرائیں کہ یہ کیا بات ہے جب تھوڑی دیر کے بعد آپکو سکون ہوا تو آپ نے تمام کیفیت حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالی عنہا کو سنائی اور کہا کہ لقد خشیت علی نفسی مجھے تو اپنی جان کا خوف ہو گیا ہے، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا نے جواب میں فرمایا ترجمہ: نہیں نہیں آپ کو خوش ہونا چاہئے، اللہ آپکو کبھی رسوا نہیں کریگا کیونکہ آپ ہمیشہ صلہ رحمی کرتے ہیں اور سچ بولتے ہیں اور ان بے کس کے اخراجات برداشت کرتے ہیں جنکے پاس اپنے لئے کافی نہیں ہے اور آپ میں وہ تمام اخلاقی خوبیاں موجود ہیں جو عام لوگوں میں نہیں پائی جاتیں، اور آپ مہمان نواز ہیں اور حق باتوں اور نیک کاموں کی

Marfat.com

وجہ سے اگر کسی پر کوئی مصیبت آجائے تو اُس کے مددگار بن جاتے ہیں۔

اس تسلی و تشفی دینے کے بعد حضرت خدیجہ آپ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو اب بوڑھے ہو گئے تھے آپ نے ورقہ بن نوفل کے سامنے تمام کیفیت بیان کی۔ ورقہ نے سن کر کہا کہ یہ وہی ناموس اکبر ہے جو موسےؑ پر اترا تھا۔ کاش میں جوان ہوتا اور اس وقت تک زندہ رہتا جب قوم آپکو نکال دے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا قوم مجھے نکال دے گی۔ ورقہ نے کہا! دنیا میں جو کوئی رسول آیا ہے اس نے توحید کی تعلیم دی تو اسکے ساتھ عداوت اور دشمنی کا برتاؤ ابتدا میں ہوا۔ اسکے بعد آپ بدستور غار حرا میں تشریف لے جاتے رہے۔ چند روز تک آپ پر کوئی وحی نازل نہ ہوئی۔ اسکو زمانہ فترہ کہتے ہیں۔

آخر ایک روز آپ غار حرا سے مکان کو تشریف لا رہے تھے کہ آپ نے پھر اسی فرشتہ کو دیکھا۔ آپ نے اس کو دیکھ کر پھر سہم گئے اور گھر آکر کپڑا اوڑھ کر لیٹ گئے۔ کہ آپ کے کانوں میں یہ پر جلال آواز آئی۔

یا ایھا المدثر قم فانذر وربک فکبر وثیابک فطھر االرجز فاھجر۔ اے چادر میں لپٹے ہوئے اٹھ اور ان لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی و کبریائی بیان کر پاک دامنی اختیار کر اور نجاست سے یعنی شرک و بدی سے جدائی اختیار کر۔

اسے کے بعد وحی کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ ایک روز جبرائیل آمین علیہ السلام آنحضرت ﷺ کو دامن کوہ میں لائے۔ آپکے سامنے خود وضو کیا آنحضرت نے بھی اسی طرح وضو کیا۔ پھر جبرائیل آمین آپکے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی۔

Marfat.com

آغاز سلسلہ تبلیغ (سابقین اولین)

آپ نے سلسلہ تبلیغ اپنے گھر سے شروع کیا۔ گھر والوں میں سے پہلے روز ہی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت زید بن حارث ایمان لائے۔ آپ کے دوستوں میں سی حضرت ابو بکر صدیق بھی پہلے روز ایمان لائے۔ یہ سب کے سب آپ کے اخلاق و خصائل سے بخوبی واقف تھے اور آپکی زندگی کا کوئی بھی پہلوان سے پوشیدہ و محجوب نہ تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق کا اثر ورسوخ حلقہ احباب قریش میں بہت وسیع تھا ان کے غیب سے حضرت عثمان بن عفان حضرت طلحہ۔ حضرت سعد۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم وغیرہ ایمان لائے۔ پھر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح۔ حضرت ابو سلم۔ حضرت عبد الاسد بن ہلال۔ حضرت عثمان بن مطعون۔ حضرت قدامہ بن مطعون۔ حضرت سعد بن زید حضرت فاطمہ ہمشیرہ حضرت عمر بن الخطاب زوجہ حضرت سعید رضی اللہ عنہم۔ ان کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص کے بھائی حضرت عمر۔ عبد اللہ بن مسعود اور حضرت جعفر بن ابو طالب وغیرہ ایمان لائے رضی اللہ عنہم۔ (تاریخ اسلام ص ۱۰۲۔ ۱۰۳)

یہ سب سابقون الی الاسلام میں سے ہیں۔ یہ سب پوشیدہ طور پر مسلمان ہوئے۔ نماز بھی شعاب مکہ کے کسی شعب میں چھپ کر پڑھا کرتے تھے۔

ایک روز حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور کچھ اصحاب مکہ کے کسی شعب میں نماز پڑھ رہے تھے کہ مشرکین نے دیکھ لیا اور آپکے اس فعل کو برا کہا پھر باہم لڑائی ہو گئی حضرت سعد نے اونٹ کے تالو کی ہڈی ان ناکاروں میں سے ایک پر ماری اور سر توڑ دیا۔ اس کے بعد اور آپکے اصحاب دار لارقم میں جو صفا کے

Marfat.com

نشیب میں تھا رہے اور نماز وہیں پڑھتے۔ حضرت سعد کی یہ پہلی تلوار تھی جو راہ خدا میں چلی۔

تبلیغ علی الاعلان

خفیہ دعوت کو جب تین سال ہو چکے تو اعلان کا حکم اسطرح ہوا تھا۔ فاصدع بما تومرا واعرض عن المشرکین (سورۃ حجر) پس تم کھول کر بیان کرو جو تجھے حکم دیا جاتا ہے اور مشرکین سے کنارہ کرو، نیز حکم ہوا وانذر عشیر تلك الاقربین (شعراء) اور اپنے نزدیک کے ناطے والوں کو ڈراؤ (صحیح بخاری) اس حکم پر آنحضرت ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کر قبیلہ قریش کو یوں پکارا۔

یا بنی فہر یا بنی عدی۔ یہاں تک کہ وہ جمع ہو گئے۔ جو خود نہ آسکتا تھا وہ اپنی طرف سے کسی اور بھیجتا تا کہ دیکھے کہ یہ پکار کیسی ہے۔ پس ابو لہب اور قریش آگئے۔ آپ نے فرمایا۔ بتاؤ اگر میں تم کو یہ کہوں کہ وادی مکہ کے پار سے ایک سواروں کا لشکر تم پر تاخت و تاراج کرنا چاہتا ہے۔ تو کیا تمہیں یقین آجائے گا؟ بولے ہاں کیونکہ ہم نے آپکو ہمیشہ سچ بولتے دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تو میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم مجھ پر ایمان نہ لاؤ گے۔ تو تم پر سخت عذاب نازل ہو گا۔ اس پر ابو لہب بولا! کہ تم تباہ اور ہلاک ہو جاؤ کیا تم نے ہمیں اس لئے جمع کیا تھا تب یہ آیت نازل ہوئی۔

تبت یدا ابی لھب وتب ترجمہ: تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا (کنز الایمان)

اسکے بعد مجمع منتشر ہو گیا۔ اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو باتیں بناتے ہوئے چلے گئے۔

Marfat.com

دار الاسلام

جب مسلمانوں کی تعداد ۳۰ سے اوپر تک پہنچ گئی تو آنحضرت نے ان لوگوں کو تعلیم وارشاد اور ادائے نماز کیلئے حضرت ارقم کے گھر کو مرکز بنایا۔ بہت سے لوگ اس مکان کے وعظ و تلقین سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ حضرت عمر اور ان کے بعض افراد اسی پہلی درسگاہ میں مشرف باسلام ہوئے۔ چنانچہ اس مقام کو دار الاسلام کا مبارک نام دیا گیا۔ (سیرت مصطفٰے ص ۲۴۸)

جناب ابو طالب کو دعوت اسلام

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کسی گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے اتفاقاً ابو طالب اس طرف آنکلے اور خاموش کھڑے ہوئے دیکھتے رہے۔ جب نماز ختم کر چکے تو پوچھا کہ یہ کیا مذہب ہے جو تم نے اختیار کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ دین ابراہیمی ہے ساتھ ہی ابو طالب سے کہا کہ آپ بھی اس دین کو قبول کر لیں۔ ابو طالب نے کہا کہ میں تو پہلے دادا کا مذہب نہیں چھوڑوں گا لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ بیٹا تم محمد ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑنا۔ مجھ کو یقین ہے کہ محمد ﷺ تم کو نیکی کے سوا کسی برائی کی ترغیب ہرگز نہ دیں گے۔ غرض اسی طرح نزول وحی سے لے کر تین سال تک اسلام کی تبلیغ خاموشی کیساتھ ہوتی رہی۔ سعید روحیں کھینچ کھینچ کر اسلام کی طرف جذب ہوتی رہی۔ (تاریخ اسلام نجیب آبادی جلد اول ص ۱۰۴)

اسی کتاب کے ص ۱۰۵ پر یوں درج ہے۔ سورۂ تبت ید اابی لہب کے چند روز بعد وانذر عشیر تک الاقربین نازل ہوئی یعنی آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایا

Marfat.com

کریں چنانچہ آپ نے حضرت علی کو حکم دیا کہ ایک ضیافت کا انتظام کرو چنانچہ انہوں نے ضیافت کا انتظام کیا اور آپ نے اپنے رشتہ داروں کو دعوت دی چالیس کے قریب آپ کے رشتہ دار آئے۔ جب سب کھانا کھا چکے تو آپ نے کچھ تقریر فرمانا چاہی مگر ابو لہب نے ایسی بیہودہ باتیں شروع کر دیں کہ آپکو تقریر کا موقعہ نہ ملا اور لوگ منتشر ہو گئے۔

دوسرے روز آپ نے پھر ضیافت کا انتظام کیا اور اپنے رشتہ داروں کو پھر بلایا۔ کھانا کھا چکے تو آپ نے انکو اسطرح مخاطب کیا "کہ دیکھو میں تمہاری طرف بات لیکر آیا ہوں کہ جس سے زیادہ اچھی بات کوئی شخص اپنے قبیلہ کی طرف نہیں لایا بتاؤ اسمیں میرا کون مددگار ہوگا۔"

یہ سن کر سب خاموش تھے کسی نے کوئی جواب نہ دیا اتنے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اٹھے اور انہوں نے کہا کہ "اگرچہ میں سب سے چھوٹا ہوں مگر آپ کا ساتھ دوں گا۔" یہ سن کر وہ ہنس پڑے۔ اور مذاق اڑاتے ہوئے چل دیئے۔

اب نبی کریم ﷺ نے سب کو عام طور پر سمجھانا شروع کیا ہر محلے میں ہر ایک گلی کوچے میں جا جا کر لوگوں کو توحید کی خوبی بتاتے بتوں، پتھروں، درختوں کی پوجا سے روکتے، بیٹیوں کو مار ڈالنے سے منع کرتے اور جوا کھیلنے سے روکتے اور زناکاری سے بھی منع کرتے۔

آپ کے وعظ کی بڑی بڑی باتیں

آپ ﷺ فرمایا کرتے اے لوگو! اپنے جسم کو نجاست سے کپڑوں کو میل کچیل سے زبان کو گندی باتوں سے، دل کو جھوٹے اعتقادوں سے

Marfat.com

پاک وصاف رکھیں وعدہ اور اقرار کی سخت پابندی کریں، لین دین میں دغا نہ کریں خدا کی ذات کو نقص سے، عیب سے آلودگی سے پاک سمجھیں، اس بات کا پختہ اعتقاد رکھیں کہ زمین آسمان چاند سورج، چھوٹا بڑا سب کے سب خدا کے پیدا کیے ہوئے ہیں اور سب اسکے محتاج ہیں۔

دعا کا قبول کرنا، بیمار کو تندرست کرنا، مرادیں پوری کرنا سب اللہ تعالی کے اختیار میں ہے، اسکی مرضی اور حکم کے بغیر کوئی کچھ نہیں کر سکتا فرشتے اور نبی بھی اسکے حکم کے خلاف نہیں کر سکتے۔

عرب میں عکاظ، یعینہ اور ذی المجاز کے میلے بہت مشہور تھے آپ ان مقامات پر جاتے، اور لوگوں کو اسلام اور توحید کی دعوت دیا کرتے۔
(رحمة للعالمين قاضي محمد سليمان جلد ١ ص ٥٤)

مشرکین مکہ کی مخالفت (نبوت کے چوتھے سال)

اس اعلانیہ تبلیغ کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام قریش مخالفت پر مستعد اور درپے استیصال ہو گئے۔ کفر واسلام کی یہ اعلانیہ کشمکش نبوت کے چوتھے سال خوب زور شور سے شروع ہو گئی۔ (تاریخ اسلام اکبر شاہ نجیب آبادی ص ۱۰۶)

جب آنحضرت ﷺ نے اعلان دعوت کیا اور بت پرستی و کبائر کی اعلانیہ مذمت شروع کی تو سرداران قریش عتبہ شیبہ پسران ربیعہ بن شمس ابو سفیان۔ ابو جہل۔ ولید بن مغیرہ۔ عاص بن وائل اور اسود بن مطلب وغیرہ ابو طالب کے پاس آئے۔ اور کہنے لگے کہ تیرا بھتیجا ہمارے معبودوں کو برا کہتا ہے اور ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ بتاتا ہے اور ہمیں احمق ٹھہراتا ہے تم اسے منع کر دیا بیچ سے ہٹ جاؤ ہم اسے سمجھ لیں گے۔

Marfat.com

ابو طالب نے نرمی سے سمجھایا اور وہ چلے گئے۔ آپ ﷺ نے تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ مگر قریش بجائے روبراہ ہونے کے آپ سے حسد و عداوت زیادہ کرنے لگے اور دوبارہ ابو طالب کے پاس آکر کہنے لگے۔

"ابو طالب بے شک ہم میں تیری قدر و منزلت ہے ہم نے تم سے کہا کہ اپنے بھتیجے کو منع کرو مگر تم نے ایسا نہیں کیا۔ خدا کی قسم! ہم اپنے معبودوں اور آباؤ اجداد کی توہین گوارا نہیں کر سکتے۔ تم اسکو روک دو، ورنہ وہ اور تم میدان میں آجاؤ کہ ہم دونوں میں سے ایک فیصلہ یہ ہو جائے وہ یہ کہہ کر چلے گئے۔ ابو طالب نے حضور ﷺ کو بلا کر کہا "اے میرے بھتیجے! تیری قوم نے میرے پاس آکر ایسا ایسا کہا ہے ، تو اپنے آپ پر رحم کر مجھے امر مالا یطاق کی تکلیف نہ دے۔ نیز یہ کہا میرے بھتیجے میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور اپنے اندر قریش کے مقابلے کی طاقت نہیں پاتا۔ تم مجھے ایسی محنت میں مبتلا نہ کرو جو میری طاقت اور استطاعت سے بڑھ کر ہو۔ مناسب یہ ہے کہ تم اپنے دین کا اعلان اور بتوں کی اعلانیہ برائیاں بیان کرنا ترک کر دو۔ (تاریخ اسلام ص ۱۱۰)

یہ سن کر حضور ﷺ نے بدیں خیال کہ اب میرے چچا نے مجھے چھوڑ دیا ہے اور میری مدد سے عاجز آگیا ہے۔ یوں فرمایا۔

"اے میرے چچا! اللہ کی قسم اگر وہ سورج کو میرے دائیں ہاتھ میں اور چاند کو بائیں ہاتھ پر رکھ دیں تا کہ میں اس کام کو چھوڑ دوں تب بھی میں اسکو نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ اللہ اسے غالب کر دے یا میں خود ہلاک ہو جاؤں۔

آپ آبدیدہ ہوئے اور رو پڑے آپ واپس ہوئے تو ابو طالب نے بلا کر کہا۔ اے میرے بھتیجے جو کچھ آپ چاہیں کہیں میں کبھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔ جب قریش نے دیکھا کہ ابو طالب اس طرح نہیں مانتا تو عمارہ بن

Marfat.com

ولید بن مغیرہ کو ساتھ لے کر اسکے پاس آئے اور کہنے لگے۔ اے ابو طالب ! یہ عمار قریش میں نہایت قوی اور خوبصورت نوجوان ہے۔ ہم یہ تجھے دیتے ہیں تو اپنا بیٹا بنالے اور اسکے عوض میں اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کر دے۔ ہم یہ تجھے دیتے ہیں۔

ابو طالب نے کہا "اللہ کی قسم! تم مجھے بڑی تکلیف دیتے ہو۔ کیا تم مجھے اپنا بیٹا اسلئے دیتے ہو کہ میں اسے تمہارے واسطے پالوں اور اپنا بیٹا تمہیں اسلئے دوں کہ تم اسے قتل کر ڈالو۔ اللہ کی قسم ایسا ہرگز نہ ہوگا"۔ یہ سن کر قریش اور بھی برافروختہ ہو گئے۔

وہ ایک روز ولید بن مغیرہ کے پاس جمع ہوئے جو فصاحت و بلاغت میں ان کا سردار تھا۔ کہنے لگے۔ ہمیں معلوم ہوتا ہے محمد کاہن ہے۔ دیوانہ ہے شاعر ہے یا جادوگر۔ کہنے لگا ان باتوں میں قریب تر قول یہ ہے کہ تم کہو وہ جادوگر ہے جس سے باپ بیٹے بھائی بھائی میاں بیوی اور خویش و اقارب میں جدائی ڈالتا ہے۔ یہ سن کر سب چلے گئے۔ (سیرت رسول عربی ص ۶۰۔۶۱۔۶۲ از سیرت ابن ہشام)

اب کفار مکہ نے آنحضرت ﷺ کی مخالفت پر کمر باندھی اور اسلام کا نام و نشان مٹانے کا فیصلہ کیا۔ اول تدبیر یہ اختیار کی گئی کہ اسلام لانے والوں کو سخت اذیت دی جائے۔

قریش مکہ نے اسلام لانے والوں پر جو مظالم کئے انہیں جو تکالیف اور اذیتیں دیں ان کا مفصل بیان دشوار ہے مختصر طور پر ان کے طور طریقوں اور ان کے چند بزرگوں کا حال مذکور ہے۔ (رحمۃ اللعالمین قاضی سلیمان ص ۴۵ جلد اول)

Marfat.com

مسلمانوں پر مشرکین مکہ کے جور و ستم

(رحمۃ اللعالمین قاضی سلیمان منصور پوری ص ۵۵)

۱۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ: یہ امیہ بن خلف کے غلام تھے جب امیہ نے سنا کہ بلال مسلمان ہو گیا ہے تو اسے مختلف عذاب دیئے گئے۔ گردن میں رسی ڈال کر لڑکوں کے ہاتھ دی جاتی اور وہ مکہ کی پہاڑیوں میں انہیں لئے پھرتے۔ اس کا نشان گردن میں نمایاں ہو جاتا۔ وادی کی گرم ریت پر انہیں لٹایا جاتا اور پتھر ان کی چھاتی پر رکھ دیا جاتا۔ باندھ کر لڑکوں سے پٹایا جاتا۔ دھوپ میں بٹھایا جاتا۔ بھوکا رکھا جاتا۔ حضرت بلال ان سب حالتوں میں احد احد کے نعرے لگاتے رہتے۔ آخر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپکو خرید کر آزاد کر دیا۔ سنہ ۲۰ھ ۶۳ر سال کی عمر میں دمشق میں وفات پائی۔

۲۔ حضرت عمار اور ان کے والدین رضی اللہ عنہم۔ ان کے مسلمان ہونے پر ابو جہل نے انہیں گوناگوں عذاب پہنچائے۔ ایک دن نبی کریم ﷺ نے انہیں عذاب سہتے دیکھا تو فرمایا۔ اصبروا یا آل یا سر فان موعد کم والجنۃ (اے یاسر والو صبر کرو بے شک تمہارا مقام جنت ہے۔) کمبخت ابو جہل نے بی بی سمیہ کے اندام نہانی میں نیزہ مارا اور شہید کر دیا۔ عمار جنگ صفین میں ۹۲ر سال کی عمر میں شہید ہوئے۔

۳۔ ابو فکیہہ رضی اللہ عنہ جن کا نام افلح تھا کے پاؤں میں رسی باندھ کر انہیں پتھریلی زمین پر گھسیٹا جاتا۔

۴۔ جندب بن ارت رضی اللہ عنہ کے سر کے بال کھینچے جاتے گردن مروڑ

Marfat.com

دی جاتی۔ گرم پتھروں سے اور آگ کے انگاروں پر لٹایا جاتا۔ آپ نے مدینہ میں ۶۲ رسال کی عمر میں سنہ ۱۹ھ میں وفات پائی۔

۵۔ یعینہ، زنیرہ، نہدیہ، ام عمیس رضی اللہ عنہن بچاری لونڈیاں تھیں اور ان کے سنگ دل آقاان کو سخت ترین وقت وحشیانہ سزائیں دیا کرتے (حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا کو ابو جہل نے اس قدر مارا کہ مارتے مارتے اندھا کر دیا، ان لونڈیوں کو ایسی سخت وشدید سزائیں دی گئیں کہ ان کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

(تاریخ اسلام نجیب آبادی ص ۱۰۷)

۶۔ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کی خبر ان کے چچا کو ہوئی تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کھجور کی صف میں لپیٹ کر باندھ دیتا اور نیچے سے دھواں دیا کرتا۔

۷۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی ماں نے گھر سے نکال دیا تھا اسلئے کہ وہ اسلام کیوں لائے تھے

(رحمۃ للعالمین ص ۵۵)

۸۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کا چچا چٹائی میں لپیٹ کر ان کی ناک میں دھواں دیا کرتا۔

۹۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو قریش مکہ نے قرآن پڑھتے ہوئے دیکھ کر اسقدر مارا کہ وہ بیہوش ہو گئے اور زمین پر گر پڑے قریب تھا کہ وہ ان کو جان سے مار ڈالتے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے قریش کو یہ کہہ کر روکا کہ اس شخص کا قبیلہ بنو غفار تمہارے تجارتی قافلوں کے راستہ میں آباد ہے وہ تمہارا ناک میں دم کر دینگے۔

Marfat.com

۱۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بھی اسی طرح صحن کعبہ میں کفار مارتے مارتے بیہوش کر دیتے۔

۱۱۔ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کو بھی مشرکین مکہ نے طرح طرح کی تکالیف دیں ایک مرتبہ خوب دہکتے ہوئے انگارے فرش پر بچھا کر انکو ان انگاروں پر چت لٹا دیا اور ایک شخص اپکی چھاتی پر بیٹھ گیا کہ کروٹ نہ بدلیں۔ ان کی کمر کی تمام کھال اور گوشت جل کر کباب ہو گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، امیر المؤمنین میری پیٹھ دیکھئے، دیکھ کر فرمایا ایسا منظر میں کبھی نہیں دیکھا۔ (سیرت المصطفی ۲۶۳)

بعض صحابہ کو گائے یا اونٹ کے کچے چمڑے میں لپیٹ کر اور باندھ کر دھوپ میں ڈال دیتے، بعض کو لوہے کی زرہ پہنا کر جلتی آگ اور جلتے انگاروں پر ڈال دیتے۔

(تاریخ اسلام نجیب آبادی ص ۱۰۷)

غرضیکہ ایسی وحشیانہ سزائیں دیتے تھے کہ صرف اسلام کی صداقت ہی ان کا مقابلہ کر سکتی تھی، پہلی امتوں نے تو کھوٹے سکے لے کر اپنے انبیاء علیہم السلام کو گرفتار اور قتل تک کر دیا تھا۔

(رحمۃ للعالمین قاضی سلیمان منصور پوری ص ۵۶)

۱۲۔ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ طفیل بن عبداللہ بن سنجرہ کے غلام تھے حضور ﷺ کے دار ارقم میں آنے سے پیشتر اسلام لے آئے انکو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خرید کر فی سبیل اللہ آزاد کر دیا تھا یہ وہی عامر ہیں جو ہجرت کے وقت غار ثور کے اردگرد بکریاں چراتے رہتے اور شام کو انہی بکریوں کا دودھ یاران غار کو پلاتے پھر سفر ہجرت میں بھی مدینہ

Marfat.com

تک رفیق راہ رہے غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے اور حادثہ بئر معونہ میں عامر بن طفیل کے ہاتھوں شہید ہوئے ان کے قاتل عامر کا بیان ہے کہ جب میں نے انکو نیزہ مارا تو ایک نور چمکا اور انکی لاش آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔

(سیرت المصطفی ص ۲٦٤)

حضور ﷺ کے ساتھ قریش کی بدسلوکیاں

بسا اوقات نبی کریم ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے تاکہ رات کے اندھیرے میں آپکے پاؤں زخمی ہوں گھر کے دروازے پر عفونتیں پھینکی جاتیں تاکہ صحت جمیعت خاطر میں خلل پیدا ہو اور مکان پر پتھر پھینکے جاتے نبی کریم ﷺ صرف اس قدر فرمادیا کرتے کہ فرزندان عبد مناف حق ہمسائیگی خوب ادا کرتے ہیں۔

ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا چشم دید بیان ہے کہ ایک روز نبی کریم ﷺ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے عقبہ بن ابی معیط آیا اس نے اپنی چادر کو لپیٹ دے کر رسی جیسا بنایا جب آپ سجدہ میں گئے تو چادر کو حضور ﷺ کی گردن میں ڈال دیا اور پیچ پر پیچ دینے شروع کر دیئے، گردن مبارک بہت بھنچ گئی تھی تاہم حضور ﷺ اسی اطمینان قلب سے سجدہ میں پڑے ہوئے تھے اتنے میں ابو بکر صدیق آئے انہوں نے دھکے دیکر عقبہ کو ہٹایا اور زبان مبارک سے یہ آیت پڑھکر سنائی۔

ترجمہ: "کیا تم ایک بزرگ آدمی کو مارتے ہو اور صرف اس جرم میں کہ وہ اللہ کو اپنا پرودگار کہتا ہے اور تمہارے پاس اپنی روشن دلائل بھی لے کر آیا ہے چند شریر ابو بکر صدیق سے لپٹ گئے اور انکو بھی زدو کوب کیا۔

(رحمة للعالمین ص ٥٦)

Marfat.com

ایک مرتبہ صحن کعبہ میں قریش نے آپکو گھیر لیا اور آپکی شان میں گستاخی سے پیش آنا چاہا حضرت حارث بن ابی ہالہ کو خبر ہوئی تو دوڑے ہوئے آئے آپکو شرار کے ہجوم وشرارت سے بچانا چاہا کفار نے حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہیں شہید کردیا مگر آپ پر دست درازی کی جرأت انکو نہ ہو سکی

ایک مرتبہ حضور ﷺ صحن کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے قریش بھی وہاں بیٹھے تھے ابو جہل نے کہا فلاں مقام پر اونٹ ذبح ہوا ہے اسکی اوجھڑی پڑی ہوئی ہے کوئی اسکو اٹھا کر لائے اور محمد (ﷺ) کے اوپر ڈال دے، یہ سن کر عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور وہ اوجڑی اٹھالایا جب آپ سجدہ میں گئے تو آپکی پشت پر رکھ دی، آپکو تو توجہ الی اللہ میں خبر بھی نہ ہوئی مگر کفار ہنسی کے مارے ٹوٹے جاتے تھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے کفار کا ہجوم دیکھ کر انکو کچھ جرأت نہ ہوئی بعد میں حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا وہاں پہنچی انہوں نے آگے بڑھ کر باپ کی پشت پر سے اوجھڑی کو سرکایا اور کفار کو برا بھلا کہا۔

(تاریخ اسلام ص ۱۰۸)

یہ نابکار حرمات اللہ کی بے حرمتی بھی کیا کرتے تھے اسلئے جب آپ نماز سے فارغ ہوتے تو یوں بددعا فرمائی "یا اللہ! تو گروہ قریش کو پکڑ یا اللہ تو ابو جہل بن ہشام بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط اور امیہ بن خلف کو پکڑ اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سب کو بدر کے دن مقتول دیکھا اور امیہ کے سوا سب چاہ بدر میں پھینک دیئے گئے امیہ موٹا تھا جب اسے کھینچنے لگے تو چاہ میں ڈالنے سے پہلے ہی اسکے اعضا ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔

Marfat.com

اس طرح شیاطین قریش ایک دن خانہ کعبہ میں جمع تھے ابو جہل اور ایک بھاری پتھر اٹھا کر سجدے کی حالت میں حضور ﷺ کے سر مبارک کو کچلنے کیلئے آگے بڑھا جب وہ نزدیک پہنچا تو وہ خوف زدہ اور رنگ بدلا ہوا پیچھے بھاگا اور پتھر نہ پھینک سکا۔

قریش نے پوچھا ابو الحکم! تجھے کیا ہوا؟ بولا جب میں نزدیک گیا تو میں نے اسکے داہنے طرف ایک اونٹ دیکھا اللہ کی قسم میں نے اس کا وہ سر اور گردن اور دانت دیکھے کہ کبھی کسی اونٹ کے دیکھے ہی نہیں وہ اونٹ مجھے کھانے لگا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "وہ جبرائیل تھے اگر ابو جہل اور نزدیک آتا تو اسے پکڑ لیتا"۔

ایک دفعہ آپ مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھ رہے تھے عقبہ بن ابی معیط نے آپکی گردن مبارک میں چادر ڈال لی، پھر اسے کھنچا یہاں تک کہ آپ گھٹنوں کے بل گر پڑے لوگوں کو گمان ہوا کہ آپ کا انتقال ہو گیا، حضرت ابو بکر صدیق دوڑے آئے اور فرمانے لگے کیا تم ایک ایسے شخص کو اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے" یہ سنکر وہ ہٹ گئے۔

(بخاری شریف)

ہجرت حبشہ

جب کفار مکہ نے مسلمانوں کو بے حد ستانا شروع کیا تو آپ نے صحابہ کو اجازت دے دی کہ وہ اپنی جان وایمان بچانے کیلئے حبشہ کو چلے جائیں اس اجازت کے بعد ایک چھوٹا سا قافلہ ۱۲ مردوں اور ۴ عورتوں پر مشتمل رات کی

Marfat.com

تاریکی میں نکلا اور بندرگاہ شعیبہ سے جہاز میں سوار ہو کر حبشہ پہنچا۔ ان کے پیچھے ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتیں بھی مکہ سے حبشہ روانہ ہوئے یہ کشتیوں کے ذریعہ پہنچے

حبش کا بادشاہ عیسائی تھا مکہ کے کافر بھی اسکے پاس تحائف لے کر پہنچے اور جا کر کہا کہ ان لوگوں کو جو ہمارے ملک سے بھاگ کر آئے ہیں ہمارے سپرد کر دیا جائے مسلمان دربار میں بلائے گئے تب حضرت جعفر طیار نے دربار میں ایسی مؤثر تقریر کی کہ شاہ حبشہ کے آنسو جاری ہو گئے اور ان سے اسکی داڑھی تر ہو گئی اور اس نے زمین سے ایک تنکا اٹھا کر کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو کچھ قرآن نے بیان کیا اس نے ذرہ بھر زیادہ نہیں اور کہا محمد وہی رسول ہیں جنکی خبر یسوع مسیح نے دی تھی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھے ان کا زمانہ ملا یہ سب سورہ مریم پڑھنے سے ہوا پھر بادشاہ نے کافروں کو دربار سے نکلوا دیا۔

(رحمۃ للعالمین ص ۵۸، ۵۹)

جب شاہ حبشہ کا انتقال ہوا تو حضور ﷺ نے اسکی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔

کفار مکہ کا دوسرا حربہ

کفار مکہ کی تکالیف آپکو حق کہنے سے نہ روک سکیں تو دوسرا رخ اختیار کیا۔

قریش نے جمع ہو کر مشورہ کیا اور عتبہ بن ربیعہ کو اپنی طرف سے پیغام دے کر آپ کے پاس بھیجا، عتبہ آپکے پاس آیا اور بڑی نرمی سے کہنے لگا، اے محمد تم شریف ہو تمہارا خاندان بھی شریف و معزز ہے مگر تم نے قوم کے اندر فتنہ ڈال رکھا ہے یہ بتاؤ آخر تمہارا مقصد کیا ہے؟ اگر تم کو مال و دولت کی خواہش ہے

Marfat.com

تو ہم تمہارے واسطے اسقدر مال جمع کیے دیتے ہیں کہ تم سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ گئے اور اگر تم کو حکومت اور سرداری کی خواہش ہے تو ہم سب تم کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں اور تمہاری حکومت تسلیم کرنے کو تیار ہیں اگر تم کو شادی کرنی منظور ہے تو ہم سب سے اعلیٰ گھرانے کی سب سے زیادہ حسین لڑکی سے تمہاری شادی کرائے دیتے ہیں اور اگر ان سب چیزوں کی خواہش ہے تو یہ سب تمہارے لئے فراہم کیے دیتے ہیں تم اپنا دلی منشا صاف صاف بیان کردو ہم تمہاری خواہشات کے پورا کرنے کو تیار ہیں۔ عتبہ جب اپنی تقریر ختم کر چکا تو آنحضرت ﷺ نے جواباً حٰم سجدہ تلاوت فرمائی شروع کی جب آپ اس آیت پر پہنچے۔

"فان عرضوا فقل انذر تکم صاعقة مثل صاعقه عاد و ثمود" تو عتبہ کا رنگ فق ہو گیا اور اس نے حضور ﷺ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا ایسا نہ کہو پھر آپ نے سجدہ کیا اور سجدے سے فارغ ہو کر کہا تم نے میرا جواب سن لیا عتبہ وہاں سے اٹھا اور قریش کے پاس آکر کہا کہ یہ میری رائے ہے کہ اس شخص کو اسکے حال پر چھوڑ دو اور تم بالکل غیر جانبدار ہو جاؤ اگر یہ ملک عرب پر غالب ہو گیا تو چونکہ یہ تمہارا بھائی ہے اسکی کامیابی تمہاری کامیابی ہے اور اگر یہ تباہ ہو گیا تو تم سستے چھوٹے یہ سن کر قریش نے عتبہ سے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے محمد ﷺ نے تم پر جادو کر دیا ہے عتبہ نے کہا جو تمہاری مرضی ہے کرو اور کہو میں نے اپنی رائے کا اظہار کر دیا ہے۔

(تاریخ اسلام مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی جلد ۱ ص ۱۰۹)

بنی ہاشم شعب ابی طالب میں

جب کفار مکہ نے جمع ہو کر جناب ابو طالب سے کہا کہ یا تو تم محمد کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ ہم تم سے لڑیں گے انہوں نے آپکو کفار کے حوالے

Marfat.com

کرنے سے انکار کر دیا تو کفار نے آپ کو قتل کا مصمم ارادہ کر لیا تو ابو طالب آپکو لیکر مع تمام بنی ہاشم وبنی مطلب کے ایک شعب (گھاٹی) میں واسطے محافظت کے جارہے تھے تو کفار نے آپ سے اور بنی ہاشم وبنی مطلب سے برادری قطع کر دی اور سوداگروں کو منع کر دیا کہ ان لوگوں کے پاس کوئی چیز نہ بیچیں اور ایک کاغذ اس قطع علاقہ کے عہد کا لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا تین سال تک آپ اور بنی ہاشم وبنی مطلب اس شعب میں نہایت تکلیف میں رہے۔

آخر کار آپکو وحی آئی اور اس بات سے اطلاع ہوئی کہ کیڑے نے عہد نامہ کے کاغذ کو بالکل کھالیا بجز اللہ کے نام کہ جو اس میں کہیں کہیں تھا ایک حرف نہ چھوڑا۔

آپ نے یہ حال جناب ابو طالب سے کہا انہوں نے شعب سے نکل یہ بات قریش سے بیان کی اور کہا کہ اس کاغذ کو دیکھو اگر محمد کا بیان غلط نکلے تو ہم انہیں تمہارے حوالے کر دینگے اور اگر صحیح نکلے تو اتنا تو ہو کہ تم اس قطع رحم اور عہد بد سے باز آؤ۔

قریش نے کعبہ پر سے اتار کر اس کاغذ کو دیکھا تو فی الواقع ایسا ہی تھا تب قریش اس ظلم سے باز آئے اور عہد نامہ ابو البختری نے چاک کر دیا (مگر یہ برہان دیکھکر بھی ایمان نہ لائے) اور جناب ابو طالب آپکو معہ بنی ہاشم وبنی مطلب کے شعب سے نکل آئے اور آپ بدستور دعوت الی اللہ میں مشغول رہے۔

یہ عہد نامہ منصور بن عکرمہ بن ہشام نے لکھا تھا اور عشرہ محرم سن سات ہجری نبوت کو لٹکایا گیا تھا اس کا ہاتھ خشک ہو گیا تھا اور نبوت سے سال

Marfat.com

دہم میں شعب سے باہر آئے تھے اور اسی سال سن دس ہجری میں حصار شعب سے نکلنے کے آٹھ ماہ بعد ابو طالب کا ۸۰ سال کی عمر میں انتقال ہو گیا اور انکے تین دن بعد حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کی وفات ہو گئی (جب تک حضرت خدیجۃ زندہ رہیں آپ نے دوسرا نکاح نہیں کیا تھا آپ کو خدیجۃ الکبری سے بڑی محبت تھی وہ آپ کی تمام مصائب و تکالیف میں رفیق تھیں انہوں نے ہمیشہ آپکی ہمت بندھائی، مصیبتوں میں آپکو تسلی دی آپ اور ابو طالب دونوں آپ کے ایسے رفیق تھے کہ ان کی وفات نے آپکو غمگین بنادیا۔

(تاریخ اسلام جلد ۱ ص ۱۳۱)

بعد وفات آپکے مکہ میں دو نکاح قرار پائے ایک عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے کہ اس وقت آپ چھ سال کی تھیں اور نو سال کی عمر میں مدینہ میں رخصتی ہوئی، دوسرا نکاح حضرت سودہ بنت زمعہ سے کہ بیوہ تھیں نکاح مکہ میں ہوا اور کہ ہجرت کر کے آپکے ساتھ مدینہ آئیں اور ہمیشہ ازدواج میں رہیں۔

(نشر الطیب ص ۴۱ ۔ ۴۲)

طائف کا سفر

سنہ ۱۰ھ نبوۃ میں ماہ رمضان میں ابو طالب کے انتقال اور اسکے تین روز بعد حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا کے انتقال پر کفار قریش رسول اللہ ﷺ کی ایذا رسانی پر اور دلیر ہو گئے۔ (ابو طالب کا آخری وقت اور خطبہ وصیت صفحہ ۵۶ تا ۸۱ پر ملاحظہ ہو)

ایک روز ایک نابکار نے راہ میں آپ کے سر مبارک پر خاک ڈال دی۔ آپ اسی حالت میں گھر تشریف لے گئے آپکی صاحبزادی نے دیکھا تو پانی لے

Marfat.com

کر سر مبارک تو دھونے لگیں اور روتی تھیں۔ آپ نے فرمایا جان پدر اللہ تعالی تیرے باپ کو بچالے گا (سیرت ابن ہشام)

آخر تنگ آکر آنحضرت ﷺ نے اس خیال سے کہ اگر ثقیف ایمان لے آتے تو قریش کے خلاف میری مدد کرینگے آپ نے طائف کا قصد کیا۔ زید بن حارث رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے آپ نے وہاں پہنچ کر اشراف ثقیف اور اسکے بھائی مسعود حبیب کو دعوت اسلام دی۔ مگر انہوں نے آپ کی دعوت کا بری طرح جواب دیا۔ اور خلاف ادب گفتگو کی۔

جب آپ مایوس ہو کر واپس لوٹے تو انہوں نے کمینے لوگوں اور غلاموں کو آپ پر ابھارا جو گالیاں دیتے اور تالیاں بجاتے تھے۔ اتنے میں لوگ جمع ہو گئے۔ وہ آپ کے راستے میں دورویہ صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ جب آپ درمیان سے گزرے تو قدم اٹھاتے وقت آپ کے پاؤں پر پتھر برسانے لگے۔ یہاں تک کہ آپ کے نعلین مبارک خون سے بھر گئے۔ جب آپ کو پتھوں کا صدمہ پہنچتا تو بیٹھ جاتے مگر وہ بازو تھام کر کھڑا کر دیتے جب آپ پھر چلنے لگتے تو پھر پتھر برستے اور ساتھ ساتھ ہنسی مذاق کرتے۔ اسے طرح انہوں نے عتبہ اور شیبہ پسران ربیعہ کے باغ تک آپ کا تعاقب کیا۔ جو شہر سے تین میل باہر تھا۔

آپ نے باغ میں ایک انگور کی شاخ کے سایہ میں پناہ لی۔ عتبہ شیبہ اگر چہ آپ کے سخت دشمن تھے مگر آپ کی اس حالت پر انکو بھی رحم آگیا۔ انہوں نے اپنے نصرانی غلام عباس سے کہا کہ انگور کا ایک خوشہ تھال میں رکھ کر اس پاس لے آؤ۔ اور کہہ دے کہ کھالیں آپ نے بسم اللہ پڑھکر کھالیا۔ اور عداس تعجب ہو کر کہنے لگا کہ ان شہروں کے لوگ تو ایسا نہیں کہتے۔ آپ نے پوچھا

Marfat.com

تو کہاں سے ہے اس نے کہا نینوے سے آپ نے فرمایا کہ وہ نیک بندے یونس بن متی کا شہر ہے پھر اس نے آپ سے حضرت یونس کا حال پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ وہ بھی میری طرح پیغمبر تھے یہ سنکر وہ آپ کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا اور اسلام لے آیا۔ (سیرت رسول عربی ﷺ ص ۷۲)

زید نے بد دعا کے لئے کہا فرمایا میں بد دعا کے لئے نہیں بھیجا گیا شائد یہ لوگ ایمان لے آئیں ۔

جناب ابو طالب کی بیمار پرسی پر قریش کی حاضری

سیرت ابن ہشام میں محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ جب ابو طالب بیمار ہوئے اور قریش کو خبر پہنچی تو آپس میں کہنے لگے کہ حضرت حمزہ اور عمر مسلمان ہو چکے ہیں اور حضور ﷺ کا چرچا تمام قبائل قریش میں پھیل گیا ہے چلو ابو طالب کے پاس چلیں کہ اپنے بھتیجے سے ہم کو اقرار لے دے اور ہم سے اسکو لے دے، خدا کی قسم! ہم کو اندیشہ ہے کہ وہ ہم پر غالب آجائینگے۔

پس سرداران قریش کی ایک جماعت جن میں عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ ، ابو جہل بن ہشام، امیہ بن خلف اور ابو سفیان بن حرب اور دیگر سردار ابو طالب کے پاس آئے اور کہنے لگے ، آپکی عزت ہم میں ہے وہ آپکو معلوم ہے اور ہمارے اور آپکے بھتیجے کے درمیان جو اختلاف ہے وہ بھی آپکو معلوم ہے آپکی حالت نازک ہے آپ انکو بلوائیے اور ہم سے ان کے لئے اقرار لیجئے کہ وہ ہم سے باز رہیں اور ہم ان سے دست کش رہیں۔

جناب ابو طالب نے حضور ﷺ کو بلایا اور کہا، جان عم! یہ آپکی قوم

Marfat.com

کے معزز لوگ ہیں اسلئے آئے ہیں کہ کوئی اقرار آپ سے لیں اور اپنا اقرار آپ کو دیں آپ نے فرمایا چچا جان! صرف ایک بات ہے اس کا اقرار مجھ کو دے دیں تو تم سب عرب کے حاکم ہو جاؤ اور عجمی تمہاری رعیت ہو جائینگے۔

ابو جہل نے کہا ہاں، آپ کے باپ کی قسم ایسی دس باتیں بھی ہم ماننے کو تیار ہیں آپ نے فرمایا کہو خدا کے سوا کوئی دوسرا معبود برحق نہیں ہے اور اسکی سوا تم جس کی عبادت کرتے ہو سب کو چھوڑ دو اس پر انہوں نے ہاتھ مار کر کہا، اے محمد کیا آپ بہت معبودوں کا ایک معبود بنانا چاہتے ہو؟ آپ کی بات تو بہت اچنبے کی بات ہے۔

پھر آپس میں کہنے لگے کہ خدا کی قسم یہ شخص تم کو اس میں سے کچھ بھی دینے کو تیار نہیں جو تم چاہتے ہو پس تم چلو اور اپنے باپ دادوں کے مذہب پر قائم رہو حتی کہ خدا تعالی ہمارے اور اسکے درمیان فیصلہ کر دے اسکے بعد وہ وہاں سے منتشر ہو گئے۔

جناب ابو طالب نے حضور ﷺ سے کہا اے جان عم، خدا کی قسم آپ نے ان سے کوئی غلط بات تو منوانی نہیں چاہی تھی جب ابو طالب نے یہ بات کہی تو حضور ﷺ کو ابو طالب کے اسلام قبول کرنے کی امید ہو گئی، آپ ﷺ نے ان سے کہنے لگے چچا جان! آپ ہی وہ کلمہ کہہ دیں تو میں قیامت کے روز آپکی شفاعت کرنے کا حق حاصل کرونگا جب ابو طالب نے آپ کی ایسی خواہش دیکھی تو کہنے لگے جان عم خدا کی قسم اگر عار کا خوف نہ ہوتا تو میں آپ کو اس کلمہ کے کہنے سے خوش کر دیتا۔

جب ابو طالب کا وقت نزدیک آگیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جو پاس تھے دیکھا کہ ابو طالب کے ہونٹ ہل رہے ہیں کان لگایا تو حضور ﷺ

Marfat.com

سے کہنے لگے خدا کی قسم میرے بھائی نے وہ کلمہ کہہ دیا ہے جو آپ نے فرمایا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نے تو نہیں سنا، اسکے بعد ابو طالب فوت ہو گئے۔

(سیرت المصطفی ص ۳۲۱. ۳۲۲)

جناب ابو طالب کا خطبہ ء وصیت

علامہ سہیلی شرح سیرت ابن ہشام میں فرماتے ہیں کہ ہشام بن سائب یا اسکے بیٹے سے مروی ہے کہ جب ابو طالب کا وقت وفات نزدیک آیا تو انہوں نے قریش کے بڑے بڑے لوگوں کو اپنے پاس بلا کر وصیت کی۔

"اے گروہ قریش! تم خدا کی مخلوق میں ممتاز و منتخب اور عرب کا دل ہو بس تمکو خانہ کعبہ کی تعظیم کی وصیت کرتا ہون کیونکہ اسمیں خدا کی رضامندی بھی ہے اور معاش کا قوام بھی ہے اور اثبات بھی ہے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا اور اسے قطع نہ کرنا، کیونکہ صلہ رحمی سے عمر بھی بڑھتی ہے اور اسباب روزی میں بھی کشائش ہوتی ہے اور بغاوت اور عقوق بھی ترک کرنا کیونکہ انہی دونوں سے تم سے پہلی قومیں ہلاک ہوئیں داعی کی دعوت قبول کرنا اور سائل کو کچھ عطا کیا کرو کیونکہ اسمیں زندگی اور موت ہے دو میں شرف و بزرگی ہے سچ بولنے اور امانت داری کو لازم پکڑلو کیونکہ اسمیں خواص میں محبت اور عوام میں عزت حاصل ہوتی ہے اور نیز میں تم کو محمد سے نیکی کرنے کی وصیت کرتا ہون کیونکہ وہ قریش میں امین ہیں اور عرب میں صدیق اور وہ ان سب صفات کے جامع ہیں جن کی بابت میں نے تمکو وصیت کی اور وہ ایسے امر کے ساتھ آئے ہیں جسے دلوں نے قبول کیا ہے اور بعض زبانوں نے مخالفت کی وجہ سے انکار کیا اور خدا کی قسم (گویا کہ میں) دیکھتا ہوں کہ عرب کے درویشوں نے اور

Marfat.com

دیہاتیوں نے اور ضعیف لوگوں نے آپکی دعوت کو قبول کر لیا ہے اور آپکے کلمے کی تصدیق کر لی ہے اور آپ کے امر کی تعظیم کی ہے۔

پس رؤسائے قریش اور انکے سردار پیچھے رہ گئے اور ان کے گھر اجڑ گئے اور انکے طاقتور ضعیف ہو گئے اور عظیم القدر لوگ آپکے سامنے حاجتمند ہو گئے جو آپ سے دور تھے وہ آپکے نزدیک بلند بخت ہو گئے عرب نے آپ کو اپنا قائد ور ہنما تسلیم کر لیا پس اے گروہ قریش اپنے بھائی (محمد ﷺ) کو پکڑ لو اور اسکے دوست ہو جاؤ اور اسکی لڑائی میں اسکے ساتھی بن جاؤ خدا کی قسم تم میں سے کوئی بھی آپکے رستہ پر نہیں چلتا مگر وہ بھلائی پائیگا اور کوئی بھی آپ کا طریق اختیار نہیں کریگا مگر وہ سعادت پا جائیگا ضرور آپکی مدافعت کرنا اسکے بعد ابو طالب فوت ہو گئے۔

(سیرت المصطفی ص ۳۲۳)

جنوں کو دعوت اسلام

تھوڑی دیر آپ نے عتبہ کے باغ میں آرام کیا پھر وہاں سے اٹھ کر چل دیئے اور مقام نخلہ میں پہنچے اور رات کو ایک کھجوروں کے باغ میں قیام کیا اور وہاں شہر نصیبین (یہ مقام موصل سے چھ دن کا راستہ اور موصل سے شام کو قافلہ کا راستہ ہے یہ شہر اس پر واقع ہے) کے جن حاضر ہوئے۔

آپ رات کو نماز میں قرآن مجید پڑھ رہے تھے تو جنات کے سرداروں نے آپ کو قرآن مجید پڑھتے ہوئے سنا تو وہ ٹھہر گئے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے انہیں اسلام کی دعوت دی گئی وہ سب بلا توقف مسلمان ہو گئے اور انہوں نے اپنی قوم کو جا کر اسلام کی دعوت دی۔

(نشر الطیب ص ۲۴)

Marfat.com

واذ ا صرفنا الیك نفرا من الجن الایۃ میں اسی طرف اشارہ ہے
(تاریخ اسلام ص ۱۲۴، سیرت رسول عربی ص ۱۷۳)

اس سفر طائف کے مدتوں بعد ایک روز سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا آپ پر کوئی ایسا دن گزرا ہے جو احد کے دن سے سخت ہو فرمایا بیشک میں نے تیری قوم سے دیکھا جو دیکھا اور جو میں نے انسے دیکھا اس میں سب سے سخت عقبہ کا دن تھا جبکہ میں نے اپنے آپکو عبدیالیل بن کلال پر پیش کیا اس نے دعوت اسلام قبول نہ کیا پس غم کی حالت میں سر گردن جھکائے چلا مجھے ہوش نہ آیا مگر قرن الثعالب میں سر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بادل نے مجھے سایہ کیئے ہوئے ہے میں نے نظر اٹھائی تو اس بادل میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نظر آئے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے آواز دی اور کہا بے شک اللہ تعالی نے آپکی قوم کا قول سن لیا اور انہون نے جو آپ کو جواب دیا وہ بھی سن لیا آپ کی طرف پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا گیا ہے تا کہ آپ اسے حکم دیں جو کچھ آپ اپنی قوم میں چاہتے ہیں۔

حضور ﷺ کا بیان ہے کہ پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتہ نے آواز دی اور سلام کے بعد کہا اے محمد بے شک اللہ نے آپکی قوم کا قوم سن لیا ہے میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں مجھ کو اپنے رب نے آپکی طرف بھیجا ہے تا کہ میں وہ کروں جو آپ حکم دیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں اخشبین کو ان ہر الٹادوں آپ نے فرمایا نہیں بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالی ان کی پشتوں سے ایسے بندے پیدا کریگا جو صرف اللہ کی عبادت کریں گے اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے
(سیرت رسول عربی ص ۷۳، ۷۴)

Marfat.com

بیعت عقبہ

حضور ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ ہر سال موسم حج میں تمام قبائل عرب کو جو مکہ اور نواح مکہ میں موجود ہوتے دعوت اسلام دیتے اسی غرض سے ان کے میلوں میں تشریف لے جاتے اور دعوت اسلام دیتے مگر کوئی ایمان نہ لایا ابو لہب لعین ہر جگہ ساتھ جاتا جب آپ کہیں تقریر فرماتے تو وہ برابر سے کہتا "اس کا کہنا نہ مانیو، یہ بڑا دروغ گو دین سے پھرا ہوا ہے"

اس نبوت کے گیارھویں سال ماہ رجب میں جب آپ نے حسب عادت منیٰ میں عقبہ کے نزدیک قبیلہ خزرج کے چھ آدمیوں کو اسلام کی دعوت دی تو وہ ایمان لے آئے کیونکہ اوس و خزرج نے علماء یہود جو مدینہ میں رہتے تھے سے سن رکھا تھا کہ ایک پیغمبر عنقریب مبعوث ہونے والا ہے اس لئے حضور ﷺ نے ان چھ اشخاص کو دعوت اسلام دی تو بعد میں انہوں نے ایک دوسرے سے کہا واللہ یہ تو وہی ہیں جن کا ذکر ہم یہود مدینہ سے سنا کرتے تھے ایمان سے آگے کہیں یہود ہم سے آگے نہ بڑھ جائیں اس لئے وہ سب آپ پر ایمان لائے (اوس و خزرج دو قبیلے بت پرست تھے اور ایکدوسرے کے دشمن بھی دونوں دوست بن گئے)

آئندہ سال بارہ مرد ایام حج میں مکہ میں آئے اور انہوں نے عقبہ کے متصل حضور کے ہاتھ پر بیعت کی اور عہد کیا کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے چوری نہ کریں گے اپنی اولاد کو قتل نہیں کرینگے۔ زنا نہیں کرینگے بہتان نہیں لگائینگے کسی امر معروف میں آپکی نافرمانی نہیں کرینگے اسے بیعت عقبہ اولیٰ بولتے ہیں۔

Marfat.com

حضور ﷺ نے ان بارہ کے ساتھ حضرت مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف کو بدیں غرض بھیجا کہ انہیں اسلام کی تعلیم دیں۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن زراہ کے مکان پر قیام کیا پھر انکو ساتھ لے کر بنی عبد الاشہل اوسی میں آئے اس قبیلہ کا سردار سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر آپکے سمجھانے سے ایمان لے آئے اور انکے ایمان لانے سے سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

اسی سال ماہ رجب کی ستائیس تاریخ کو رات کے وقت حضور کو بحالت بیداری میں جسد شریف کے ساتھ معراج شریف اور پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔

نبوت کے تیرھویں سال ایام حج میں انصار کے ساتھ ان کی قوم کے بہت سے مشرک بھی بغرض حج مکہ میں آئے (واضح ہو کہ مشرکین بھی رسوم جہالت کے ساتھ حج کیا کرتے تھے) جب حج سے فارغ ہوئے تو ان میں سے تہتر مرد اور دو عورتیں اپنی قوم سے چھپ کر ایام تشریق میں رات کے وقت عقبہ منی میں حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اس وقت حضرت عباس بن عبد المطلب جو اب تک ایمان نہیں لائے تھے حضور ﷺ کے ساتھ تھے سب سے پہلے وہی بولے "اے گروہ خزرج! محمد اپنی قوم میں معزز ہیں اور اپنے شہر میں مددگاروں کی ایک جماعت رکھتے ہیں، ہم نے انہیں دشمنوں سے بچایا ہے اگر تم اپنے عہد کو پورا کر سکو اور ان کا ساتھ دے سکو تو بہتر ورنہ ابھی سے ان کا ساتھ چھوڑ دو"

اسکے بعد حضور ﷺ نے ان کو دعوت دی اور فرمایا میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم مجھ سے وہ چیز باز رکھو گے جو اپنے اہل و عیال سے باز

Marfat.com

رکھتے ہو یہ سن کر سب سے پہلے براءبن معرور انصاری خزرجی نے آپ ﷺ کا دست مبارک پکڑا اور کہا ہمیں منظور ہے یارسول اللہ ﷺ ہمیں بیعت کر لیجئے ، واللہ ہم اہل حرب واہل سلاح میں یہی چیزیں باپ دادا سے ہمیں ورثہ میں ملی ہیں"

ابوالہیثم بن تیہان انصاری اوسی نے قطع کلام کرتے ہوئے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہود سے ہمارے تعلقات ہیں جو بیعت سے ٹوٹ جائینگے ایسا نہ ہو کہ جب اللہ آپکو غلبہ دے تو آپ ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم میں چلے جائیں آپ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا" نہیں تمہارا خون میرا خون ہے میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہے میں تمہارا ہوں اور تم میرے ہو تمہارا دشمن میرا دشمن اور تمہارا دوست میرا دوست ہے۔"

اس طرح جب وہ بیعت پر آمادہ ہو گئے تو عباس بن عبادہ نضلہ انصاری خزرجی نے ان سے کہا" یہ بھی خبر ہے کہ تم محمد ﷺ سے کس چیز پر بیعت کر رہے ہو" یہ عرب و عجم سے جنگ پر بیعت ہے اگر تمہارا خیال ہے کہ جب تمہارے مال تاراج ہوں اور تمہارے اشراف قتل ہوں تم ان کا ساتھ چھوڑ دو گے تو ابھی سے چھوڑ دو اور اگر ایسی مصیبت پر بھی ساتھ دے سکو تو بیعت کر لو۔" سب بولے" ہم اس بات پر بیعت کرتے ہیں مگر یارسول اللہ ﷺ اگر ہم اس عہد پر ثابت رہیں تو ہمیں کیا ملے گا" فرمایا جنت ، یہ سنکر سب نے آپکے دست مبارک پر بیعت کی اسے بیعت عقبہ ثانیہ کہتے ہیں آپ ﷺ نے انکے بارہ نقیب مقرر فرمائے جیسا کہ حواری حضرت عیسےٰ بن مریم کے تھے۔

(سیرت المصطفےٰ ص ۱۳۲ و سیرت رسول عربی ص ۲۲ تا ۲۴)

Marfat.com

ان بارہ نقبا کے اسماء یہ ہیں ا۔ سعد بن زرارہ ۲۔ اسید بن حضیر ۳۔ ابو الہیثم بن التیہان ۴۔ براء بن معرور ۵۔ عبداللہ بن رواحہ ۶۔ عبادہ بن صامت ۷۔ سعد بن ربیع ۸۔ سعد بن عبادہ ۹۔ رافع بن مالک ۱۰۔ عبداللہ بن عمرو ۱۱۔ سعد بن خیثمہ ۱۲۔ منذر بن عمرو رضی اللہ عنہم۔

(تاریخ اسلام جلد ۱ ص ۱٤٤)

ہجرت مدینہ طیبہ

قریش نے جب دیکھا کہ حضور ﷺ کے مددگار مکہ مکرمہ سے باہر مدینہ طیبہ میں بھی ہو گئے ہیں اور مہاجرین مکہ کو انصار مدینہ نے اپنی پناہ وحمایت میں لے لیا ہے وہ ڈرے کہ کہیں ایسا نہ کہ آپ بھی وہی چلے جائیں او راپنے مددگاروں کو ساتھ لے کر ہم پر حملہ آور ہوں اسلئے تمام قبائل کے سردار عتبہ ، شیبہ ، پسران ربعیہ ،ابو سفیان طعمیہ ، ابن عدی ، جبیر بن مطعم ،نضر بن حارث ،ابو البختری بن ہشام ، زمعہ بن اسود ، ابو جہل ،مبنیہ ومنیہ پسران حجاج اور امیہ بن خلف وغیرہ دار الندوہ میں مشورہ کیلئے جمع ہوئے۔

ابلیس لعین بھی کمبل اوڑھے اور شیخ پارسا کی صورت اپنائے ہوئے دروازے پر آموجود ہوا۔ انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو ؟بولا میں نجدیوں سے ایک شیخ ہوں میں نے سن لیا ہے جس امر کیلئے تم جمع ہوئے ہو اسلئے میں بھی حاضر ہوا ہوں تاکہ سنوں کہ تم کیا کرتے ہو اور مجھے تم سے اپنی رائے اور نصیحت سے بھی دریغ نہ ہو گا وہ بولے اچھا آیئے۔

جب حضور ﷺ کا معاملہ پیش ہوا تو ایک بولا کہ اس کے ہاتھ پاؤں میں لوہے کی بیڑیاں ڈال کر ایک کوٹھری میں بند کر دو اور کھانے پینے کو کچھ نہ دو

Marfat.com

خود ہلاک ہو جائیگا، شیخ نجدی نے کہا یہ رائے اچھی نہیں اللہ کی قسم اگر تم اسکو اسطرح کوٹھری میں قید کردو گے تو اسکی خبر بند دروازے میں سے اسکے اصحاب تک پہنچ جائیگی وہ تم پر حملہ کر کے اسے چھڑالیں گے دوسرے نے کہا کہ اسے شہر سے نکال دو جہاں چاہے چلا جائے ہمیں اس کا خطرہ نہ رہے گا شیخ نجدی نے کہا اللہ کی قسم یہ رائے اچھی نہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس کا کلام کیسا شیریں اور دلفریب ہے اگر تم ایسا کرو گے تو ممکن ہے وہ کسی قبیلہ میں چلا جائے اور اپنے کلام سے انہیں اپنا تابع بنالے اور پھر انہیں ساتھ لے کر تم پر حملہ کر دے۔

ابو جہل بولا میرے ذہن میں ایک رائے ہے جو اب تک کسی کو نہیں سوجھی ،انہوں نے پوچھا وہ کیا ہے ابو جہل نے کہا "وہ یہ ہے کہ ہم ہر قبیلہ میں سے ایک ایک عالی قدر دلیر خاندانی جوان لیں اور ہر نوجوان کے ہاتھ میں ایک ایک تیز تلوار دے دیں پھر وہ سب مل کر اس کو قتل کر دیں ،اسطرح جو جرم خون تمام قبائل پر عائد ہوگا عبد مناف کی اولاد تمام قبائل سے لڑ نہیں سکتی اسلئے وہ خون بہا لینے پر راضی ہو جائینگے اور ہم آسانی سے خون بہا دے دینگے یہ سنکر شیخ نجدی بولا "یہی بات درست ہے اسکے سوا کوئی اور رائے نہیں" سب نے اس رائے پر اتفاق کیا اور مجلس برخاست ہو گئی۔

قصہ ہجرت

جب قریش قتل پر اتفاق کر کے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور قریش کے ارادہ کی آپکو اطلاع دی اور عرض کیا کہ آج رات اپنے بستر پر نہ سوئیں، عین دوپہر کے وقت حضور ﷺ حضرت ابو

Marfat.com

بکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے دروازے پر دستک دی اجازت کے بعد اندر داخل ہوئے اور حضرت ابو بکر سے فرمایا "جو تمہارے پاس ہیں انکو نکال دو" حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ میرا باپ آپ پر قربان، آپ کے سوا کوئی اور نہیں آپ نے فرمایا" مجھے ہجرت کی اجازت ہو گئی ہے" حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان میں آپکی ہمسفری چاہتا ہوں فرمایا منظور ہے، حضرت ابو بکر صدیق نے پھر عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ ان دو اونٹنیوں میں سے ایک پسند فرمالیں آپ نے فرمایا کہ میں قیمت سے لونگا چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو شادی کے بعد اس وقت تک اپنے والد کے گھر میں تھیں بیان کرتی ہیں کہ ہم نے سفر کی ضروریات کو جلدی تیار کر دیا اور دونوں کیلئے کچھ کھانا توشہ دان میں رکھ دیا۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے اپنے نطاق (پٹکے) کے دو ٹکڑے کر کے ایک سے توشہ دان کا منہ اور دوسرے سے مشکیزہ کا منہ باندھا جسکی وجہ سے انکو ذات النطاقین کہا جاتا ہے، ایک کافر عبد اللہ بن ارقیط کو اجرت پر رہنمائی کیلئے رکھ لیا کیونکہ وہ اس سے خوب واقف تھا ان دونوں اونٹنیوں کو اسکے سپرد کر دیا تاکہ تین راتوں کے بعد غار پر حاضر کر دے اس انتظام کے بعد آپ اپنے دولت خانہ پر تشریف لے گئے۔

ایک تہائی رات گزری تھی کہ حسب قرارداد قریش نے دولت خانہ کا محاصرہ کر لیا اور اس انتظار میں رہے کہ آپ سو جائیں تو حملہ آور ہوں اس وقت آپ کے پاس صرف حضرت علی المرتضیٰ تھے آپ نے حضرت علی سے فرمایا کہ یہ امانتیں ہیں انہیں واپس کر کے چلے آنا اور فرمایا کہ تم میری سبز چادر

Marfat.com

بستر پر اوڑھ کر سو رہو تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی اور خود خاک کی ایک مٹھی لی اور سورۃ یسین کے شروع کی آیات **فھم لایبصرون** تک پڑھتے ہوئے کفار پر پھینک دی اور اس مجمع سے صاف نکل گئے کسی نے آپ کو نہ پہچانا۔

ایک مخبر نے جو اس مجمع میں نہ تھا ان کو خبر دی کہ محمد ﷺ تو یہاں سے نکل گئے اور تمہارے سروں پر خاک ڈال گئے انہوں نے اپنے سروں پر جو ہاتھ پھیرا تو واقعی سروں میں خاک کو پایا۔ یہ واقعہ ۲۷ صفر ۱۳ نبوت روز جمعرات ۱۲ ستمبر کا ہے۔ (سیرت رسول عربی تاریخ اسلام ص ۱۳۹ تا ۱۴۱)

ادھر مکہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ رات بھر آپکے بستر پر استراحت فرماتے رہے۔ کفار مکہ بھی رات بھر مکان کا محاصرہ کئے ہوئے کھڑے رہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بستر پر سوتا ہوا دیکھ کر آپ کا گمان ہوا جب نماز فجر کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ خواب سے بیدار ہو کر اٹھے تو کفار نے پوچھا کہ محمد ﷺ کہاں ہیں؟ حضرت علی نے کہا کہ مجھ کو کیا خبر۔ خبر تو تم کو ہونی چاہیے کہ تم پہرے پر تھے۔ میں تو رات بھر سوتا رہا ہوں۔ کفار نے حضرت علی کو پکڑ لیا اور ان کو مارا پیٹا اور تھوڑی دیر تک گرفتار رکھا پھر چھوڑ دیا۔ حضرت علی نے تمام امانتیں ان کے مالکوں کو پہنچا دیں۔

کفار مکہ جب حضرت علی کو چھوڑ کر سیدھے حضرت ابو بکر کے گھر پہنچے۔ دروازے پر آواز دی تو حضرت اسماء بنت ابابکر رضی اللہ عنہما باہر نکلیں ابو جہل نے پوچھا لڑکی تیرا باپ کہاں ہے؟ بولیں مجھے خبر نہیں۔ یہ سن کر اس لعین نے اس زور سے طمانچہ مارا کہ ان کے کان کے بالی نیچے گر گئی۔ اس کے بعد کفار مکہ اور اس کے اطراف میں آپ کی تلاش و جستجو میں دوڑتے دوڑتے پھرنے لگے مگر کہیں کوئی پتہ نہ چلا۔ بالآخر انہوں نے اعلان کیا کہ جو کوئی محمد

Marfat.com

ﷺ کو زندہ یا مردہ لائیگا اس کو ۱۰۰ اونٹ انعام دیا جائیگا۔ اس انعامی اشتہار کو سن کر بہت سے لوگ مکہ کے چاروں طرف نکل گئے۔

آفتاب و ماہتاب غار ثور میں

رات کی تاریکی میں دونوں محبّ و محبوب غار ثور کے قریب پہنچ گئے تو آنحضرت ﷺ کو باہر چھوڑ کر پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ غار میں داخل ہوئے اسے اندر سے صاف کیا۔ اندر جہاں جہاں سوراخ تھے انکو ٹٹول ٹٹول کر ان میں اپنے بدنی کپڑے پھاڑ پھاڑ کر رکھ کر تمام سوراخ بند کر کے پھر آنحضرت ﷺ کو اندر لے گئے دونوں تین رات اور تین دن غار میں چھپے رہے قریش کے بڑے بڑے سردار انعامی اشتہار مشتہر کر کے خود بھی سراغ رسانوں کو ساتھ لے کر غار ثور کے منہ تک پہنچ گئے۔ ان کے ہمراہی سراغ رسانوں نے کہا کہ بس اس سے آگے سراغ نہیں ملتا۔ محمد ﷺ یہاں کہیں ہی پوشیدہ ہیں یا آسمان پر اڑ گئے ہیں۔

کسی نے کہا کہ اس غار کے اندر بھی تو جا کر دیکھو۔ دوسرے نے کہا کہ ایسے تاریک اور خطرناک غار میں انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ ہم اسے مدت سے دیکھ رہے ہیں۔ تیسرے نے کہا دیکھو اسکے منہ پر مکڑی کا جالا تنا ہوا ہے اگر کوئی شخص اسے اندر داخل ہوتا تو یہ جالا سلامت نہیں رہ سکتا تھا اسے بعد سب کو اطمینان ہو گیا اور کوئی اس غار کی طرف نہ بڑھا۔

کفار غار کے اس قدر قریب تھے کہ اندر سے ان کے پاؤں آنحضرت ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نظر آرہے تھے۔ اور ان کی باتیں سنائی دے رہی تھیں۔ ایسی خطرناک حالت میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا

Marfat.com

کہ حضور کفار تو پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ لا تحزن ان اللہ معنا مطلق خوف نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر فرمایا تو نے ان کو کیا سمجھا ہے جن کے ساتھ تیر اخدا ہے۔ کفار اپنی تلاش و جستجو میں غائب ہو کر چلے گئے نامراد ہوئے۔ (تاریخ اسلام ص ۱۴۰ تا ۱۴۱)

غار میں داخل ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ اپنا سر مبارک حضرت صدیق اکبر کی گود میں رکھ کر سو گئے اس سوراخ سے جس پر صدیق اکبر نے اپنا پاؤں رکھا ہوا تھا بوجہ سوراخ نہ بند ہو سکنے کے سانپ نے کاٹ لیا مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے اور تکلیف کی وجہ سے آنسو نکل آئے اور وہ آنسو آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے چہرے پر پڑے تو حضور ﷺ جاگ اٹھے حضرت صدیق اکبر کے آنسو جو چہرے پر گرے تو فرمایا ابو بکر تجھے کس نے رلایا عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے کسی چیز نے کاٹ کھایا ہے آپ ﷺ نے زخم پر اپنا لعاب دہن لگایا فوراً درد جاتا رہا۔

اس غار میں دونوں تین راتیں رہے حضرت ابو بکر کے بیٹے عبداللہ کے جو نوخیز جوان تھے رات کو غار میں ساتھ سوتے صبح منہ اندھیرے چلے جاتے اور قریش جو مشورہ کرتے شام کو آکر اطلاع دیتے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام عامر بن فہیرہ دن بکریاں چراتے رات کو دو بکریاں غار پر لے جاتا ان کا دودھ دونوں کو دے آتا۔

قصہ کوتاہ غار میں تین راتیں گزار کر یکم ربیع الاول شب دو شنبہ دو اونٹنیوں پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے عامر بن فہیرہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سفر میں خدمت کیلئے اپنے ساتھ سوار کر لیا تھا آگے آگے راستہ بناتا جاتا تھا راستے میں اگر کوئی حضرت صدیق اکبر رضی

Marfat.com

اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی نسبت پوچھتا کہ یہ کون ہے تو جواب میں کہہ دیتے میرے ہادی طریق ہیں۔

(سیرت رسول عربی ص ۸٤)

اگلے دن دوپہر کو ایک سایہ میں جگہ بنائی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ یہاں سو جائیں میں نے ایک چرواہے سے ایک بکری کا دودھ لیا جو نزدیک بکریاں چرا رہا تھا اسمیں تھوڑا سا پانی ڈال کر بارگاہ نبوت میں پیش کیا آپ نے خوب پیا جس سے مری طبعیت خوش ہوئی، آپ ﷺ نے پوچھا کیا چلنے کا وقت نہیں آیا عرض کیا ہاں دن ڈھل چکا ہے پھر ہم وہاں سے چل دیئے۔

دوسرے روز یعنی سہ شنبہ کے دن جب قدید کے قریب پہنچے تو سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی تعاقب میں نکلا قرات کی آواز سنی جب میں آگے بڑھا تو اسکے گھوڑے کے اگلے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے یہ دیکھ کر اس نے حضور ﷺ سے امان کی درخواست کی اور امن کی تحریر لکھ کر دینے کو کہا آپ نے اس سے یہ عہد لیا کہ ہمارا حال پوشیدہ رکھنا ، چنانچہ آپ کے حکم سے عامر بن فہیرہ نے چمڑے کے ٹکڑے پر فرمان امن لکھ لیا۔

(سیرت رسول عربی ص ۸۷)

آپ ﷺ نے فرمایا "اے سراقہ "اس وقت تیری کیا شان ہوگی کہ نوشیرواں کے سونے کے کنگن تجھ کو پہنائے جائینگے عرض کیا واقعی یا رسول اللہ ﷺ میں تو بہت خوش قسمت ہوں گا اور ایمان لے آیا (اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب ایران فتح ہوا تو نوشیرواں کے سونے کے کنگن بفرمان نبوی حضرت عمر نے سراقہ کو پہنائے) رستے میں ایک تجارتی قافلہ آپکو ملا جس میں حضرت زبیر بن العوام بھی تھے انہوں نے حضور ﷺ کو اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سفید کپڑے پہنائے۔

Marfat.com

قدید ہی میں سہ شنبہ کو دوپہر کے وقت ام معبد عاتکہ بنت خالد خزاعیہ کے ہاں گزارا ام معبد کی قوم قحط زدہ تھی وہ اپنے خیمے کے صحن میں بیٹھا کرتی اور آنے جانے والوں کو پانی پلاتی اور کھانا کھلاتی، حضور ﷺ نے اس سے گوشت اور کھجوریں خریدنے کا قصد کیا مگر اسکے پاس ان میں سے کوئی چیز موجود نہ تھی، حضور ﷺ نے اسکے خیمہ کے ایک جانب ایک بکری دیکھی پوچھا یہ بکری کیسی ہے؟ اس نے جواب دیا لاغری اور کمزوری کے سبب دوسری بکریوں سے پیچھے رہ گئی ہے پھر پوچھا کہا دودھ دیتی ہے اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کیا تو مجھے اجازت دیتی ہے کہ اسے دوھ لوں اس نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان اگر آپ اس کے لئے دودھ دیکھتے ہیں تو دودھ لیں آپ نے اسکے تھن پر ہاتھ مبارک پھیرا اور بسم اللہ پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی بکری نے آپ کے لئے دونوں ٹانگیں چوڑی کر دیں دودھ اتار لیا اور جگالی کی آپ ﷺ نے برتن طلب کیا جو جماعت کو سیراب کر دے پھر آپ نے اسمیں خوب دوھا یہاں تک کہ اس پر جھاگ آگئی پھر ام معبد کو پلایا یہاں تک کہ وہ بھی سیر ہو گئی اور اپنے ساتھیوں کو پلایا یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے سب کے بعد آپ نے پیا۔

بعد ازاں دوسری بار دوہا یہاں تک کہ برتن بھر گیا اسکے بعد (بطور نشان) ام معبد کے پاس چھوڑا اور اسکو اسلام میں بیعت کیا پھر وہاں سے چل دیئے۔

کچھ دیر کے بعد ام معبد کا خاوند گھر آیا اس نے دودھ جو دیکھا تو حیران ہو کر کہنے لگا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ ام معبد نے جواب دیا کہ ایک مبارک شخص آیا تھا کہ جس کا حلیہ شریف ایسا تھا وہ بولا وہی قریش کے سردار ہیں جن کا

Marfat.com

چرچا ہورہا ہے اسکی مجھے تلاش تھی میں نے قصد کرلیا ہے کہ ان کی صحبت میں رہوں۔

حلیہ مبارک ازاُمّ معبد

ترجمہ :پاکیزہ، کشادہ چہرہ، پسندیدہ خو، نہ توند نکلی ہوئی، نہ چندیا کے بال گرے ہوئے، زیبا صاحب جمال، آنکھیں سیاہ و فراخ، بال لمبے اور گھنے۔

آواز میں بھاری پن، بلند گردن، روشن مردمک، سرمگین چشم، باریک و پیوست ابرو، سیاہ گھنگھریالے بال، خاموش وقار کے ساتھ، گویا دلبستگی لئے ہوئے، دور سے دیکھنے میں زیبندہ ودل فریب، قریب سے نہایت شیریں وکمال حسین، شیریں کلام واضح الفاظ، کلام کمی بیشی الفاظ سے معرا، تمام گفتگو موتیوں کی لڑی جیسی پروئی۔ میانہ قد کہ کوتاہی سے حقیر نظر نہیں آتے نہ طویل کہ آنکھ اس سے نفرت کرتی۔ زیبندہ نہال کی تازہ شاخ، زیبندہ منظر ،والا قدر، رفیق ایسے کہ ہر وقت اسکے گرد پیش رہتے ہیں جب وہ کچھ کہتا ہے تو چپ چاپ سنتے ہیں حکم دیتا ہے تو تعمیل کیلئے جھپٹتے ہیں، مخدوم، مطاع، نہ کوتاہ سخن نہ فضول گو۔ یہ صفت سن کر وہ بولا یہ ضرور صاحب قریش ہے اور میں اسے ضرور جاملوں گا۔

(رحمۃ للعالمین قاضی سلیمان جلد۱ ص ۸۸بحوالہ زادالمعاد)

اثناء راہ بریدہ اور ۷۰ شخصوں کا مسلمان ہونا

نبی کریم ﷺ مدینہ کو جارہے تھے کہ رستے میں بریدہ اسلمی ملا یہ انہی قوم کا سردار تھا قریش نے آپکی گرفتاری پر ایک سو اونٹ کا انعام مشتہر کیا

Marfat.com

تھا بریدہ اسلمی بھی انعام کے لالچ سے حضور ﷺ کی تلاش میں نکلا تھا جب نبی کریم ﷺ کے سامنے ہوا اور حضور ﷺ سے ہم کلام ہونیگا موقع بھی ملا (تو آپ کا کلام اور نام سن کر) ستر آدمیوں سمیت مسلمان ہو گیا اور اپنی پگڑی اتار کر نیزہ پر باندھی جس کا سفید پھریرا ہوا میں لہراتا اور بشارت سناتا تھا کہ امن کا بادشاہ، صلح کا حامی، دنیا کو عدالت وانصاف سے بھر پور کرنے والا تشریف لارہا ہے۔

(رحمۃللعالمین ص ۹۰)

رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کی خبر مدینہ پہنچ چکی تھی، لوگ ہر روز صبح کو شہر سے نکل کر حرہ میں جمع ہوتے اور انتظار کرتے کرتے جب دوپہر ہو جاتی تو واپس چلے جاتے۔

ایک دن انتظار کر کے گھروں کو واپس جا چکے تھے کہ ایک یہودی نے ایک قلعہ پر سے کسی مطلب کیلئے نظر دوڑائی اسے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ہمراہی سفید لباس پہنے ہوئے نظر پڑے جو سراب کے آگے حائل تھے یہودی نہایت زور سے بے ساختہ پکار اٹھا اے معشر عرب! تو تمہارا مقصد و مقصود جس کا تمہیں انتظار تھا وہ آگیا۔

یہ سن کر مسلمانوں نے فورا ہتھیار لگا کر حرہ قباء کے عقب میں رسول اللہ ﷺ کا استقبال کیا اور اظہار مسرت کیلئے نعرہء تکبیر بلند کیا جسکی آواز بنی عمرو بن عوف تک پہنچی، یہ قبیلہ موضع قباء میں جو مدینہ سے مغرب کی طرف دو میل کے فاصلہ پر ہے آباد تھا اس خاندان کا سردار کلثوم بن ہدم انصاری تھا اس سے پہلے اکثر صحابہ کبار اسی کے ہاں اترے تھے، حضور ﷺ نے بھی اسی کو شرف نزول بخشا۔

(رحمۃللعالمین ص ۹۰ ۹۱)

Marfat.com

۱۲ ربیع الاول یوم دو شنبہ کو رسول اللہ ﷺ قباء تشریف لائے یہی تاریخ تاریخ اسلامی کی ابتداء ہے، حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ جو آپ کی روانگی کے تین دن بعد مکہ مکرمہ سے چلے تھے یہاں آملے، اور یہیں رسول اللہ ﷺ نے اس مسجد کی بناء رکھی جسکی شان میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ترجمہ: البتہ وہ مسجد جسکی بناء پہلے دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے زیادہ لائق ہے کہ تو اسمیں کھڑا ہو اس میں وہ مرد ہیں جو پاک رہنے کو دوست رکھتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے (توبہ)

کلثوم بن ہدم کی ایک افتادہ زمین تھی جہاں کھجوریں خشک ہونے کے لئے پھیلادی جاتی تھیں حضور ﷺ نے اس سے یہ زمین لے کر مسجد قباء کی بنیاد رکھی اس مسجد کی تعمیر میں دیگر اصحاب کے ساتھ آپ ﷺ خود بھی بغرض تشویق وترغیب کام کرتے تھے سیموش بنت نعمان انصار کا یہ بیان ہے کہ میں دیکھ رہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ اتنا بھاری پتھر اٹھاتے کہ جسم اطہر خم ہو جاتا او ربطن مبارک پر مجھے مٹی کی سفیدی نظر آتی آپ کے اصحاب میں سے کوئی عقیدت مند عرض کرتا یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان چھوڑ دیجئے میں اٹھاتا ہوں تو آپ فرماتے "نہیں تم ایسا اور پتھر اٹھاؤ، آپ اس پتھر کو خود ہی عمارت میں لگاتے اس عمارت کی تعمیر میں حضرت جبرائیل علیہ السلام آپکو سمت قبلہ بتا رہے تھے اسی واسطے کہا جاتا ہے۔ کہ اس مسجد کا قبلہ اعدل واقوم ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ خزرجی شاعر بھی اس تعمیر میں شامل تھے جو کام کرتے ہوئے یوں کہتے جاتے تھے:

افلح من یعالج المساجد وہ کامیاب ہے جو مسجدیں تعمیر کرتا ہے

Marfat.com

ویقرء القرآن قائما و قاعدا اور اُٹھتے بیٹھتے قرآن پڑھتا ہے

ولا یبیت اللیل عنہ راقدا اور رات کو جاگتا ہے

حضور ﷺ بھی ہر ہر قافیہ کے ساتھ آواز ملاتے جاتے تھے۔

(سیرت رسول عربی توکلی ص ۹۰ ۹۱)

مدینہ میں نزول رحمت

قباء میں آپ جمعہ تک مقیم رہے اور جمعہ کے دن آپ قباء اور بنی عمرو بن عوف یعنی قباء والوں سے رخصت ہو کر شہر مدینہ میں قیام کے لئے ارادے سے چلے آپ بنو سالم بن عوف کے محلے میں تھے کہ نماز جمعہ کا وقت آگیا آپ ﷺ نے وہیں ایک میدان میں سو آدمیوں کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی یہ مدینہ میں آپ کا پہلا جمعہ اور خطبہ تھا، اس جگہ بھی بعد میں ایک مسجد تیار ہو گئی۔

نماز جمعہ کے بعد آپ ﷺ اپنی اونٹنی پہ سوار ہو گئے قبیلہ بنی سالم بن عوف کے لوگوں نے آکر آپکی اونٹنی کی مہار پکڑلی اور آپ ﷺ کو اپنے ہاں ٹھہرانا چاہا، دوسرے محلّہ اور قبیلوں کے لوگوں نے بھی اپنے ہاں جانیکا اصرار کیا اسطرح بحث و تکرار شروع ہو گئی حضور ﷺ نے فرمایا، میرے ناقہ کو نہ روکو اسکی مہار چھوڑ دو، اسے خدا کی طرف سے حکم مل چکا ہے جہاں یہ بیٹھ جائیگی میں وہیں اتروں گا چنانچہ ناقہ چلنے لگی تمام انصار، مہاجرین ناقہ کے آگے پیچھے دائیں بائیں ساتھ ساتھ چلے، آپ ﷺ نے مہار بالکل ڈھیلی کر دی اور ناقہ اپنی خوشی سے آہستہ آہستہ چلتی آپ کی سبکی نگاہیں ناقہ کی طرف تھیں کہ دیکھیں کہاں بیٹھتی ہے چلتے چلتے ناقہ کئی محلوں سے گزرتی ہوئی بنو عدی

Marfat.com

بنی النجار کے محلہ میں پہنچی چونکہ انہیں خیال تھا کہ عبدالمطلب کی ماں سلمی بنت عمرو ہمارے قبیلہ کی لڑکی تھی اسلئے انہیں بڑا دعوے تھا کہ حضور ﷺ ہمارے ہاں قیام فرما ہونگے۔

ان کو بھی وہی جواب ملا کہ ناقہ کا راستہ چھوڑ دو اسے خدا کی طرف سے حکم ملا ہے یہاں تک کہ ناقہ حضرت ابو ایوب خالد بن زید انصاری کے مکان کے قریب بیٹھ گئی اونٹنی نے بیٹھ کر جھوجھری لی گردن نیچے ڈالدی اور دم ہلانے لگی آپ اس پر سے اتر آئے اور ابو ایوب انصاری خوشی خوشی آپ کا سامان اٹھا کر اپنے مکان میں لے گئے۔

(تاریخ اسلام ص ۱۴۶، ۱۴۷)

مبارک منزلے کاں خانہ را ما ہے چنیں باشد
ہمایوں کشورے کاں عرصہ راشاہے چنیں باشد

حضور ﷺ کی تشریف آوری سے جو خوشی مدینہ میں مسلمانوں کو ہوئی اس کا بیان نہیں ہو سکتا حضور ﷺ کی سواری نزدیک پہنچی تو جوش مسرت کا یہ عالم تھا کہ پردہ نشین عورتیں چھتوں پر نکل آئیں اور یوں گانے لگیں۔

طلع البدر علینا　　　من ثنیات الوداع
ہم پر چودہویں کا چاند نکل آیا، وداع کی گھاٹیوں سے
وجب الشکر علینا　　　ما دعا لِلّٰہ داع
ہم پر خدا کا شکر واجب ہے، جب تک دعا مانگنے والا دعا مانگے
ایھا المبعوث فینا　　　جئت بالامر المطاع

Marfat.com

اے ہم میں مبعوث ہونے والے نبی، آپ ایسا حکم لے کر آئے ہیں کہ اسکی اطاعت ضروری ہے۔

نوٹ : تاریخ اسلام مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی نے اپنی کتاب کے اس صفحہ ۱۴۶ میں لکھا ہے کہ یہ عورتوں نے اشعار قباء میں داخل ہوتے وقت گائے تھے۔

اور سیرت رسول عربی توکلی نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۹۶ پر لکھا ہے کہ یہ اشعار پردہ نشیں عورتوں نے اپنی چھتوں پر سے گائے اور جب آپ کا ناقہ ابو ایوب انصاری کے گھر بیٹھا تو بنو نجار کی لڑکیاں دف بجاتی نکلیں اور یوں گویا ہوئیں۔

نحن جوار من بنی النّجار حبّذا محمد من جار

ہم بنو نجار کی لڑکیاں ہیں اے تجار یو محمد ﷺ کیسا اچھا ہمسایہ ہے

آپ ﷺ نے یہ سن کر ان لڑکیوں سے پوچھا کیا تم مجھے دوست رکھتی ہو ؟ وہ بولیں ہاں آپ نے فرمایا میں بھی تم کو دوست رکھتا ہوں۔

اسی خوشی میں زن و مرد چھوٹے و بڑے گلی کوچوں میں پکار رہے تھے جاء رسول اللہ جاء نبی اللہ حبشی غلام آپ کے قدوم میمنت لزوم کی خوشی ہتھیاروں سے کھیل رہے تھے انسانوں پر کیا موقوف وحوش بھی اپنی حرکات سکنات سے خوشی کا اظہار کر رہے تھے، جب مدینہ میں حضور ﷺ کے قیام کا بندوبست ہو چکا تو آپ ﷺ نے حضرت زید بن حارث اور اپنے غلام ابو رافع کو پانسو درہم اور دو اونٹ دے کر مکہ مکرمہ بھیجا کہ آپ کے اہل و عیال کو مدینہ لے آئیں۔

Marfat.com

حضور ﷺ کی صاحبزادیوں میں سے حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہ کو ان کے خاوند ابو العاص نے آنے نہ دیا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا حبشہ میں تھیں ، اسلیئے زید اور ابو رافع حضور ﷺ کی صاحبزادیوں ام کلثوم و فاطمہ اور زوجہ محترمہ حضرت سودہ اور ام ایمن زوجہ زید بن حارث ، اسامہ بن زید رضی اللہ عنھم کو لے آئے اور ان کا ساتھ عبداللہ بن ابو بکر ، حضرت عائشہ اور ان کی والدہ ام رومان اور اسماء بنت ابی بکر کو لائے یہ سب حارثہ بن لقمان کے ہاں اترے۔

(سیرت رسول عربی نوکلی ص ۹۲.۹۳)

تعمیر مسجد نبوی ﷺ

حضور ﷺ کا ناقہ جہاں بیٹھا تھا وہ جگہ دو نجاری یتیموں (سہیل و سہل) کی تھی جنکے ولی حضرت اسعد بن زرارہ بحاری خزرجی رضی اللہ عنہ تھے وہ اس زمین میں کھجوریں خشک کرنے کیلیئے پھیلا دیا کرتے تھے اسکے ایک حصہ میں حضرت سعد نے نماز کیلیئے ایک مختصر جگہ بنائی ہوتی تھی جس پر چھت نہ تھی یہاں وہ نماز جمعہ پڑھا کرتے تھے باقی زمیں میں کھجور کے درخت اور مشرکوں کی قبریں اور گڑھے تھے۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے یہاں جامع مسجد بنانے کا ارادہ فرمایا آپ ﷺ نے ان یتیم بچوں کو بلایا اور ان سے قیمت پر زمین طلب کی انہوں نے کہا کہ ہم بلا قیمت آپکی نظر کرتے ہیں آپ ﷺ نے قبول نہ فرمایا اور قیمت ادا کر کے زمین خرید لی اور تعمیر کا کام شروع ہو گیا قبریں اکھیڑ کر ہڈیاں کسی دوسری جگہ دبادی گئیں درخت کاٹ دیئے گئے اور گڑھے ہموار کر دیئے گئے۔

Marfat.com

حضور علیہ خود بھی کام کر رہے تھے آپ علیہ اپنی چادر میں اینٹیں اٹھا کر لا رہے تھے اور یوں فرما رہے تھے۔

هذا الجمال واحمال خيبر هذا ابر ربنا واطهر

اے ہمارے رب یہ اینٹیں خیبر کے تمر وزیب سے زیادہ ثواب والی اور پاکیزہ ہیں۔

اللهم ان الاجر اجر الاخرة فارحم الانصار والمهاجرة

اے میرے رب۔ بے شک اجر صرف آخرت کا اجر ہے، پس تو انصار مہاجرین پر رحم فرما۔

یہ مسجد نہایت سادی تھی بنیادیں تین ہاتھ تک کی تھیں دیواریں کچی اینٹوں کی، چھت برگ خرما کی، قد آدم سے کچھ اونچی اور ستون کھجور کے تھے قبلہ بیت المقدس کی طرف رکھا گیا تھا تین دروازے تھے ایک جانب کعبہ اور دو دائیں بائیں جب قبلہ بدل کر کعبہ کیطرف ہو گیا تو جانب کعبہ کا دروازہ بند کر دیا گیا اور اسکے مقابل شمال جانب میں نیا دروازہ بنادیا گیا۔

چونکہ چھت پر مٹی کم تھی اور فرش خام تھا اس لئے بارش میں کیچڑ ہو جایا کرتی تھی ایک دفعہ رات کو بارش بہت ہوئی جو نمازی آتا کپڑے میں کنکریاں ساتھ لاتا اور اپنی جگہ پر بچھالیتا، جب حضور علیہ فارغ ہوئے تو فرمایا "یہ خوب ہے" اور کنکریوں کا فرش بنوادیا۔

اصحاب صفہ

پایان مسجد میں ایک سائبان تھا جو صفہ کہلاتا تھا اور ان فقراء و مساکین

Marfat.com

صحابہ کیلئے تھا جو مال و منال اور اہل و عیال نہ رکھتے تھے (اور دین کی باتیں سیکھنے حاضر خدمت رہتے) انہی کی شان میں اللہ تعالی نے فرمایا،

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاوَةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُ (کہف ع ٤)

اور روک رکھ جان اپنی ساتھ ان لوگوں کے کہ پکارتے ہیں اپنے پروردگار کو صبح و شام چاہتے ہیں رضا اسکی

ان کی تعداد میں موت یا سفر یا تزوج کے سبب کمی بیشی ہوتی رہتی ......حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں سو سے اوپر نام اصحاب صفہ کے گنوائے ہیں جن میں ابو ذر غفاری، عمار بن یاسر سلمان فارسی، صہیب رومی، بلال حبشی ابو ہریرہ، خباب بن ارت، حذیفہ بن یمان، ابو سعید خدری بشیر الخصاصیہ، ابو مویہبہ (مولی رسول اللہ ﷺ) وغیرہم مشاہیر میں سے تھے رضی اللہ عنہم) مال غنیمت سے ان کے اخراجات پورے ہوتے۔

ازواج مطہرات کے حجروں کی تعمیر

اس وقت حضرت سودہ و عائشہ رضی اللہ عنہما ہی حضور علیہ السلام کے عورتیں تھیں ان سے دو مکان مسجد سے متصل بنا دیے گئے بعد ازاں دیگر ازواج کے آنے پر مکانات بنتے گئے ان میں سے پانچ کھجور کی شاخوں سے بنے تھے جن پر کھگل کی ہوتی تھی ان کیساتھ کوئی حجرہ نہ تھا، دروازں پر کمبل کا پردہ پڑا رہتا تھا باقی چار مکان کچی اینٹوں کے تھے جن کی چھت پر کھجور کی شاخوں کی کھگل کی ہوئی تھی ان میں سے ہر ایک کیساتھ ایک ایک حجرہ کھجور

Marfat.com

کی شاخوں کا تھا جسکے دروازے پر کمبل پڑا رہتا تھا۔ حجرے کے دروازے سے اندرونی کمرہ کے دروازے تک چھ یا سات ہاتھ کا فاصلہ تھا اور اندرونی کمرہ دس ہاتھ کا تھا اور ارتفاع سات آٹھ ہاتھ کے درمیان تھا، ان مکانات کی چھت کو ہاتھ سے چھولیا جاسکتا تھا۔

یہ مکانات جانب غربی کے سوا مسجد کے اردگرد تھے ان کے دروازے مسجد ہی کی طرف تھے اور مسجد سے اس قدر متصل تھے کہ حضور ﷺ حالت اعتکاف میں مسجد سے سر مبارک نکال دیتے اور ازواج مطہرات گھر ہی بیٹھی آپ کا سر مبارک دھو دیا کرتی تھیں۔

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا دولت خانہ جانب مشرق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ سے متصل اس جگہ تھا جہاں اب آپکی قبر مبارک کی صورت بنی ہوئی ہے۔

جب حضور ﷺ سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں دوگانہ ادا فرماتے بعد ازاں حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لیجاتے اور ان کا حال دریافت فرماتے پھر ازواج کے گھروں میں جاتے (اور جب سفر کو تشریف لے جاتے اور آخر میں فاطمۃ الزہرا سے مل کر جاتے۔

(سیرت رسول عربی از توکلی صفحہ ۹۳ تا ۹۷)

یارب صل و سلم دائما ابدا
علی حبیبك خیرا الخلق کلھم

Marfat.com

ہجرت مدینہ سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی میں نبوت کے بارہویں سال رجب کی ستائیس (۲۷) رات کو آپ کے عظیم معجزات میں سے عظیم ترین معجزہ واقعہ معراج رونما ہوا۔ جو مختصراً درج ذیل ہے۔

واقعہ معراج

جِبْرِیْلُ اَتٰی لَیْلَۃَ اَسْرٰی وَالرَّبُّ دَعٰی لِحَضْرَتِہٖ

ترجمہ: جبریل علیہ السلام آئے معراج کی رات آپ کے پاس اور اللہ تعالیٰ نے بلایا آپ کو اپنے پاس۔ (حسان رضی اللہ عنہ)

واقعہ معراج سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عظیم معجزات میں سے عظیم ترین معجزہ ہے کہ رات کے کچھ حصہ میں جبرائیل علیہ السلام کے ہمراہ ستر ہزار فرشتوں کے جلو میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جانا وہاں ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش پیغمبروں (علیہم السلام) کی امامت فرمانا جیسے فرمایا: سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ (بنی اسرائیل) ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندے (محمد) کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں تاکہ ہم انہیں اپنی عظیم نشانیاں دکھلائیں بے شک وہ سنتا' دیکھتا ہے۔

بعدہٗ ساتوں آسمانوں کی سیر' جنت دوزخ' عرش و کرسی کا ملاحظہ فرمانا اور سدرۃ المنتہیٰ پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کا آگے جانے کو یوں معذرت فرمانا

اگر یک سر موئے برتر پرم فروغِ تجلی بسوزد پرم

یارسول اللہ! یہ میرا آخری مقام ہے اگر یہاں سے ایک بال برابر آگے پرواز

Marfat.com

کروں تو تجلی باری تعالیٰ سے میرے نوری پر جل جائیں۔ حبیب خدا کی سیرگاہ یہاں پر ہی ختم نہیں ہو جاتی' بلکہ اس سے آگے ان کے محبّ جل جلالہ نے اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لامکان کی سیر کرائی جس کا تصور انسانی عقل میں آنا محال ہے پس ایمان لانا ضروری ہے۔

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سر عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جن کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک اس لامکاں کی تنہائی میں شوقِ دیدار سے بڑھتے چلے گئے حتیٰ کہ غیب سے آواز آئی قِفْ یَا محمد فَاِنَّ رَبَّکَ یُصَلِّیْ - اے محمد ٹھہریئے تیرا رب تیرے استقبال کے لئے درودوں کے ہار پیش کر رہا ہے۔''

جب یہ استقبالیہ تقریب سعید ختم ہوئی تو فرمانِ خداوندی ہوا: اُدْنُ یَا مُحَمَّدُ - اُدْنُ یَا اَحمد - اُدْنُ یَا خَیْرُ الْبَرِیَّہ۔ آگے آیئے یا محمدؐ اور آگے آیئے یا احمدؐ میرے قرب خاص میں قدم رنجہ فرمایئے اے تمام مخلوق سے بہتر میرے پیارے محبوب۔

(مدارج النبوت ص ۳۰۵ جلد اول)

آگے سورۃ نجم میں یوں بیان ہوا ہے۔ ثُمَّ دَنٰی (آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے) فَتَدَلّٰی (پھر وہ جلوہ بھی اپنی شان کے مطابق قریب ہوا) فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (حتیٰ کہ اس جلوے اور محبوب کے درمیان دو ہاتھ کا فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم)

وَبِتَّ تَرْقٰی اِلٰی اَنْ نِلْتَ مَنْزِلَۃً
مِنْ قَابَ قَوْسَیْنِ لَمْ تدرک ولم تُرَامٖ

ترجمہ: رات ہی رات میں اوپر کی طرف پرواز کرتے چلے گئے یہاں تک کہ قاب قوسین کا بلند مقام پالیا۔ جہاں آج تک نہ کوئی پہنچا اور نہ کوئی پہنچے گا۔

یہاں پر ہی بس نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اپنے دیدارِ خاص سے

Marfat.com

بھی نوازا اور اپنی عجیب و غریب نشانیاں بھی دکھلائیں: لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى جو ہماری عقل و فکر سے بالاتر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دیکھا دِل نے اُسے جھٹلایا نہیں۔ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى - دورانِ دیدار آپ کی آنکھ نہ جھپکی اور نہ ہی حد سے بڑھی۔ مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى (اب منکرین واقعہ معراج سے پوچھیے) اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى کیا تم ان کے دیکھے میں جھگڑا کرتے ہو۔

اس کے علاوہ محبوب و محبّ میں بہت سی اسرار و رموز کی باتیں بھی ہوئیں فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى (وحی فرمائی اپنے خاص بندے کو جو وحی فرمائی)

میان طالب و مطلوب رمزیست
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

یہ سب کچھ رات کے کچھ حصہ میں ہوا جب آپ واپس گھر تشریف لائے تو

زنجیر بھی ہلتی رہی بستر بھی رہا گرم
اک آن میں پرے عرش گئے اور آئے محمد ﷺ

(صحاح ستہ)

طفیل بن عمرو دوسی کا ایمان لانے کا واقعہ بھی پڑھنے والوں کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگا۔

طفیل بن عمرو دوسی

وہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں شاعر تھا اپنی قوم میں سردار مانا جاتا تھا۔ میں مکہ شریف میں آیا اور بعض قریشی لوگوں سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا اے طفیل! تم ایک شاعر آدمی ہو اپنی قوم میں سردار ہو۔ اور لوگ تمہاری بات مانتے ہیں اور ہمیں ڈر ہے کہ اگر اس شخص کی تم سے ملاقات ہوگئی تو اس کی گفتگو تم پر اثر کر جائے گی۔ کیونکہ اس کی باتیں مثل جادو کے ہیں پس اس سے بچے رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ تم پر اور تمہاری قوم پر وہ (آفت) آجائے جو ہم پر آگئی ہے۔ وہ آدمی میں اور اس کے بیٹے میں

Marfat.com

اور اس کی بیوی میں اور اس کے باپ میں تفریق کرا دیتا ہے۔ ہم تو اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے ہیں اور جب وہ تلاوت کرتے ہیں تو ہم شور مچا دیتے ہیں۔ تاکہ اس کا کلام کوئی سن نہ پائے۔ تم بھی اس کا کلام نہ سننا۔ اُن کے اس فعل کو قرآن نے بھی نقل کیا ہے۔ ''کہ جب قرآن پڑھا جائے تو غوغا کرنا شائد اس طرح ہم غلبہ پائیں۔'' (حضرت طفیل کہتے ہیں) کہ وہ مجھ کو اس قسم کی باتیں سناتے رہے اور مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سننے سے منع کرتے رہے حتیٰ کہ میں نے (دل میں) کہا کہ مسجد حرام میں نہ جاؤں گا مگر درآں حال کہ اپنے کانوں کو بند کرلوں۔ پس میں نے اپنے کانوں میں خوب اچھی طرح سے روئی ٹھونس لی اور مسجد میں چلا گیا تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں کھڑے تلاوت فرما رہے ہیں۔ میں بھی آپ کے قریب ہی کھڑا ہو گیا۔ خدا کو یہی منظور تھا کہ باوجود میری اس قدر احتیاط کے مجھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کچھ نہ کچھ سنائی دے ہی گئی۔ میں نے اپنے جی میں کہا مضبوط آدمی ہوں۔ شاعر ہوں مجھ پر کلام کی خوبی اور قباحت مخفی نہیں۔ میں تو آپ کا کلام ضرور سنوں گا اگر آپ کی بات بھلی لگی تو اسے قبول کرلوں گا اور اگر اس کے سوا کسی اور طرح کی ہوئی تو اس سے الگ رہوں گا۔

پس میں نے کانوں سے روئی نکال ڈالی اور غور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت سننے لگا۔ میں نے اس کلام سے بڑھ کر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے کوئی عمدہ کلام کبھی نہیں سنا تھا۔ میں نے اپنے جی میں کہا سبحان اللہ! پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منتظر رہا کہ کب فارغ ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ فارغ ہو کر جب گھر لوٹے تو میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہولیا اور آپ کے دولت خانہ میں گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی قوم میرے پاس آئی اور انہوں نے مجھے ایسا ایسا کہا میں نے آپ سے وہ سب باتیں جو قریشیوں نے کہی تھیں ذکر کیں تیں خدا کو یہی منظور تھا کہ مجھے آپ کا کلام سنائے اور

Marfat.com

میرے جی میں ڈالے۔ میں نے سنا اور وہ حق ہے بس آپ مجھے اپنا دین میرے سامنے بیان کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کن باتوں کا حکم کرتے ہیں اور کن باتوں سے منع کرتے ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے اسلام بیان کیا اور میں مسلمان ہو گیا۔ (سیرت المصطفیٰ ص ۳۴۰ جلد دوم بحوالہ سیرت ابن ہشام، اصابہ)

Marfat.com

تمہید

نحمدہ ونصلی ونسلم علٰی رسولہ الکریم - اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وَالَّذِیۡنَ ھَاجَرُوۡ فِی اللّٰہِ مِنۡ بَعۡدِ مَا ظُلِمُوۡا لَنُبَوِّئَنَّھُمۡ فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَلَاَجۡرُ الۡاٰخِرَۃِ اَکۡبَر لَوۡ کَانُوۡ یَعۡلَمُوۡن (النحل ۴۱)

ترجمہ : اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی بعد اس کے کہ اُن پر ظلم کیے گئے، ہم اُنہیں دنیا میں اچھا ٹھکانا دیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے اگر وہ جانیں۔

یہ آیت کریمہ ان مظلوم مکہ کے مسلمانوں کے لئے نازل ہوئی جنہیں اتنا ستایا گیا کہ وہ اپنا گھربار مال و منال رشتہ دار کاروبار چھوڑنے پر مجبور ہوگئے۔

جیسا کہ سب کو معلوم ہے مشرکین مکہ نے بعض مسلمانوں کو جلتی آگ پر لٹایا اور بعض کے سینے پر گرم پتھر رکھے گئے اور بعض کو گرم ریت پر لٹا کر مارا پیٹا گیا اور بعض کو بوری میں باندھ کر دھوئیں کی دھونی دی گئی۔ غرضیکہ دنیا کی کوئی ایسی ایذا نہ تھی جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو نہ دی گئی ہو۔

چنانچہ صحابہ کبار نے ان اذیتوں کا اظہار سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبر کرو تم لوگوں سے پہلی امتوں کو بھی سخت سے سخت تکلیفیں دی گئیں۔ کسی کے سر پر آرہ رکھ کر اُس کے دو ٹکڑے کر دیے گئے اور

Marfat.com

کسی کے جسم کو لوہے کی کنگھی سے نوچ کر اس کے گوشت کو حقارت سے پھینکا گیا اور کسی کو آگ میں پھینکا گیا اور کسی کو پہاڑ پر سے گرایا گیا اور کسی کو سمندر میں پھینکا گیا مگر انہوں نے بخوشی تمام مصائب و آلام قبول کئے مگر اپنے دین برحق کو نہیں چھوڑا۔ سورۃ البروج اس کی تصدیق کرتی ہے۔

نیز فرمایا کہ "تم میرے ساتھ محبت کا دعویٰ کرتے ہو۔ یاد رکھو! تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے ماں باپ' اولاد اور تمام دنیا سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔"

اور وہ آیت کریمہ یاد کرائی جس میں بتایا گیا ہے کہ "تم لوگ ایسے ہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے کہ تمہارا ابھی امتحان بھی نہیں ہوا۔" اس امتحان کے لئے وہ آیت کریمہ پڑھ کر سنائی جس کا ترجمہ یہ ہے۔ "اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے۔ اور خوشخبری سناؤ ان صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت۔ اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔" (سورۃ البقرہ آیت ۱۵۷)

چنانچہ صحابہ کبار کو ان تمام آزمائشوں سے گزارا گیا اور وہ کامیاب رہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ہجرت مدینہ کا حکم دیا اور وہاں انہیں اچھا ٹھکانا دیا گیا اور آخرت کے اجر عظیم کا وعدہ فرمایا گیا۔

قارئین کرام! جیسا کہ آپ کو معلوم ہی ہے کہ مدینہ منورہ میں عقد مواخات ہوا۔ مہاجر اور انصار کو رشتہء اخوت میں باندھ دیا گیا جو منافقین مدینہ اور یہود کو کانٹے کی طرح کھٹکنے لگا اور انہوں نے مشرکین مکہ سے اتحاد کر کے مدینے کے مسلمانوں پر جنگوں کا نہ ختم ہونے کا سلسلہ شروع کر دیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دمِ آخر تک رہا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے جہاد کا نام دیا اور صحابہ کبار کو ترغیب ان الفاظ میں دی۔

Marfat.com

ترجمہ: ''اے میرے محبوب اپنے غلاموں سے فرما دو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمام کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ تجارت جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسندیدہ مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں لڑنے سے زیادہ محبوب ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔'' (سورۃ التوبہ آیت ۲۴)

چنانچہ صحابہ کبار نے اللہ اور اس کے رسول کو اور جہاد کو متذکرہ بالا چیزوں سے زیادہ محبوب جانا اور اپنے آپ کو اس آیت کریمہ کی مکمل تفسیر کے طور پر پیش کیا۔ بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ یہ لوگ اس آیت کریمہ کی چلتی پھرتی تفسیر تھے۔ اور جو انعامات ان مجاہدین کے لئے اللہ تعالیٰ نے تیار کر رکھے ہیں ان ثمرات کا ذکر یوں فرمایا: اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِیْهَا نَعِیْمٌ مُّقِیْمٌ ۝ (توبہ 21)

ترجمہ: وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں لڑے اللہ کے یہاں ان کا درجہ بڑا ہے اور وہی مراد کو پہنچے۔ ان کا رب انہیں خوشخبری سناتا ہے اپنی رحمت اور اپنی رضا کی اور ان باغوں کی جن میں انہیں دائمی نعمت ہے۔''

تو آئے ان مقدس ہستیوں کی زندگیوں پر نظر ڈالیں اور اپنے ایمان کو تازہ کریں۔

Marfat.com

عقد مواخات

(پہلی ہجری کے واقعات)

فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا وَّكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِنْهَا۔

(ترجمہ) تم سب بھائی بھائی بن گئے تم لوگ تو آگ کے ایک گڑھے کے کنارے پر تھے جس سے خدا نے تمہیں نجات اور خلاصی عنایت کی۔

مہاجرین اپنے وطن سے اہل و عیال اور بھائی بندوں کو چھوڑ کر بے سروسامان چھپ کر نکلے تھے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد جامع کی تعمیر کے بعد مہاجرین و انصار میں رشتہ اخوت قائم کیا تا کہ مہاجرین غربت کی وحشت اور اہل و عیال کی مفارقت محسوس نہ کریں اور ایک دوسرے سے مدد ملے۔ مہاجرین کی تعداد پینتالیس یا پچاس تھی۔ آپ ہر دو فریق میں سے دو دو کو بلا کر فرماتے گئے کہ یہ اور تم بھائی بھائی ہو۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ واقعی بھائی بن گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف قریشی رمزی مہاجر اور حضرت سعد بن ربیع انصاری خزرجی میں رشتہ برادری قائم کر دیا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ انصار میں میرے پاس سب سے زیادہ مال ہے۔ میں اپنا آدھا مال آپ کو بانٹ دیتا ہوں اور میری دو بیویاں ہیں ان میں سے ایک کو جو آپ پسند فرمائیں۔ میں طلاق دیتا ہوں۔ عدت گزرنے پر آپ اس سے نکاح کرلیں۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کے اہل اور مال آپ کو مبارک ہو۔ کیا یہاں کوئی بازار تجارت ہے؟ انہوں نے بنو قینقاع کے بازاروں کا راستہ بتایا۔

Marfat.com

حضرت عبدالرحمٰن شام کو نفع کا پنیر اور مکھن ساتھ لاتے۔ اسی طرح ہر روز بازار چلے جاتے اور تجارت کے تھوڑے عرصے میں وہ مالدار ہوگئے۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ان کے بدن سے خوشبو آ رہی تھی۔ پوچھنے پر عرض کیا کہ میں نے انصار کی ایک عورت سے شادی کر لی ہے۔ پانچ درہم مہر سونا پر اور ولیمہ میں ایک بکری۔ (سیرت رسول عربی از علامہ نور بخش توکلی ناشر حامد اینڈ کمپنی اردو بازار لاہور بحوالہ بخاری کتاب المناقب باب اخاء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بین المہاجرین و انصار)

اسی طرح حضرت ابوبکر کے دینی بھائی خارجہ بن زبیر انصاری بنے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دینی بھائی حضرت عتبان بن مالک انصاری' حضرت ابوعبیدہ ابن الجراح کا بھائی چارہ حضرت سعد بن معاذ انصاری' حضرت زبیر بن العوام کا سلامہ بن سلامہ سے' حضرت عثمان بن عفان کا ثابت بن المنذر انصار سے اور طلحہ بن عبیداللہ کا کعب بن مالک سے اور مصعب بن عمیر کا ابو ایوب انصاری سے عمار بن یاسر اور حذیفہ بن الیمان سے بھائی چارہ مستحکم ہوا رضی اللہ عنہم غرضیکہ ایک ایک مہاجر اور ایک ایک انصاری سے رشتہ اخوت قائم ہوگیا۔

بعض انصار نے تو یہاں تک اپنے مہاجر بھائیوں کی دل داری مدنظر رکھی کہ اگر دو بیویاں تھیں تو ایک کو طلاق دے کر مہاجر بھائی سے اس کا نکاح کردیا (تاریخ اسلام حصہ اول صفحہ 150 مصنفہ مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی ناشر نفیس اکیڈمی کراچی)

روضۃ الاحباب میں شیخ ابن حجر (فتح الباری میں ابن عبدالبر سے) منقول ہے کہ جب حضرت ابوبکر و عمر اور حضرت طلحہ و زبیر اور حضرت عثمان بن عفان و عبدالرحمان بن عوف کے درمیان عقد مواخات باندھا گیا تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے صحابہ کے درمیان تو برادری کا رشتہ باندھ دیا اور مجھے تنہا چھوڑ دیا۔ میرا بھائی کون ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تمہارا بھائی میں ہوں اور فرمایا انت اخی فی الدنیا و الاخرۃ تم میرے دنیا اور آخرت میں بھائی ہو۔

Marfat.com

(مدارج النبوت جلد دوم ص ۱۲۱ مولفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

میثاقِ مدینہ

مدینہ منورہ میں مختلف نسلوں کے لوگ آباد تھے۔ ان کے مذاہب بھی الگ الگ تھے۔ یہودیوں کے متعدد قبیلے خصوصاً بہت طاقتور تھے اور اپنے جداگانہ قلعوں میں رہا کرتے تھے۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے پہنچ کر ہجرت کے پہلے ہی سال یہ مناسب خیال فرمایا کہ جملہ اقوام سے ایک معاہدہ بین الاقوامی اصول پر کرلیا جائے تاکہ نسل اور مذہب کے اختلاف میں بھی قومیت کی وحدت قائم رہے اور سب کو تمدن و تہذیب میں ایک دوسرے سے مدد و اعانت ملتی رہے۔

اس معاہدہ کے جستہ جستہ فقرات درج ذیل ہیں۔

۱- یہ تحریر ہے محمد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے مسلمانوں کے درمیان جو قریش یا یثرب کے باشندے ہیں اور ان لوگوں کے ساتھ جو مسلمانوں کے ساتھ ملے ہوئے اور کاروبار میں ان کے ساتھ شامل ہیں۔

۲- کہ یہ سب لوگ ایک ہی قوم سمجھے جائیں گے۔

۳- بنی عوف کے یہودی مسلمانوں کے ساتھ ایک قوم ہیں۔

۴- اور جو کوئی اس معاہدہ کرنے والی قوموں کے ساتھ جنگ کرے گا تو اس کے خلاف سب کے سب مل کر کام کریں گے۔ مسلمان ان کی نصرت کریں گے۔

۵- معاہدہ اقوام کے باہمی تعلقات خیرخواہی- خیراندیشی اور فائدہ رسانی کے ہوں گے ضرر اور گناہ نہ ہوں گے۔

۶- جنگ کے دنوں میں یہودی مسلمانوں کے ساتھ مصارف میں شامل رہیں گے۔

۷- یہودیوں کی دوست دار قوموں کے حقوق یہودیوں کے برابر سمجھے جائیں گے۔

۸- کوئی شخص اپنے معاہدہ کے ساتھ مخالفانہ کارروائی نہ کرے گا۔

Marfat.com

۹- مظلوم کی مدد و نصرت کی جائے گی۔

۱۰- مدینے کے اندر کشت و خون کرنا اس معاہدہ کرنے والی سب قوموں پر حرام ہوگا۔

۱۱- زنہاری بھی معاہدہ قوموں جیسے سمجھے جائیں گے (وان الجار کالنفس غیر مضار ولا اثم)

۱۲- اس معاہدہ کی قوموں کے اندر اگر کوئی ایسی نئی بات یا جھگڑا پیدا ہوجائے جس میں فساد کا خوف ہوتو اس کا فیصلہ خدا اور اس کے رسول محمد علیہ السلام کے متعلق سمجھا جائے گا۔

اس معاہدہ پر مدینے کی تمام آباد قوموں کے دستخط ہوگئے۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ گردونواح کے قبیلوں کو بھی اس معاہدہ میں شامل کرلیا جائے۔ اس سے دو فائدے حاصل ہوں گے۔

۱- جو خانہ جنگی قبائل کے درمیان ہمیشہ جاری رہتی ہے اور خلق خدا کے خون سے خدا کی زمین کو رنگین کرتی رہتی ہے اس کا انسداد ہوجائے۔

۲- قریش مکہ ان لوگوں کو جن سے معاہدہ ہوجائے گا' مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ نہ کرسکیں گے۔

چنانچہ حضور علیہ السلام نے ودان (جو مکہ اور مدینہ کے درمیان) سفر فرمایا اور قبیلہ بنی حمزہ بن بکر بنی عبدمناف کو اس معاہدہ میں شریک کرلیا۔ اس عہدنامہ پر عمرو بن مخشی الضمری نے دستخط کئے۔ (زادالمعاد ۳۳۴ جلد اول)

ماہ ربیع الاول ۲ھ میں آپ رضوی کی طرف گئے اور کوہ لواط کے لوگوں کو شریک معاہدہ کیا۔ ماہ جمادی الآخر میں ذی العشیرہ تشریف لے گئے۔ یہ قیام ینبوع اور مدینے کے درمیان ہے اور بنو مدلج سے معاہدہ ہوا۔ یہ معاہدہ کفار مکہ کو سخت تکلیف دہ ثابت ہوا۔ انہوں نے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول اور اس کے

Marfat.com

رفقاء کو جو اوس و خزراج میں ہنوز بت پرست تھے۔ لکھ بھیجا ’تم نے ہمارے شخص کو اپنے ہاں ٹھہرا لیا ہے۔ اب لازم ہے کہ تم اس سے لڑو یا وہاں سے نکال دو ورنہ ہم تم پر حملہ کر کے تمہارے جوانوں کو قتل اور تمہاری عورتوں پر قبضہ کریں گے۔‘‘ اس خط کے آنے پر رئیس المنافقین اور اس کے رفقاء نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کا ارادہ کرلیا۔ (کتاب رحمتہ للعالمین ص ۱۰۰ جلد اول قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری ناشر غلام علی اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور بحوالہ سیرت ابن ہشام صفحہ ۱۷۸ جلد اول)

رئیس المنافقین

مدینہ منورہ میں ایک شخص عبداللہ بن ابی بن سلول بہت عقلمند، تجربہ کار، ہوشیار چالاک سیاستدان شخص تھا۔ اوس اور خزرج کے تمام قبائل پر اس کا اثر تھا۔ لوگ اس کی سرداری کو تسلیم کرتے تھے۔ مدینہ والے ارادہ کر رہے تھے کہ عبداللہ بن ابی کو تمام مدینہ کا بادشاہ بنالیں اور ایک عظیم الشان جلسہ ترتیب دیکر اس میں باقاعدہ عبداللہ بن ابی کی سرداری کا اعلان کردیں۔ یہاں تک کہ عبداللہ بن ابی کیلئے ایک (سونے کا) تاج بھی بنوالیا گیا تھا۔

اسی دوران مدینہ کے اندر اسلام اور بانی اسلام داخل ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف لانے پر مسلمان سب سے بڑی طاقت سمجھے جانے لگے اور بالآخر مسلمانوں کی فوقیت و سرداری کو مذکورہ عہدنامہ پر دستخط کرکے سب نے تسلیم کرلیا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ عبداللہ بن ابی بن سلول کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا اور اس کی بادشاہت اور سرداری خاک میں مل گئی۔ چونکہ وہ بڑا چالاک و ہوشیار آدمی تھا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اگرچہ اپنا رقیب اور دشمن سمجھتا تھا لیکن اس دشمنی کے اظہار کو غیر مفید سمجھ کر اپنے دل میں چھپائے ہوئے تھا۔ اوس اور خزرج کے بت پرست قبائل اس کے زیر اثر تھے۔

قریش مکہ کو جب معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے رفقاء

Marfat.com

مدینہ پہنچ کر اطمینان کی زندگی بسر کرنے لگے اور مذہب اسلام کا دائرہ روز بروز وسیع ہو رہا ہے تو انہوں نے سب سے پہلی شرارت اور شیطانی سازش یہ کی کہ عبداللہ بن ابی اور مشرکین مدینہ کے پاس ایک تہدید آمیز پیغام بھیجا کہ تم نے ہمارے آدمی کو ہماری مرضی کے خلاف اپنے ہاں ٹھہرا لیا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ تم اس سے لڑو اور اپنے شہر سے نکال دو ورنہ ہم پورے سازوسامان کے ساتھ مدینہ پر حملہ کریں گے۔ تمہارے جوانوں کو قتل کردیں گے اور تمہاری عورتوں پر متصرف ہو جائیں گے۔

اس پیغام کے پہنچنے پر عبداللہ بن ابی نے تمام مشرکوں کو جمع کیا اور مکہ والوں کے اس پیغام سے مطلع کر کے سب کو لڑائی پر آمادہ کرلیا۔ اتفاقاً آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس سازش کا حال معلوم ہوگیا آپ فوراً اس مجمع میں تشریف لے گئے اور لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ قریش مکہ نے تم کو دھوکہ دینا چاہا ہے۔ بہتر ہے تم ان کو صاف جواب دے دو اور اپنے عہدو اقرار پر قائم رہو اگر قریش نے مدینہ پر حملہ کیا تو ہم کو ان کا مقابلہ کرنا اور ان سے لڑنا بہت آسان ہوگا کیونکہ ہم سب متفقہ طور پر ان کے سامنے آئیں گے لیکن اگر تم مسلمانوں سے لڑے تو اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے بیٹوں' بھائیوں اور رشتہ دار مسلمانوں کو قتل کرو گے۔ اس طرح تم برباد ہو جاؤ گے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر تمام مجمع نے تائید کی اور اسی وقت تمام مجمع منتشر ہوگیا۔ جبکہ عبداللہ بن ابی دیکھتا ہی دیکھتا رہ گیا۔ (تاریخ اسلام ۱۵۱-۱۰۳ حصہ اول مصنفہ مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی ناشر نفیس اکیڈمی کراچی)

اسی ہجرت کے پہلے سال مسجد میں نمازیوں کے بلانے اور مجتمع کرنے کیلئے اذان شروع ہوئی۔ اسی سال یہود کے زبردست عالم عبداللہ بن سلام مسلمان ہوئے اور اسی سال حضرت سلمان فارسی جو اول مجوسی تھے پھر عیسائی مذہب قبول کیا اور یہود ونصاریٰ کی کتابیں پڑھ کر نبی آخرالزمان کی آمد کے منتظر تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اسی سال زکوٰۃ فرض

Marfat.com

ہوئی۔ پہلی ہجری کے واقعات میں ذیل کے واقعات خاص اہمیت کے حامل ہیں۔

ابوذر غفاری

حضرت ابوذر قبیلہ بنی غفار سے تعلق رکھتے تھے اور مدینہ کے نواحی علاقے میں رہتے تھے۔ مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر سوید بن صامت اور ایاس بن معاذ کے ذریعہ اُڑتی ہوئی حضرت ابوذر کے کانوں تک پہنچی تو انہوں نے اپنے بھائی انیس کو جو شاعر بھی تھے تحقیق حال کے لئے مکہ روانہ کیا۔ انیس نے مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور مدینہ واپس جا کر حضرت ابوذر سے ذکر کیا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا شخص پایا جو نیکی کی ترغیب اور بدی سے بچنے کا حکم دیتا ہے۔ حضرت ابوذر کی اس بات سے کچھ تسلی نہ ہوئی۔ مدینہ سے پیدل چل کر مکہ پہنچے۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں باریاب ہوتے ہی اسلام قبول کیا اور اُسی وقت خانہ کعبہ میں آ کر قریش کے مجمع میں بلند آواز سے کلمہ توحید پڑھا۔ اور قرآن پاک کی جو آیات یاد کرلی تھیں پڑھیں۔ قریش نے کہا اِس بے دین کو مارو۔ چنانچہ چاروں طرف سے لوگ پل پڑے اور مارتے مارتے بے ہوش کر دیا۔ جان سے مار ڈالنے پر آمادہ تھے کہ اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو ابھی تک کفار ہی میں شامل تھے' آ پہنچے۔ انہوں نے دیکھ کر کہا کہ یہ قبیلہ غفار کا آدمی ہے جہاں سے تم تجارت کے لئے کھجوریں لایا کرتے ہو اور شام سے تجارت کے لئے مدینہ کے رستے جاتے ہو اگر تم نے انہیں کوئی تکلیف پہنچائی تو تمہارا راستہ بند کر دیا جائے گا۔ یہ سن کر ہٹ گئے یہ ہوش میں آ کر اُٹھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے اور اگلے روز پھر ابوذر نے حرم میں جا کر بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھا تو قریش نے پھر زدوکوب کیا۔ حضور نے فرمایا : ابوذر تم اپنے ہاں واپس جا کر اشاعت تبلیغ کرو۔ (تاریخ اسلام ص ۱۲۸' حصہ اول اکبر شاہ نجیب آبادی)

Marfat.com

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

اصل میں مجوسیان فارس سے تھے جو ابلق گھوڑوں کی پرستش کرتے تھے اور ان کی عمر بہت ہوتی اور دین مجوسی کو چھوڑ کر دین نصاریٰ اختیار کی اور علماء یہود و نصاریٰ کی زبانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کے مدینہ میں ہجرت کر کے آنے کو سن کر مدینہ میں ہی آ رہے پہلے کئی جگہ بکے تھے۔ ان دنوں ایک یہودی کے غلام تھے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور علامات نبوت دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا اپنی آزادی کی فکر کرو۔ انہوں نے یہ بات اپنے مالک سے کی تو اس نے چالیس اوقیہ سونا پر مکاتب کر دیا اور یہ شرط بھی لگائی کہ تین سو درخت چوہارے کے لگائیں اور جب وہ بارآور ہوں تب آزاد ہوں۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مالک کو کہیں کہ جس قسم کے چھوہارے درکار ہیں اُن درختوں کی 300 ٹہنیاں لا کر دیں۔ چنانچہ وہ پیش کی گئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے چھوہارے کے درخت لگا دیئے جو سب اسی سال بارآور ہو گئے اور ایک بیضہ کے برابر غنیمت میں جو سونا آیا تھا۔ آپ نے سلمان کو دیا کہ اسے دے کر آزاد ہو جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس اوقیہ سونا چاہئے۔ یہ کیا کفایت کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک اس پر پھیری اور دعائے برکت کی۔ سلمان کہتے ہیں کہ میں نے جو تولا تو چالیس اوقیہ (سوا سیر) تھا نہ کم نہ زیادہ جسے ادا کر کے آزاد ہو گئے۔ اس کے بعد آپ ؑ کی تاحیات خدمت میں ہی رہے۔

(نشر الطیب ص ۱۱۲ مولوی اشرف علی تھانوی بحوالہ تواریخ حبیب الہ)

مدارج النبوت صفحہ ۱۲ جلد اول پر مزید لکھا ہے کہ سلمان نے کھجوریں بطور ہدیہ بارگاہِ رسالت میں پیش کیں جس پر یہ فرمایا اپنے ہاتھ بڑھاؤ اور کھاؤ اس وقت حضرت

Marfat.com

سلمان کی نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک میں مہر نبوت پر پڑی۔ وہ اس نشانی کو پہچانتے ہی مسلمان ہو گئے۔ ان کی عمر ایک قول کے مطابق تین سو پچاس سال بتائی ہے۔ غزوۂ خندق کا مشورہ آپ ہی نے دیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان منا من اھل البیت اور یہ ان شخصوں میں ہیں جن کی مشتاق جنت ہے وہ خود کو فرمایا کرتے انا سلمان بن الاسلام ۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ۳۵ ہجری میں وفات پائی۔

عبداللہ بن سلام

پہلی ہجری کے واقعات میں سے حضرت عبداللہ بن سلام کا اسلام لانا ہے کیونکہ وہ احبارِ یہود اور حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ خود فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک کی حاضری میں سبقت کرنے لگے تو میں بھی ان کی ہمراہی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں باریابی سے مشرف ہوا جب میری پہلی نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے انور پر پڑی تو میں نے جان لیا کہ یہ جھوٹوں کا چہرہ نہیں ہے پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اِفْشُو السَّلَامَ اے لوگو! اسلام پھیلاؤ اور اپنے بیگانے کو سلام کرو پھر فرمایا: اِطْعِمُوا الطَّعَامَ کھانا کھلاؤ۔ پھر فرمایا: وَصَلُّوْا بِاللَّیلِ وَالنَّاسُ نِیَامَ رات میں نمازیں پڑھو جب لوگ سو رہے ہوں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ میں تشریف آوری کا پہلا واعظ تھا۔ پھر میں گھر لوٹ گیا۔ دوسری مرتبہ خلوت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سوال کئے۔ ۱ - علاماتِ قیامت میں سے کیا واقع ہوگا؟ ۲ - جنت میں مسلمانوں کو حق تعالیٰ پہلا کھانا کیا کھلائے گا۔ ۳ - کہ اس کی وجہ کیا ہے کہ نسل انسانی میں کوئی بچہ باپ کی شکل میں ہوتا ہے اور کوئی ماں کی صورت میں۔

تو حضور پر وحی نازل ہوئی فرمایا: قیامت کی سب سے پہلی نشانی مشرق کی

Marfat.com

جانب سے آگ نمودار ہو گی۔ جو لوگوں کو مغرب کی طرف اس طرح ہنکال کر لے جائے گی جس طرح چرواہا بکریوں کو ہنکالتا ہے اور فرمایا: جنتیوں کے لئے سب سے پہلا کھانا مچھلی کی کلیجی ہو گی یہ نہایت لذیذ اور مرغوب ہو گی۔ اور فرمایا: ماں باپ میں سے جس کا نطفہ رحم مادر میں پہلے یا زیادہ پڑے گا اسی کے مشابہ بچہ پیدا ہو گا۔

حضرت عبداللہ نے جب اپنے سوالوں کے جواب سنے تو بلند آواز سے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اس کے بعد عبداللہ بن سلام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں یہود میں سب سے زیادہ عالم اور سب سے زیادہ عالم کا فرزند ہوں جب یہود سنیں گے کہ میں ایمان لے آیا ہوں تو مجھ پر بہتان باندھیں گے۔ چنانچہ میں چاہتا ہوں کہ ان پر میرا ایمان لانا ظاہر ہو آپ ان کا امتحان لیجئے اور میرے بارے میں ان سے پوچھئے کہ وہ کیا کہتے ہیں۔

چنانچہ حضور اکرم نے حضرت عبداللہ بن سلام کو پوشیدہ مقام پر بٹھا دیا اور یہودیوں کو طلب کیا اور انہیں اسلام کی دعوت دی جنہیں ٹھکرا دیا گیا۔ پھر فرمایا کہ عبداللہ بن سلام تمہارے درمیان کیسے ہیں؟ کہنے لگے ہمارے سردار۔ سب سے زیادہ عالم، ہمارے پیشوا۔ ہم میں بہترین، ہم میں دانا ترین حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا خیال ہے اگر وہ مسلمان ہو جائیں۔ کہنے لگے حق تعالیٰ انہیں محفوظ رکھے کہ وہ اسلام لائیں۔ یہ بات حضور نے بار بار دہرائی اور وہ یہی جواب دیتے رہے اس کے بعد فرمایا ''اے ابن سلام باہر آؤ'' جو کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے باہر نکل آئے اور فرمانے لگے اے گروہِ یہود! خدا سے ڈرو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ کیونکہ تم یقینی طور پر جانتے ہو کہ وہ اللہ کے رسول ہیں وہ کہنے لگے تم جھوٹ بولتے ہو اور اسلام کے بارے میں کہنے لگے۔'' یہ ہم میں بدترین کے فرزند۔ جاہل ترین جاہل ترین کے فرزند۔ حالانکہ اسی نشست میں تھوڑی دیر پہلے کہہ رہے تھے سیدنا اسلام یہ ہے دشمنی اور عناد کی حد چنانچہ اہل یہود آج تک اسلام کے سخت ترین دشمن ہیں۔

(مدارج النبوت ص ۱۱۲ تا ۱۱۳ جلد دوم)

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن سلام سے جب پوچھا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے کیسے پہچانا؟ تو عرض کیا کہ ہم اُنہیں اپنے بیٹوں سے بھی زیادہ پہچانتے ہیں کیونکہ تورات و انجیل میں اِن کی نشانیاں واضح بیان کی گئی ہیں جو اِن میں موجود ہیں۔ چنانچہ ان کے قول کو قرآن مجید میں یوں نقل کیا گیا ہے۔

اَلَّذِیْ اٰتَیْنٰھُمْ وَالْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَ ھُمْ وَالَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ (الانعام)

ترجمہ : جن کو ہم نے کتاب دی اس نبی کو پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ جنہوں ن اپنی جان نقصان میں ڈالی وہ ایمان نہیں لاتے۔

مسجد قبلتین

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْھِکَ فِی السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَةً تَرْضٰھَا ۠ فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَیْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ ٥ (البقرہ ۱۴۴)

ترجمہ : ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا (میرے محبوب) آسمان کی طرف منہ کرنا' تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اُس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری رضا ہے۔ ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔ اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں ہو۔ اپنا منہ اُسی کی طرف کرو اور وہ جنہیں کتاب ملی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ اِن کے کرتوتوں سے بے خبر نہیں۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

شانِ نزول : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب حضور صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت کی تو آپ کو بیت المقدس کی طرف نمازیں پڑھنے کا حکم کیا۔ لیکن آپ کی چاہت قبلہ ابراہیمی کی تھی ابھی آپ نے سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھائیں اور اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھاتے تھے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھا رہے تھے تو حکم ہوا کہ آپ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لو۔ چنانچہ آپ نے شمال کی طرف سے اپنا چہرہ جنوب کی طرح پھیر لیا اور تمام نمازیوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کی۔ آپ جس مسجد میں نماز ادا فرما رہے تھے۔ اب اُسے مسجد قبلتین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کا ایک محراب شمال کی طرف ہے اور دوسرا جنوب کی طرف۔ اہل قباں کو دوسرے دن تحویل قبلہ کی خبر ملی تو انہوں نے بھی بیت اللہ شریف منہ کر کے نماز ادا کی۔

ابن مردویہ میں بروایت نویلہ بنت مسلم موجود ہے کہ ہم مسجد بنو حارثہ میں ظہر و عصر کی نمازیں بیت المقدس کی طرف منہ کیے ہوئے ادا کر رہے تھے دو رکعت پڑھ چکے تھے کہ کسی نے آ کر قبلہ کے بدل جانے کی خبر دی۔ چنانچہ ہم نماز ہی میں بیت اللہ کی طرف متوجہ ہو گئے اور باقی نماز اسی طرف ادا کی۔ اس گھومنے سے مرد عورتوں کی جگہ اور عورتیں مردوں کی جگہ آ گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب یہ خبر پہنچی تو خوش ہو کر فرمایا یہ ہیں ایمان بالغیب رکھنے والے۔ عمارۃ بن اوس مروی ہے کہ رکوع کی حالت میں ہمیں اطلاع ملی اور ہم سب مرد عورت اور بچے اسی حالت میں اس قبلہ کی طرف گھوم گئے۔

ابونعیم میں بروایت براء مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سترہ مہینے تک تو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھائی لیکن آپ کو پسند یہ امر تھا کہ بیت اللہ کی طرف پڑھیں۔ چنانچہ حکم خدا سے آپ نے بیت اللہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز عصر ادا کی۔ پھر نمازیوں میں سے ایک شخص مسجد والوں کے پاس گیا وہ رکوع میں تھے۔ اس نے کہا میں حلفیہ گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت اللہ کی

Marfat.com

طرف منہ کر کے نماز ادا کی۔ وہ یہ سن کر جس حالت میں تھے اسی حالت میں بیت اللہ شریف کی طرف پھر گئے۔ (تفسیر ابن کثیر سورۃ البقرہ آیت ۱۴۴)

غزوات و سرایا

(ہجرت کا دوسرا سال)

محدثین و اہل سیر کے اصطلاح میں غزوہ وہ لشکر ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بذات اقدس شامل ہوں اور جس لشکر میں اپنے اصحاب میں سے کسی کو دشمن کے مقابلہ میں بھیج دیں تو وہ لشکر سریہ کہلاتا ہے۔ غزوات تعداد میں ستائیس ہیں جن میں نو میں قتال وقوع میں آیا اور وہ یہ ہیں۔ بدر۔ احد مریسیع - خندق- قریظہ- خیبر - فتح مکہ-حنین- طائف-

سرایا کی تعداد سینتالیس ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ اے محبوب! تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمام کنبہ اور تمہاری طائی کے مال اور وہ تجارت جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسندیدہ مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں لڑنے سے زیادہ محبوب ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

(سورۃ توبہ آیت ۲۴)

غزوۂ ابواء

یہ غزوہ پہلے سال ماہ صفر میں واقع ہوا۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں خلیفہ بنایا اور خود چند صحابہ کبار کے ساتھ اہل مکہ کے قریش کے قافلے کو تاخت کرنے کے قصد سے تشریف لے گئے۔ حامل لواء حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تھے جب حضور مقام ابوا پہنچے تو قبیلہ بنی ضمیرہ کا سردار مخشی بن عمر ضمیری صلح

Marfat.com

ساتھ پیش آیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلح پر راضی ہو گئے اور صلح نامہ لکھ دیا اور واپس لوٹے۔

سریہ دار ارقم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غزوہ سے واپسی میں مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے پہلے حضرت عبید بن الحارث بن عبدالمطلب کی سرکردگی میں ساٹھ مہاجرین کے ساتھ دارارقم کی جانب قریش مکہ کی اس جماعت کی سرکوبی کیلئے روانہ کی جو کسی مہم کیلئے مکہ سے نکلی تھی۔ اس کا سردار ابوسفیان بن حرب تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک سفید علم تیار کیا جسے مسطح بن اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب بن عبد مناف قریشی مطلبی نے اٹھایا۔ دونوں طرف سے تیراندازی ہوئی۔ سب سے پہلا تیر جو راہ خدا میں پھینکا گیا وہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا ہی تیر تھا۔ انہوں نے آٹھ تیر چلائے۔ ان کا کوئی تیر خطا نہ گیا۔ ان دونوں لشکروں کے درمیان تلوار کی جنگ نہ ہوئی اور کفار اس تصور سے کہ لشکر اسلام ان کی کمک کیلئے پیچھے آ رہا تھا ڈر کر راہ فرار اختیار کی۔

بعث حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

انہیں دنوں جبکہ حضرت عبید بن الحارث کو بھیجا گیا تھا۔ مدینہ میں خبر پہنچی کہ قریشی تاجروں کی ایک جماعت مکہ مکرمہ لوٹ رہی ہے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی سرکردگی میں اسی مہاجرین کا رسالہ قافلہ کی سرکوبی کیلئے روانہ فرمایا۔ ایک سفید علم تیار کیا گیا اور ابومرشد غنوی کو اس لشکر کا علمدار بنا کر روانہ کیا۔

حضرت حمزہ کا لشکر ساحل دریا کے قریب تک گیا وہاں لشکر کفار انہیں مل گیا جو تقریباً تین سو کفار تھے اور مسلمانوں کی تعداد تیس تھی۔ جانبین جنگ کے لئے تیار

Marfat.com

ہو گئے تھے مگر مجدی بن عمرو جہمی نے جو فریقین کا حلیف تھا دونوں کو جنگ سے باز رکھا۔ بالآخر ابوجہل لعین اور اس کا قافلہ مکہ چلا گیا اور حمزہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مدینہ منورہ لوٹ آئے۔

سریہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

اس کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک لشکر خرار کی طرف روانہ کیا جو جحفہ کے قریب ہے۔ یہ لشکر بیس مہاجرین پر مشتمل تھا جو ایک قافلہ کی سرکوبی کیلئے روانہ کیا تھا۔ حضرت مقداد بن الاسود اس کے علمدار تھے جب لشکر وہاں پہنچا تو ان سے ایک روز پہلے ہی کفار کا قافلہ وہاں سے گزر گیا تھا۔ مسلمانوں کا لشکر مدینہ منورہ واپس لوٹ آیا۔

غزوۂ بواط

دوسرے سال کے ربیع الاول کے مہینہ اور ہجرت کے تیرہویں مہینہ کے شروع میں یہ غزوہ پیش آیا۔ حضور علیہ السلام نے سفید علم حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا اور مدینہ منورہ میں حضرت سائب بن عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا اور سو اصحاب کو لیکر قریش کے اس قافلہ کی سرکوبی کیلئے روانہ ہوئے جس میں امیہ بن خلف تھا۔ روضۃ الاحباب میں ہے کہ اس کے ساتھ سو قریشی تھے اور اڑھائی ہزار اونٹ اس کے پاس تھے مگر دشمنان دین سے مڈبھیڑ نہ ہوسکی اور بواط پہنچ کر واپس تشریف لے آئے۔

غزوۂ عشیرہ

اس کے بعد غزوہ عشیرہ جمادی الآخر میں ہجرت کے سولہویں سال میں ہوا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو سو صحابہ کے ساتھ باہر تشریف لائے اور سفید علم حضرت

Marfat.com

حمزہ بن عبدالمطلب کے سپرد کیا اور ابوسلمہ بن عبدالاسد کو مدینہ منورہ کا عامل بنا کر اس قافلہ کی سرکوبی کیلئے روانہ ہوئے جس میں ابوسفیان ایک کثیر جماعت کے ساتھ تجارت کی غرض سے جارہا تھا اور مقام عشیرہ تک پہنچ چکا تھا۔ چند روز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جگہ قیام فرمایا جب متحقق ہوگیا کہ ابوسفیان کا قافلہ پہلے گزر چکا تھا تو بنی مدلج کنانہ کی جماعت سے صلح اور معاہدہ کرکے واپس تشریف لے آئے۔

غزوۂ بدر اولیٰ یا سفوان

اسی سال مدینہ منورہ کی چراگاہ سے کرز بن جابر فہری ان اونٹوں کو ہنکال کر لے گیا جن میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بھی اونٹ تھے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لواء حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا اور زید بن حارثہ کو مدینہ منورہ میں خلیفہ مقرر فرما کر خود ایک جماعت کے ساتھ اس وادی تک پہنچے جسے سفوان کہتے ہیں اور بدر کے نواح میں ہے لوگ اسی سبب سے اس کو غزوہ بدر اولیٰ کہتے ہیں جب حضور علیہ السلام وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ کرز یہاں سے گزر چکا ہے وہ ہاتھ نہیں آیا پھر یہ لشکر وہاں سے مدینہ منورہ لوٹ آیا۔

سریہ عبداللہ بن جحش

اسی سال سریہ عبداللہ بن جحش واقع ہوا۔ یہ حضور کی پھوپھی کے صاحبزادے اور سیدنا زینب بنت جحش ام المومنین کے بھائی ہیں۔ ان کو آٹھ افراد کے ساتھ یا بارہ اکابر صحابہ کے ساتھ روانہ فرمایا۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لکھا ہوا ایک خط حضرت عبداللہ بن جحش کو دیا اور فرمایا اسے دو روز تک نہ پڑھنا غرض دو دن کے بعد خط پڑھا گیا اور اس پر عمل کیا خط کا مضمون یہ تھا۔ ''اے عبداللہ خدائے عزاسمہ کے نام اور اس کی برکت سے

Marfat.com

اپنے ساتھیوں کو لے کر اس جگہ تک جاؤ جس کا نام بطن نخلہ ہے۔ وہاں قیام کرو اور قریش کے قافلہ کی گھات میں بیٹھ جاؤ اور تمہیں لازم ہے کہ کسی کو اپنے ساتھ جبراً نہ لے جانا جو جانا چاہے جائے اور جو نہ چاہے لوٹ آئے۔"

جب حضرت عبداللہ خط کے مضمون سے باخبر ہوئے تو فرمان نبوی کے بموجب بطن نخلہ کی جانب روانہ ہوگئے جب آپ بطن نخلہ پہنچے تو اس منزل میں قریشی قافلہ کی گھات میں بیٹھ گئے۔ اچانک قریش کا قافلہ طائف کی جانب سے مویز۔ منقیٰ۔ خشک چمڑا اور طائف کا دیگر سامان لئے ہوئے وہاں پہنچا۔ اس روز رجب کی پہلی تاریخ تھی مگر مسلمانوں کو یہ شبہ ہوا کہ یہ جمادی الاول کی آخری تاریخ ہے۔ انہوں نے جلدی کی کہ مبادا ماہ رجب آ جائے اور شہر حرام کی بے حرمتی لازم آئے۔ انہوں نے قافلہ والوں پر حملہ کردیا اور واقد بن تمیمی نے ایک تیر عمرو بن الحضرمی کے مارا جس سے وہ ہلاک ہوگیا اور حکم بن کیساں اور عثمان بن عبداللہ کو قید کرلیا گیا۔ باقی کفار بھاگ کھڑے ہوئے۔ اسی قافلے کا کل مال و متاع بطور غنیمت ہاتھ آیا۔

اسلام میں یہ سب سے پہلا مال غنیمت اور عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان پہلے قیدی تھے۔

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت اور قیدیوں کو بارگاہ رسالت میں پیش کردیا جو اپنے ساتھیوں میں تقسیم کردیا گیا اور پانچواں حصہ (خمس) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے جدا کرلیا۔

(مدارج النبوت صفحہ ۱۳۱ تا ۱۳۹ جلد دوم مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

غزوۂ بدر

عمرو بن حضرمی ایک شخص قریش کا حلیف بعض مسلمانوں کے ہاتھ جنہیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رجب کے مہینے میں بطن نخلہ کی طرف بعض حالات تحقیق کیلئے بھیجا تھا' مارا گیا تھا۔ قریش نے اس قتل کا بہانہ بنا کر جنگ کیلئے

Marfat.com

تیاری مکمل کر لی۔ ابو جہل مکہ سے قریباً ایک ہزار جرار فوج جس میں سات سو اونٹ۔ تین سو گھوڑے تھے۔ ہر طرح کے کیل کانٹے سے درست' سپاہی سب زرہ پوش تھے۔ گانے والے اور رجز پڑھنے والے ہمراہ تھے۔ کفار مکہ کے تیرہ رئیس کھانا کھلانے والے تھے۔ لڑائی کیلئے مدینہ منورہ چڑھائی کر دی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب اس لشکر کے آنے کی خبر ملی تو ایک مجلس مشورت منعقد کی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا ''مکہ نے اپنے جگر گوشے تمہاری طرف بھیجے ہیں۔ ان کا مقابلہ کرنے کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ مہاجرین نے کہا کہ ہم ان بنی اسرائیل کی طرح نہیں جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہہ دیا تھا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلُوْٓ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ (تو اور تیرا رب دونوں جا کر لڑو' ہم تو یہیں بیٹھے تماشہ دیکھیں گے۔)

انصار کی طرف سے حضرت سعد نے عرض کیا ''ہم آپ پر ایمان لائے۔ آپ کو خدا کا رسول یقین کرتے ہیں یہ کیسے ممکن ہے کہ خدا کا رسول کفار کے مقابلہ کو جائے اور ہم گھروں میں بیٹھے رہیں۔ یہ کفار تو ہم جیسے آدمی ہی ہیں ہم ان سے کیونکر ڈریں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں حکم دیں گے کہ سمندر میں کود پڑو تو ہم بلا دریغ آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین سو تیرہ خدا کے سپاہیوں کو لے کر کفار کے مقابلے میں نکلے۔ اسلامی لشکر کے سازوسامان کی یہ حالت تھی کہ صرف دو گھوڑے۔ ستر اونٹ۔ سب کے پاس تلوار نہ تھی کسی کے پاس تلوار تھی تو نیزہ و کمان نہ تھی۔ کسی کے پاس صرف نیزہ تھا تلوار نہ تھی۔ فرمایا اللہ عزوجل نے وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ (آل عمران) اور بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہیں بدر میں فتح دی حالانکہ تم بے سروسامان تھے۔

۱۷ رمضان المبارک ۲ھ کو میدان کارزار گرم ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے عبادت کے چھوٹے سے چھپر میں گئے اور رو رو کر جناب الٰہی میں دعا کی اور عرض کیا الٰہی اگر تو نے اس چھوٹی سی جماعت کو ہلاک کر دیا تو زمین میں تیری

Marfat.com

عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز ادا کی اس کے بعد ذرا سی غنودگی طاری ہوگئی۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسکراتے ہوئے نکلے اور فرمایا کل کفار کو شکست ہوگی۔ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ اس غزوہ میں انصار کی طرف سے اوس کے ۶۱ خزرج کے ۱۷۰ اور مہاجرین کی طرف ۸۲ مجاہد شامل ہوئے۔ مسلمانوں کی طرف سے جو سب سے پہلے لڑائی کیلئے نکلا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آزاد کردہ غلام مہجع نامی تھا جسے عامر بن حضرمی نے تیر سے شہید کیا اور سید الشہداء کا خطاب پایا۔

ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک روز پہلے اپنے صحابہ کے ساتھ میدان جنگ کو ملاحظہ فرمایا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے دست مبارک کو زمین پر رکھ کر مشرکوں کے مقتل ہوکر گرنے کے نشانات لگاتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے کہ فلاں فلاں اس جگہ قتل ہوکر گرے گا۔ اس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر ایک کی نشاندہی فرمادی چنانچہ اس جگہ سے ایک بالشت بھی تفاوت وتجاوز نہ ہوا۔

شروع میں تو ایک کافر کے مقابلے میں ایک مومن لڑنے آتا۔ بعد میں کفار کی صفیں حملہ آور ہوئیں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک سائبان کے نیچے کھڑے ہوئے معرکہ جنگ کا نظارہ کررہے تھے اور مجاہدین کو مناسب احکام و ہدایات دے رہے تھے۔ امیہ بن خلف اور اس کا بیٹا علی بن امیہ دونوں جان بچانے کے لئے سرا سیما پھر رہے تھے۔ امیہ اور عبدالرحمٰن بن عوف کے درمیان عہد جاہلیت میں دوستی تھی تو امیہ نے عبدالرحمٰن سے امان طلب کی اور آپ نے دے دی اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا اور امیہ کے قتل کے درپے ہوئے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے ہر چند امیہ کو بچانے کی کوشش کی مگر حضرت بلال نے ان کی ایک نہ مانی اور دونوں باپ بیٹے کو قتل کردیا (کیونکہ امیہ بن خلف نے بلال کو اس کی غلامی کو

Marfat.com

زمانے میں سخت اذیتیں دی تھی اس کا بدلہ لینا چاہتے تھے۔ (ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک لکڑی ان کے ہاتھ میں دے دی اور فرمایا اس کے ساتھ جنگ کرو وہ چھڑی عکاشہ کے ہاتھ میں لمبی اور سخت کمر والی لوہے کی سفید تلوار بن گئی۔ اس کا نام عون رکھا۔

(مدارج النبوت ص ۱۵۷ جلد دوم)

ایک صحابی عمیر بن الحمام انصاری آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس کھجوریں کھاتے ہوئے آیا اور پوچھا اگر میں کفار سے لڑتا ہوا مارا جاؤں تو جنت میں چلا جاؤں گا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ وہ اسی وقت اپنے ہاتھ کی بقیہ کھجوریں پھینک کر اور تلوار کھینچ کر دشمنوں پر جا پڑے اور لڑ کر شہید ہو گئے۔

جب لڑائی خوب زور شور سے جاری تھی تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مٹھی بھر کر خاک اٹھائی اور اس پر کچھ دم کیا اور کفار کی جانب پھینک دی۔ اسی وقت کفار کے لشکر نے بھاگنا شروع کر دیا۔ اس غزوہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے ہزار فرشتے مدد کے لئے آئے پھر تین ہزار پھر پانچ ہزار۔ دو نوعمر انصاری معاذ و معوذ بن عمرو نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ چچا جان آپ ابوجہل کو جانتے ہیں۔ فرمایا تم کس لئے پوچھتے ہو۔ عرض کیا سنا ہے وہ ہمارے آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے اور تنگ کرتا ہے۔ اتفاق سے ابوجہل سامنے نمودار ہوا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اشارہ کیا دیکھ وہ سامنے ابوجہل آ رہا ہے۔ چنانچہ دونوں اس کی طرف اس طرح جھپٹے جس طرح شہباز اپنے شکار پر جھپٹتا ہے۔ ایک نے اس کے گھوڑے کے پاس پر تلوار چلائی جس سے گھوڑے کی ٹانگ کٹ گئی اور گھوڑا زمین پر آ گرا۔ دوسرے نے ابوجہل کے اس زور سے تلوار ماری کہ اس کا سر کٹتے کٹتے رہ گیا اور زمین پر آ گرا۔ ابوجہل کا بیٹا عکرمہ یہ منظر دیکھ رہا تھا اس سے رہا

Marfat.com

نہ گیا۔ اس نے معاذ بن عمرو پر حملہ کیا اور اس کی تلوار سے ان کا بایاں بازو مونڈھے کے قریب سے کٹ کر لٹک گیا۔ حضرت معاذ سارا دن اسی طرح لڑتے رہے جب لٹکے ہوئے ہاتھ نے بہت دق کیا تو اسے پاؤں کے نیچے دبا کر زور سے جھٹکا دیکر الگ کر دیا۔ جسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد میں کندھے سے جوڑ دیا جب کفار میدان خالی چھوڑ کر مسلمانوں کے سامنے سے بھاگ گئے اور لشکر اسلام کو فتح حاصل ہوگئی تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابوجہل کی لاش کا پتہ کرو کہاں ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مقتولین کی لاشیں دیکھنے چلے۔ ابوجہل کو دیکھا کہ نیم مردہ پڑا ہے۔ عبداللہ بن مسعود اس کے سینے پر چڑھ بیٹھے اور کہا او دشمن خدا اور رسول۔ دیکھ تجھ کو خدا نے کیسا ذلیل کیا۔ ابوجہل نے پوچھا لڑائی کا کیا نتیجہ نکلا۔ فرمایا کہ مسلمانوں کو فتح ہوئی اور کفار کو ہزیمت۔ یہ کہہ عبداللہ بن مسعود جب سر کاٹنے لگے تو اس نے کہا کہ میری گردن مونڈھوں سے ملا کر کاٹنا تاکہ میرا سر دوسرے کٹے ہوئے سروں سے بڑا معلوم ہو اور سمجھا جائے کہ یہ سر کسی سردار کا ہے۔ ابوجہل نے ابن مسعود سے پوچھا تیرا نام کیا ہے۔ آپ نے اپنا نام بتایا تو کہنے لگا کاش مجھے کسی مکے کے بہادر نے قتل کیا ہوتا نہ کہ کسان کے ان دو بیٹوں نے جس کا باپ مدینے کا کسان ہے۔ ابن مسعود کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں وہ آیت جو اس کے متعلق نازل ہوئی تھی اس کے پاس لے کر گیا تھا تو اس نے مجھے منہ پر تھپڑ مارا تھا جس کا بدلہ میں نے آج لے لیا۔

عبداللہ بن مسعود نے اس کا سر کاٹ کر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاؤں میں ڈال دیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوجہل کا سر دیکھ کر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور تین بار اَللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو اور چوتھی بار یوں فرمایا اللہ اکبر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَقَ وَحْدَہٗ وَانْصُرَ لَاحزابَ وَحْدَہٗ صَدَقَ وَعْدَہٗ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَصَرَ عَبْدَہٗ وَاَعَزَّ دِیْنَہٗ اور فرمایا کہ یہ میری امت کا فرعون بنی اسرائیل کی

Marfat.com

قوم کے فرعون سے بدتر ہے اس نے ڈوبتے ہوئے حضرت موسیٰ پر ایمان لانے کی استدعا تو کی تھی۔ میری قوم کے فرعون نے ابن مسعود سے کہا کہ تم اپنے نبی کو جب میرا سر پیش کرو تو کہنا کہ میں نے اب بھی تم پر ایمان نہیں لایا۔

(تاریخ اسلام ص ۱۵۵ تا ۱۶۰ جلد اول)

آپ جب جنگ سے فارغ ہوئے تو مسلمانوں کی لاشوں کو دفن کیا اور مشرکین کی لاشوں کے ایک بڑے گڑھے میں ڈلوا کر اوپر سے مٹی ڈلوا دی اور بیس کفار کی لاشوں کو ایک کنویں میں ڈلوا دیا۔ امیہ بن خلف کا لاشہ بہت بھاری تھا جو پھول گیا تھا اور کنویں میں ڈالنے سے پہلے ہی پھٹ گیا تھا اس کو بھی مٹی میں چھپا دیا۔ اس غزوہ میں ۱۴ مسلمان شہید ہوئے جن میں انصار ۸ اور مہاجر ۶ تھے اور ۷۰ کفار واصل جہنم ہوئے اور ۷۰ قیدی قیدیوں کو ۴۰-۴۰ اوقیہ سونا لے کر رہا کر دیا گیا جن کے پاس سونا نہیں تھا انہیں کہا گیا کہ مدینہ کے انصار ۱۰-۱۰ بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھادو یا حسب استطاعت ایک ہزار سے چار ہزار درہم دے دو۔ غزوۂ بدر کے شرکاء کی اللہ تعالیٰ کے نبی نے بڑی فضیلت بیان کی ہے۔ فرمایا قد اطلع علی اهل بدر فقال اعملوا ماشئتم فقد غفرت لكم وفي روايته فقد وجبت لكم الجنة

(مدارج النبوت ص ۱۷۳)

بدر کے میدان جنگ سے فارغ ہوکر آپ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مقام صفراء میں پہنچ کر آپ نے حکم الہی کے موافق تمام مال غنیمت بحصہ مساوی مسلمانوں میں تقسیم فرما دیا۔ تلوار ذوالفقار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پاس رکھ لی جو غزوۂ خندق کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دی تھی اور اسیران غنیمت میں نضر بن حارث کی گردن مارنے کا حکم علی کو دیا۔ یہاں سے روانہ ہوکر مقام عرق الظبیہ میں پہنچے یہاں عقبہ بن ابی معیط کی گردن مارنے کا حکم عاصم بن ثابت انصاری کو دیا۔ یہ دونوں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اسلام سے نہایت سخت دشمنی

Marfat.com

رکھتے تھے اور اپنے عناد میں ابوجہل کے ہمسر تھے۔ (تاریخ اسلام صفحہ ۱۶۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ سے فارغ ہوکر حضرت زید بن حارث کو فتح کی خوشخبری دینے کے لئے مدینہ منورہ بھیجا جب حضرت زید مدینہ پہنچے تو بقیع میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ رضی اللہ عنہا کو دفن کیا جارہا تھا۔ یاد رہے کہ حضرت عثمان ذوالنورین کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی بیوی حضرت رقیہ کی تیمارداری کیلئے مدینہ رہنے کا حکم دیا تھا اسی لئے وہ غزوۂ بدر میں شریک نہ ہوسکے تھے۔

غزوۂ بدر میں کفار مکہ کو شکست کی وجہ سے بے انتہا صدمہ ہوا۔ ابوسفیان نے تو قسم کھالی تھی کہ میں جب تک بدلہ نہ لے لوں نہ نہاؤں گا نہ بیوی کے پاس جاؤں گا نہ تیل لگاؤں گا مگر اس سے بھی زیادہ صدمہ ابولہب کو ہوا جو طاعون کی بیماری کی وجہ سے اس غزوۂ میں شامل نہ ہوسکا تھا مگر شکست کے صدمہ سے اور بھی بیمار ہوگیا اور نو روز بعد واصل جہنم ہوا۔

سریہ عمیر بن عدی

ہجرت کے دوسرے سال کے واقعات میں سریہ عمیر بن عدی بھی شامل ہے۔ عصماء بنت مروان یہودیہ زوجہ یزید بن خطمی یہودی بڑی بے حیا' سخت زبان دراز عورت تھی جو ہمیشہ اسلام اور اہل اسلام کی برائیاں کرتی اور مذمت کرتی رہتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو برابر ایذا پہنچاتی رہتی تھی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے پر عمیر نابینا رات کے وقت عصماء کے گھر داخل ہوئے جو مدینہ سے باہر تھا۔ اسے ٹٹول کر دیکھا کہ ایک بچہ اس کی چھاتی سے دودھ پی رہا ہے۔ اس بچے کو اس سے علیحدہ کیا اور اپنی تلوار سے اس کے سینے پر رکھ کر پشت پر گزند دی اور واپس لوٹ آئے۔ صبح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فرمایا اس مروان کی لڑکی کو قتل کردیا؟ عرض کیا ہاں فرمایا یا **لا ینطح فیھا عزان**۔

Marfat.com

غزوہ قرقرۃ الکدر

ہجرت کے دوسرے سال ہی یہ غزوہ واقع ہوا۔ لوگوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سمع مبارک میں یہ خبر پہنچائی کہ قبیلہ بنی سلیم اور غطفان کے لوگ یہاں مجتمع ہورہے ہیں چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مہاجرین و انصار کی ایک جماعت بنا کر ایک علم مرتب کر کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد فرما کر حضرت ابن ام کلثوم کو خلیفہ بنا کر وہاں پہنچے تو وہاں کسی کو نہ پایا۔ صحابہ کی ٹولی کو ان کی تلاش میں بھیجا اور خود بقیہ صحابہ کبار کے بطن وادی میں تشریف لے گئے وہاں انہیں لوگوں کے بہت سے چرواہے اونٹوں کی چرا رہے تھے۔ ان میں ایک یسار نامی غلام تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بنی سلیم و غطفان کے متعلق پوچھا اس نے بتایا کہ پانی کے کنارے اترے ہوئے تھے۔ اب معلوم نہیں کہاں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پانچ سو اونٹ صحابہ پر تقسیم فرما دیئے۔ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حصے میں آئے تھے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے تو یسار بھی صحابہ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی یہ ادا پسند آئی اور اسی وقت آزاد کردیا۔ اس مقام پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدت اقامت تین دن تھی سفر کی مجموعی مدت پندرہ دن تھی۔

سریہ سالم بن عمیر

مواہب لدنیا میں اس سریہ کا یوں ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نے سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ابی عفک یہودی کے پاس بھیجا۔ یہ یہودی ۱۲۰ سال کی عمر کا تھا جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف لوگوں کو ورغلاتا اور ابھارتا تھا اور ایسے اشعار پڑھتا جس سے لوگوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منحرف ہوجانے کی ترغیب ہوتی تھی۔ حضرت سالم رضی اللہ عنہ اس کی طرف گئے اور اپنی اس کے جگر

Marfat.com

کے نیچے گھونپ دی اور اسے چرخ دیا۔ وہ دشمن خدا و رسول چیخا اور جان دے دی۔

غزوۂ قینقاع

قینقاع مدینہ منورہ میں ایک یہودی بستی کا نام ہے یہاں کے یہودی شجاعت اور صبر والے تھے۔ یہ غزوہ ہجرت کے بیسویں مہینے کے شروع میں نصف شوال کو واقعہ بدر کے ایک ماہ بعد پیش آیا۔

مروی ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوۂ بدر سے واپس تشریف لائے تو بنو قینقاع کے یہودیوں نے بغض و حسد اور عناد کا اظہار کیا اور کہنے لگے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے ساتھ جنگ کی ہے جو محاربہ کا علم بخوبی نہ جانتے تھے اگر ہمارے ساتھ جنگ کریں تو معلوم ہو جائے کہ کس طرح ہم ان سے جنگ کرتے ہیں۔

ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ ان کا نقض عہد کا سبب یہ ہوا تھا کہ ایک مسلمان عورت بازار میں ایک سنار کے آگے (زیور لینے کیلئے) بیٹھی تھی کہ ایک یہودی اس عورت کے پیچھے آیا اور اس نے اس کا دامن اٹھا کر اس کی پشت کی جانب سے باندھ دیا جب وہ عورت اٹھی تو اس کا ستر کھل گیا۔ اس پر لوگ ہنسنے لگے پھر عورت فریاد کرنے لگی۔ ایک مسلمان اس جگہ کھڑا تھا۔ اس نے تلوار کھینچ کر اس یہودی کو قتل کر دیا۔ پھر یہود قوم جمع ہو گئی اور اس مسلمان کو شہید کر دیا۔

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قوم یہود کو بلا کر نصیحت کی کہ اس قسم کی حرکت سے باز آ جاؤ اے قوم یہود خدا کے غضب سے ڈرو کہ تمہیں بھی کہیں وہ کچھ نہ پہنچے جو قریش کو پہنچا ہے۔ اس پر وہ تمام یہود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روبرو بے ہودہ گوئی کرنے لگے اور نامعقول باتیں بکنے لگے۔ اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جان لیا کہ یہ قوم نقض عہد پر آمادہ ہے۔ اس کے بعد جبرائیل امین علیہ السلام آئے اور یہ آیت لائے۔

Marfat.com

وَاِمَّا تَخَافَنَّ عَنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ اِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ الْخَائِنِيْنَ ○

اے محبوب! اگر آپ اس معاہدہ کے نقض عہد سے ان واضح نشانیوں کے باوجود جو آپ پر روشن ہوچکی ہیں، ڈرتے ہیں تو ان کے عہد کو ان کی طرف عدل و راستی سے لوٹا دو اور جنگ کرنے میں جلدی نہ کرنا تاکہ تمہاری جانب سے خیانت لازم نہ آئے۔ بیشک اللہ خیانت کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتا۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگ کی تیاری شروع فرما دی اور حضرت ابولبابہ کو مدینہ منورہ میں خلیفہ بنایا اور ایک سفید علم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور یہود کی جانب تشریف لے گئے اور پندرہ دن تک ان کا محاصرہ کئے رہے۔ اس کے بعد ان کے دلوں میں رعب و ہیبت ڈال دی گئی اور وہ اپنے محصور ہوجانے سے تنگ آگئے تو وہ اس بات پر راضی ہوگئے کہ ان کے تمام اموال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہوں گے اور ان کی عورتیں اور بچے ان کے رہیں گے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ان کے ہاتھ ان کی پشتوں سے باندھ دیئے جائیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چاہا کہ ان کو قتل کرنے کا حکم فرمائیں۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول نے ان کے گناہوں کے بارے میں درخواست کی کہ آپ ان سے اعراض فرمائیں اور گڑگڑا کر منت سماجت کر کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تنگ کردیا چنانچہ آپ نے اس پر اور اس کی قوم پر لعنت بھیج کر ان کے خون سے درگزر فرمایا اور حکم فرمایا کہ جلاوطن ہوجائیں۔ ابن سلول پھر گڑگڑایا مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منظور نہ فرمایا اور وہ ذرعات علاقہ شام میں جابسے کچھ دن بعد وہ سب ہلاک ہوگئے۔ ان کا مال و اسلحہ مال غنیمت بنا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس مال میں سے پانچواں حصہ (خمس) جدا کریں۔ باقی صحابہ میں تقسیم فرما دیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے لئے ان

Marfat.com

میں سے تین کمانیں، تین تلواریں اور تین نیزے منتخب فرمائے اور ایک زرہ محمد بن مسلمہ کو اور ایک زرہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہم کو دی۔

غزوۂ سویق

ماہ ذی الحج کی پانچ راتیں گزرنے کے بعد غزوۂ سویق واقع ہوا۔ ابوسفیان اموی نے غزوۂ بدر کی واپسی کے بعد قسم کھا رکھی تھی کہ وہ اس وقت تک عورتوں کو نہ چھوئے گا اور نہ سر پر تیل ڈالے گا نہ زیب و زینت کرے گا جب تک اصحاب رسول سے انتقال بدر نہ لے لے۔ چنانچہ ابوسفیان قریش کے دو سو سوار لے کر مکہ سے باہر نکلا اورر مقام عریض تک جا پہنچا۔ یہ مقام مدینہ منورہ سے تین میل کی مسافت پر ہے تو یہاں اس نے کھجوروں کا ایک باغ جلا دیا اور ایک انصاری کو شہید کر دیا اس کے بعد ابوسفیان نے یہ گمان کیا کہ اس نے اپنی قسم پوری کر لی ہے اور اصحاب رسول سے انتقال لے لیا ہے۔ وہ مکہ کی طرف لوٹ گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معہ چند صحابہ کے اس کی سرکوبی کو نکلے تو وہ واپس جا چکا تھا اور وہ جاتے ہوئے اپنا بوجھ کم کرنے کیلئے راستے میں سویق (ستو) پھینکتے گئے تھے۔ مسلمان انہیں اٹھا لائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پانچ یوم مدینہ سے باہر رہے۔ (مدارج النبوت صفحہ ۱۷۶ تا ۱۸۱ جلد دوم مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

غزوہ قرقرہ الکدر

(تیسری ہجری کے واقعات)

یہ غزوۂ نصف محرم میں پیش آیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگ مسلمانوں کے خلاف سازش میں مصروف ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چند صحابہ کے ان کی سرکوبی کیلئے قرقرہ کے مقام تک گئے تو معلوم ہوا کہ وہ بوجہ ہیبت بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ واپس تشریف لے آئے۔

Marfat.com

غزوۂ عظفان

غزوۂ عظفان جسے غزوۂ انمار بھی کہتے ہیں۔ ۱۲ ربیع الاول کو پیش آیا۔ خبر ملی کہ بنی ثعلبہ اور محارب کے لوگ علاقہ نجد میں مقام ذی ام میں جمع ہوئے ہیں تا کہ مدینہ منورہ کے گردو پیش غارت گری کریں۔ ان لوگوں کو دعثور بن حارث محاربی نے جمع کیا تھا یہ ایک دلیر اور جنگجو شخص تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چار سو پچاس سواروں کے ساتھ باہر تشریف لائے اور مدینہ منورہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر فرمایا جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مقام پر پہنچے تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور پہاڑوں میں روپوش ہوگئے۔ مسلمانوں کو بنی ثعلبہ کا ایک شخص ملا' اسے پکڑ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے دعوت اسلام دی اور وہ مسلمان ہوگیا اور اسے بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی ہم نشینی میں دے دی۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ واپس تشریف لائے۔ اس سفر کی مدت گیارہ روز تھی۔

سریہ محمد بن مسلمہ (قتل کعب بن اشرف یہودی)

یہ واقعہ چودہ ربیع الاول رات کے وقت واقع ہوا۔ کعب بن اشرف شاعر تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی ہجو میں مشغول رہتا اور کفار قریش مکہ کو جنگ کی ترغیبیں دیتا تھا جب فتح بدر کی خبر اسے پہنچی اور سنا کہ قریش کے ستر مرد مارے گئے ہیں تو ملول ہوا اور قریش کا مزاج پرسی کیلئے مکہ گیا اور مقتولین پر نوحہ اور مرثیہ خوانی کی اور قریش کو جنگ پر ابھارا جب ملعون کی اس بری خصلت کی اطلاع حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ملی تو آپ نے حق تعالیٰ کی جناب میں دعا کی کہ ابن اشرف کے شر سے ہمیں محفوظ رکھ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا اور اس کے حضور سے اس کے ہلاک وقتل کرنے کا حکم ہوا۔

Marfat.com

ترجمہ: کیا تم نے ان لوگوں کو نہ دیکھا جن کو توریت کا کچھ حصہ ملا وہ نفس و شیطان کی پیروی کرتے ہیں اور ان لوگوں سے کہتے ہیں جنہوں نے کفر کیا کہ یہ لوگ ایمانداروں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ لعنت بھیجتا ہے اور جس پر اللہ کی لعنت ہو تو اس کا کوئی بھی مددگار نہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے تم میں سے جو ابن اشرف کے شر سے ہمیں محفوظ رکھے کیونکہ اس کی عداوت ہم پر خوب ظاہر ہو چکی ہے اور وہ ہماری اور مسلمانوں کی برائیاں کرتا ہے۔ مشرکوں کو ابھارتا ہے اور انہیں جنگ سے مجتمع کرتا ہے۔

اس پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کام میں کروں گا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھ چار اور صحابہ کو ساتھ لیا جن کے نام یہ ہیں۔ (۱) ابونائلہ (۲) عباد بن بشیر (۳) حارث بن اوس معاذ (۴) ابوعیسیٰ بن جبیر رضی اللہ عنہم یہ سب قبیلہ اوس سے تعلق رکھتے تھے۔

اس کے بعد محمد بن مسلمہ اپنے چاروں ساتھیوں کے ساتھ چلے اور طے پایا کہ جب کعب آئے گا تو میں اس کے سر کے بالوں کو سونگھوں گا اور جب تم دیکھو کہ میں نے بال مضبوطی سے پکڑ لئے ہیں تو تم تلوار سے اس کی گردن اڑا دینا۔ کعب نے نئی شادی کی ہوئی تھی اور خوشبو میں لپٹا ہوا باہر آیا۔ محمد بن مسلمہ نے کہا۔ کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں تمہارے سر کی خوشبو کو سونگھوں کیونکہ میں نے آج تک ایسی خوشبو نہیں دیکھی جیسی خوشبو تم سے آرہی ہے۔ اس نے کہا اجازت ہے۔ انہوں نے اس کے بالوں کو پکڑ کر سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی سنگھایا پھر چھوڑ دیا۔ دوسری مرتبہ پھر سونگھا اور بالوں کو مضبوطی سے ہاتھ میں لپیٹ لیا اور کہا ''اے دشمن خدا و رسول تجھے تیرے کئے کی سزا ملنے والی ہے۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا اس کی گردن اڑا دو اور انہوں نے اس ملعون کو قتل کر کے اس کے ناپاک جسم سے اس کو جدا کر دیا اور سر

Marfat.com

اپنے ساتھ لائے جب یہ صحابہ کبار رضی اللہ عنہم بقیع میں پہنچے تو بلند آواز سے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیام لیل میں مشغول تھے جب ان کی تکبیر کی آواز سنی تو جان لیا کہ وہ اس کا کام تمام کرکے آگئے ہیں آپ نے بھی تکبیر بلند کی جب وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارگاہ میں آئے تو اس دشمن خدا و رسول کا سر آپ کے قدموں میں ذلت کے ساتھ ڈال دیا۔ یہ پہلا سر ہے جو اسلام میں کاٹا گیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شکر خدا ادا فرمایا اور لعابِ دہن شریف حارث بن اوس کے اس زخم پر لگایا جو ساتھیوں کی تلوار سے پہنچا تھا اور اس کے خون بہہ رہا تھا وہ زخم اسی وقت ٹھیک ہوگیا الحمدللہ (مدارج النبوت ۱۸۳ تا ۱۸۷ جلد دوم)

غزوۂ بحران

اسی سال غزوہ بحران جسے غزوۂ بنی سلیم بھی کہتے ہیں۔ واقع ہوا یہ جگہ ''فرع'' کے نواح میں ہے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ وہاں بنی سلیم کے لوگ جمع ہو رہے ہیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین سو صحابہ کبار کی جماعت کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے۔ آپ نے وہاں پہنچ کر دیکھا کہ وہ اپنے کنوؤں تالابوں پر بکھرے ہوئے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہاں گشت فرمائی لیکن کوئی مقابلہ نہ ہوا اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مراجعت فرمائی۔ اس وقت مدینہ منورہ میں حضرت ابن کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنایا تھا۔ یہ سفر دس دن رہا۔

سریہ قردہ

قردہ ایک چشمے کا نام ہے جو نجد کے چشموں میں سے ایک ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ قریش کا ایک قافلہ عراق کے راستے شام کو جارہا ہے۔ اس سے پہلے قریش حجاز کے رستے شام جایا کرتے تھے لیکن غزوہ بدر کے بعد وہ ڈرنے

Marfat.com

لگے اور انہوں نے وہ راستہ چھوڑ دیا اور تجارت شام کیلئے عراق کا راستہ اختیار کیا۔ یہ قافلہ کثیر جماعت کے ساتھ تجارت کے لئے نکلا تھا۔ اس قافلے میں ابوسفیان بن حرب صفوان بن امیہ بھی تھا۔ اس کے ساتھ کثرت سے مال اور چاندی کے برتن تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارث کو جمادی الاخر کی پہلی تاریخ کو سو اونٹ سواروں کے ساتھ روانہ فرمایا۔ وہ اس قافلہ کے سر پر پہنچ گئے۔ قافلہ کے بڑے بڑے لوگ بھاگ کھڑے ہوئے بقیہ پورا قافلہ گرفتار کر کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارگاہ میں پیش کر دیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خمس اس میں سے جدا کر لیا جائے اور باقی مال غنیمت کو اہل سریہ میں تقسیم فرمایا جائے۔ یہ خمس پچیس ہزار درہم کا تھا۔

تاجر حجاز ابورافع کا قتل

اسی سال کعب بن اشرف یہودی کے قتل کے بعد تاجر حجاز ابورافع کا قتل واقع ہوا۔ ابورافع زمین حجاز میں ایک قلعہ کے اندر رہتا تھا اور وہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو ایذا دیتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف مشرکین مکہ کی خلاف جنگ اعانت کرتا تھا۔ اہل خزرج نے اس کے قتل کی ازخود درخواست کی تھی جو منظور کر لی گئی۔ خزرج والوں نے اپنی ایک جماعت اس کام کیلئے مقرر کر لی اور ان پر عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر بنایا۔ اجازت کے بعد خیبر کی جانب جہاں ابورافع ایک قلعہ میں رہتا تھا' روانہ ہو گئے جب وہاں پہنچے تو آفتاب کے غروب کا وقت تھا اور قوم کے جانور چراگاہ سے واپس آ کر قلعہ میں داخل ہو رہے تھے۔ عبداللہ نے کہا تم اس جگہ بیٹھے رہو۔ میں قلعہ کے دربان سے میل جول کر کے تمہیں بھی داخل کرنے کی کوشش کروں گا۔ پھر وہ قلعہ کے قریب آ گئے اور انہوں نے اپنے سر کو لپیٹا اور اس طرح بیٹھ گئے جیسے قضائے حاجت کیلئے بیٹھتے ہیں اور خود کو ایسا بنا لیا گویا وہ اسی قلعہ کا باشندہ ہے۔ اس کے بعد دربان نے کہا "اے بندۂ خدا اگر تو آنا چاہتا ہے تو

Marfat.com

جلدی آ کیونکہ میں دروازہ بند کرنے لگا ہوں چنانچہ میں قلعہ میں داخل ہوکر جہاں گدھے بندھے ہوئے تھے وہاں چھپ کر بیٹھ گیا۔ میں نے دربان کو دیکھا کہ دروازے کی چابی طاقچہ میں رکھ کر سونے کیلئے چلا گیا ہے۔ میں اٹھا اور چابی اٹھا کر دروازے کو کھول دیا تاکہ باہر نکلنے میں آسانی ہو۔ اس کے بعد میں نے ابورافع کی جستجو کی۔ دیکھا کہ وہ بالاخانہ میں ہے اور جاگ رہا ہے اور قصہ خواں اسے افسانہ سنا رہے ہیں جب فارغ ہوگیا اور سونے کیلئے چلا گیا تو میں نے بالاخانے کے دروازے کھولے اندر چلا گیا اور جس کمرہ کو کھولتا اسے اندر سے بند کردیتا تاکہ اگر کسی کو میری آہٹ ہوجائے تو وہ مجھ تک نہ پہنچ پائے یہاں تک کہ میں اس کمرے تک پہنچ گیا جہاں ابورافع کا کمرہ واقع تھا۔ میں نے اسے دیکھا کہ وہ اندھیرے کمرے میں اپنے اہل وعیال کے درمیان سو رہا ہے۔ میں نے اسے آواز دی۔ آؤ ابورافع' وہ جاگ اٹھا اور کہنے لگا یہ کون ہے؟ پھر میں نے اس کی آواز کی طرف تلوار چلائی جو کارگر نہ ہوا اور ابورافع چیخنے چلانے لگا اور میں کمرے میں سے باہر نکل آیا۔ کچھ دیر بعد میں پھر اس کمرے میں داخل ہوا اور اپنی آواز کو بدل کر گویا میں اس کی مدد کیلئے آیا ہوں کہا ''اے ابورافع یہ آواز کیسی تھی؟ اس نے کہا تیری ماں پر افسوس ہو کوئی شخص گھر میں ہے۔ اس نے تلوار کا وار مجھ پر کیا ہے'' اس مرتبہ بھی میں نے اس کی تلوار ماری اب بھی کارگر نہ ہوئی تو میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ میں گھونپ دی اور اتنا زور لگایا کہ وہ اس کی پشت سے پار ہوگئی اور ہڈیوں کے ٹوٹنے کی میں نے آوازیں سنیں اس سے اس کا کام تمام ہوگیا۔ پھر میں نے کمرے کے دروازے کو کھول کر زینہ میں داخل ہوکر نیچے آنا چاہا۔ چاندنی رات تھی میں نے خیال کیا کہ زمین ہے قدم بڑھایا دھڑم سے گرا اور میرا پاؤں پھسلا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ پھر میں نے اپنی ٹوٹی ٹانگ پر اپنی دستار باندھی اور ایک پاؤں سے کودتا اپنے ساتھیوں سے آملا۔

ہم وہاں اس وقت تک ٹھہرے رہے جب تک ہم نے قلعہ کے باہر سے رونے

Marfat.com

پیٹنے اور نالہ وشیون کرنے کی آوازیں نہ سن لیں۔ ہم نے سنا کہ لوگ کہہ رہے تھے کہ تاجر حجاز ابورافع مارا گیا۔ پھر مجھے میرے ساتھی اٹھا کر مدینہ منورہ لائے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں مجھے پیش کیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میری ٹوٹی ٹانگ پر پھیرا۔ وہ اسی وقت ٹھیک ہوگئی اور میں اپنی جگہ کھڑا ہوگیا۔

جب میں یہ واقعہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سنا رہا تھا تو بہت خوش ہوئے اور بشارت دیتے ہوئے فرمایا ''اے عبداللہ تمہیں مبارک ہو''

اس سال پندرہ ماہ رمضان کو بسط رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، جگر گوشہ بتول، ریحانہ مشموم ایام مسموم، دیدۂ مصطفیٰ امام حسن مجتبیٰ علی جدہ وعلیہ التحیۃ والثناء کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اسی سال سیدہ اُم کلثوم کا نکاح حضرت عثمان سے ہوا کیونکہ ان کی پہلی بیوی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا غزوۂ بدر کے موقع پر فوت ہوگئی تھیں اور اسی سال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عقد نکاح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ زینب بنت خزیمہ سے ہوا تھا۔

(مدارج النبوت ص ۱۸۲ تا ۱۹۱ جلد دوم)

امام حسن رضی اللہ عنہ کے فضائل بکثرت صحاح ستہ میں موجود ہیں۔ ۱- حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حسن بن علی آپ کے کندھے پر ہیں اور فرما رہے ہیں ''اے اللہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔ (صحیحین) ۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دن باہر نکلا جب فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچے تو فرمایا کیا یہاں لڑکا ہے یعنی حسن۔ تھوڑی دیر بعد حسن دوڑتے ہوئے آئے اور آپ کے گلے سے لپٹ گئے اور آپ بھی ان سے لپٹ گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور

Marfat.com

جو شخص بھی اس سے محبت کرے اس سے محبت کر۔ (صحیحین) ۳- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں منبر پر دیکھا کہ حسن بن علی آپ کے پہلو میں تھے۔ آپ ایک دفعہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حسن کی جانب اور فرماتے میرا یہ بیٹا سید ہے اور شائد اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کا اختلاف دور فرما دے۔ (بخاری)

امام حسن رضی اللہ عنہ کے بھائی امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت اگلے سال ۴ ہجری میں ہوئی ان کے فضائل بھی بے انتہا ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: ''حسن وحسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور ان کی امی جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔'' ۲- نیز فرمایا: ''حسن وحسین میری دنیا کے دو پھول ہیں۔ ۳- نیز فرمایا: ''حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں'' (یعنی ہمارا خون ایک ہے) جس نے حسین سے محبت کی خدا نے اس سے محبت کی اور حسین میری بیٹی کا بیٹا ہے۔ (ترمذی) ۴- حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ''حضرت حسن رضی اللہ عنہ سر سے لے کر سینہ تک اور حسین رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کے زیریں حصہ سے بہت مشابہ تھے۔ اگر دونوں کو اکٹھا کھڑا کیا جاتا تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت نظر آتے تھے۔

آلِ اطہار کے فضائل بے شمار ہیں اور ان کی محبت عین ایمان ہے اور ان کا بغض سراسر نفاق۔ امام شافعی نے کیا خوب کہا ہے:

يَا اَهْلَ بَيْتِ رَسُولِ اللهِ حُبُّكُمْ　　فَرَضٌ مِنَ اللهِ فِي الْقُرْآنِ اَنْزَلَهُ
كَفَاكُمْ مِنْ عَظِيْمِ الْقَدْرِ اِنَّكُمْ　　مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلٰوةَ لَهُ

ترجمہ: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والو تمہاری محبت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرض قرار دیا ہے۔ کیا تمہاری عظیم قدر کے لئے یہی کافی ہے کہ جو تم پر درود نہ بھیجے اس کی نماز ہی نہیں۔

Marfat.com

غزوۂ احد

جنگ بدر کے بعد ایک طرف تو خود اہل مکہ کے دلوں میں آتش انتقام موجزن تھی۔ دوسری طرف مدینہ کے یہودیوں اور منافقوں نے ان کو برانگیختہ کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔ تیسری طرف ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے جس کے باپ اور بھائی بدر میں قتل ہوگئے تھے۔ ابوسفیان کو غیرتیں دلائیں چنانچہ کفار مکہ جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہوگئے۔

تجارت شام کا قافلہ جو جنگ بدر کے قریب ابوسفیان کی نگرانی میں واپس آیا تھا۔ ۵۰ ہزار مثقال سونا' ایک ہزار اونٹ منافع میں لایا تھا۔ اس قافلے کا یہ سامان اس کے مالکوں کو نہ دیا بلکہ یہ سب سامان جنگ کی تیاری و فراہمی میں لگا دیا گیا۔ ملک عرب کے دوسرے قبیلوں میں شعراء روانہ کئے گئے۔ انہوں نے لوگوں کو قریش کی امداد پر آمادہ کیا۔ چنانچہ تمام بنو کنانہ اور اہل تہامہ قریش کے شریک ہوگئے۔ قریش کے تمام حلیف قبائل نے ان کی مدد کی۔ رجز خواں مرد اور بہادری دلانے والی عورتیں بھی ساتھ لے لی گئیں۔ غرضیکہ پورا سال مکہ والوں نے تیاریوں میں صرف کیا اور ان تیاریوں میں مدینہ کے یہودیوں اور منافقوں نے خفیہ طور پر ہر قسم کی خبریں پہنچا کر اور مشورے دے کر قریش کی سب سے زیادہ مدد کی۔

غرض تین ہزار جنگ جو اور نبرد آزما بہادروں کا لشکر ماہ شوال کی ابتدائی تاریخوں میں مکہ سے روانہ ہوا۔ بدر کے مقتول سرداران اور قریش کی لڑکیاں اور بیوائیں بھی ہمراہ چلیں کہ اپنے عزیزوں کے قاتلوں کو قتل ہوتا دیکھیں۔ شعراء بھی ساتھ وہ اپنے اشعار سنا سنا کر راستہ بھر بہادروں کے دلوں میں لڑائی کا جوش اور شوق پیدا کرتے ہوئے آئے۔ جبیر بن مطعم کا ایک حبشی غلام وحشی نامی بھی ساتھ تھا جو حربہ چلانا خوب جانتا تھا۔ جبیر نے اسے کہا اگر تو نے حمزہ کو قتل کیا تو تجھے آزاد کردوں گا۔ ہندہ بنت عتبہ جو ابوسفیان کی بیوی تھی' نے کہا اگر تو نے میرے باپ کے قاتل حمزہ کو قتل کیا تو

Marfat.com

تجھے اپنا تمام زیور اتار کردے دوں گی۔ (تاریخ اسلام صفحہ ۱۶۷ تا ۱۹۸)

کفار مکہ کا یہ لشکر مکہ سے روانہ ہو کر مدینہ کے قریب پہنچ گیا۔ تب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس لشکر کے قریب پہنچنے کی خبر ہوئی۔ آپ نے صحابہ کبار سے مشورہ کیا اور رئیس المنافقین نے لڑائی مدینہ کے اندر رہ کر لڑنے کا مشورہ دیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھی یہی ارادہ تھا مگر نوجوانوں نے جو جنگ بدر میں شامل نہ۔ اب اپنی بہادریوں کے جوہر دکھانے کیلئے بے تاب تھے۔ آپ سے درخواست کرنے لگے کہ مدینے سے باہر نکل کر لڑنا چاہئے۔ ان کے اصرار پر آپ نکلنے کی طرف مائل ہوئے۔

نماز جمعہ کے بعد آپ گھر میں تشریف لے گئے اور وہاں سے زرہ پہن کر اور مسلح ہو کر باہر نکلے۔ اب ان لوگوں کو خیال آیا کہ ہم نے آپ کی رائے کی مخالفت کی۔ کہیں یہ بات مصیبت نہ بن جائے۔ آپ سے عرض کی کہ آپ اگر پسند فرماتے ہیں کہ مدینہ کے اندر رہ کر مدافعت کی جائے تو ایسا ہی کیجئے ہم کو کوئی عذر نہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ پیغمبر خدا کو شایاں نہیں کہ جب وہ زرہ پہن لے تو اسے اتار دے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے دشمن کے درمیان فیصلہ کردے۔ اب میں جو حکم دوں وہی کرو اور خدا کا نام لے کر چلو اگر تم صبر کرو گے تو فتح تمہاری ہوگی پھر آپ نے تین جھنڈے تیار کئے۔ بنی اوس کا جھنڈا حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور خزرج کا جھنڈا حضرت خباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور مہاجرین کا جھنڈا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس طرح آپ جمعیت سے نکلے جب آپ موضع شیخان میں اترے تو عرض لشکر کے بعد صغرسن صحابہ کو واپس کردیا جن کے نام یہ ہیں۔ اسامہ بن زید' عبداللہ ابن عمر' زید بن ثابت' براء بن عازب' عمرو بن حزم' اسید بن ظہیر انصاری' ابوسعید خدری' عرابہ بن اوس' زید بن ارقم' سعد بن عقیب' سعد بن حبتہ' زید بن جاریہ انصاری اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم۔

حضرت سمرہ بن جندب اور رافع بن خدیج جو پندرہ سال کے تھے' پہلے روک

Marfat.com

دیئے گئے پھر عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رافع اچھا تیرانداز ہے اس لئے وہ بھی رکھ لئے گئے۔ پھر سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کہا گیا کہ وہ کشتی میں رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پچھاڑ دیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں کشتی لڑیں چنانچہ برہ نے رافع کو پچھاڑ دیا اس طرح سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی رکھ لئے گئے۔ رات یہیں بسر ہوئی۔ دوسرے روز باغِ شوط میں فجر کے وقت پہنچے یہاں نماز فجر ادا کی۔ اس جگہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول اپنے تین سو آدمی لے کر لشکر سے علیحدہ ہوگیا اور یہ کہہ کر مدینہ چلا آیا کہ حضرت نے میرا کہا نہ مانا پھر ہم کس طرح یہاں جان دیں۔ اب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سات سو آدمی اور دو گھوڑے رہ گئے۔ اس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرہ بن حارثہ اور ان کے اموال کے پاس سے گزرتے ہوئے مربع بن قیظی منافق کے باغ کے پاس پہنچے وہ نابینا تھا اس نے کفر اسلام کی آہٹ سنی تو ان پر خاک پھینکنے لگا اور بکواس کرنے لگے۔ یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے قتل کرنے دوڑے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اسے قتل مت کرو یہ آنکھ کا اندھا اور دل کا بھی اندھا ہے اس کے باوجود حضرت سعد بن زید اشہل نے اس پر کمان ماری اور سر توڑ دیا۔ یہاں سے روانہ ہوکر لشکر اسلام نصف شوال یوم شنبہ کو کوہ احد کی شعب (درہ) میں کرانہ وادی میں پہاڑ کی طرف اترا (سیرت رسول عربی ص ۱۴۲ تا ۱۴۴) اور اسی روز میدان کارزار گرم ہوا۔

لڑائی سے پیشتر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پچاس تیراندازوں کا دستہ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری کی سرکردگی میں پس پشت کی گھاٹی پر تعینات فرما دیا اور حکم دیا کہ ''خواہ کوئی حالت پیش آئے جب تک تم کو دوسرا حکم نہ دیا جائے اپنے اس مقام کو ہرگز ہرگز نہ چھوڑنا۔

صفوف جنگ آراستہ کرکے آپ نے میمنہ پر زبیر بن العوام کو اور میسرہ پر منذر بن عمرو کو مامور فرمایا۔ حمزہ کو مقدمۃ الجیش مقرر فرمایا۔ حضرت مصعب بن عمیر کو علم دیا

Marfat.com

گیا۔ آپ نے اپنی تلوار حضرت ابو دجانہ کو دی اور اس تلوار کو لے کر نہایت مسرت کی حالت میں سر پر سرخ رومال باندھے اکڑ کر میدان جنگ میں پھرتے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ حال خدا کو ناپسند ہے مگر کفار کے مقابلے میں میدان جنگ کے اندر اس طرح چلنا جائز ہے۔ دوسری طرف سے بھی جنگ کی تیاری مکمل ہوگئی اور جنگ شروع ہوگئی۔

حضرت حمزہ

حضرت علی اور ابودجانہ وغیرہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہ جوان مرد اور شجاعانہ کار ہائے نمایاں ظاہر کیے کہ کفار کے حوصلے پست ہوگئے۔ ابودجانہ کفار کو قتل کرتے اور صفوں کو چیرتے ہوئے اس مقام تک پہنچ گئے کہ ہندہ بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان ان کی زد پر آ گئی اور اس نے اپنے آپ کو قتل ہوتے ہوئے دیکھ کر چیخ ماری۔ حضرت ابودجانہ نے یہ دیکھ کر کہ عورت ہے فوراً اپنا ہاتھ روک لیا کہ آنحضرت کی تلوار عورت کے خون سے آلودہ نہ ہو اس طرح ہندہ کی جان بچی۔

حضرت حمزہ کی شہادت

مشرکین کا علم بردار طلحہ نے صف سے نکل کر مبارزت طلب کی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نکلے اور طلحہ کے سر پر ایسی تلوار ماری کہ کھوپڑی پھاڑ دی اور وہ گر پڑا۔ اس کے مارے جانے پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوش ہوئے اور تکبیر بلند کی۔ مسلمانوں نے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اقتداء کیا۔ طلحہ کی موت کے بعد اس کے بھائی عثمان نے جھنڈا ہاتھ میں لیا۔ اس کے پیچھے عورتیں اشعار پڑھتیں اور وہ ان کے آگے یہ رجز پڑھتا نکلا۔

ان علیٰ اهل اللواء حقاً ان نخضب الصعدة او تندتا

بیشک علم برداروں پر واجب ہے کہ نیزہ خون سے سرخ ہو جائے یا ٹوٹ جائے

Marfat.com

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مقابلے میں نکلے اور عثمان کے دونوں شانوں کے درمیان اس زور سے تلوار ماری کہ ایک بازو اور شانے کو کاٹتی ہوئی کمر تک جا پہنچی۔

حضرت حمزہ واپس آئے اور زبان پر یہ الفاظ تھے۔

انا ابن ساقی الحجیج

میں ساقی حجاج کا بیٹا ہوں

اب ابودجانہ صفوں کو چیرتے اور لاشوں کو گراتے دامن کوہ میں مشرکین کی عورتوں تک جا پہنچے جو بغرض ترغیبت دف بجا کر گا رہی تھیں۔

نحن بنات الطارق نمشی علی النمارق

ہم (علووشرف) میں پروین ستارے ہیں۔ ہم قالینوں پر چلنے والیاں ہیں۔

ان تقبلوا نعانق او تدبر و انفارق

اگر تم آگے بڑھو گے تو ہم تم سے گلے ملیں گی۔ پیچھے ہٹو گے تو ہم تم سے جدا ہو جائے گی۔

ابودجانہ نے دشمنوں کے چھکے چھڑا دیے۔ حضرت حمزہ اور علی وغیرہ بھی دشمنوں میں جا گھسے اور صفوں کی صفیں صاف کر دیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وحشی نے جو ایک پتھر کے نیچے تاک میں بیٹھا تھا۔ اپنا حربہ اس زور سے مارا کہ وہ آپ کی ناف و عانہ کے درمیان لگا جو آپ کی دو رانوں میں سے نکل گیا اور آپ شہید ہو گئے۔

حضرت حنظلہ بن ابی عامر انصاری نے مشرکین کے سپہ سالار ابوسفیان پر حملہ کیا مگر شداد بن الاسود نے ان کے وار کو روکا اور اپنی تلوار سے حضرت حنظلہ کو شہید کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہا ہے۔ بعد میں ان کی بیوی سے یہ بات پوچھی گئی تو بیوی نے کہا کہ اسی شب ان کی شادی ہوئی تھی۔ صبح کو غسل کے لئے اٹھے۔ آدھا سر دھویا تھا کہ دعوت جنگ کی آواز آئی فوراً

Marfat.com

اسی حالت میں وہ شریک جنگ ہوگئے۔ فرمایا اسی سبب سے اسے فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ اس وجہ سے حضرت حنظلہ کو غسیل ملائکہ کہتے ہیں جب حضور نے حنظلہ کی لاش دیکھی تو ان کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔

(سیرت ابن ہشام)' (سیرت رسول عربی ص ۱۴۸)

بہادران اسلام نے خوب داد شجاعت دی۔ مشرکین کے پاؤں اکھڑ گئے۔ عثمان بن ابی طلحہ کے بعد ان کے علمبردار ابوسعید بن ابی طلحہ' مسافع بن طلحہ' حارث بن طلحہ' ملعب بن طلحہ' جلاس بن طلحہ' ارطات بن شرجیل' سریح بن قارط اور ابوزید بن عمرو بن مناف یکے بعد دیگرے قتل ہوگئے۔ آخری بار کفار کا جھنڈا صورب کے پاس تھا۔ وہ قتل ہوا تو کسی کو جھنڈا اٹھانے کی جرات نہ ہوئی۔ مشرکین کو شکست ہوئی عورتیں جو دف بجاتی تھیں۔ اب کپڑے چڑھاتے برہنہ ساق پہاڑ پر بھاگی جارہی تھیں اور میدان صاف ہوگیا۔ (سیرت رسول عربی ص ۱۴۲ تا ۱۴۹) مسلمان مال غنیمت لوٹنے دوڑے تو ۵۰ مجاہد درہ پر تعینات تھے۔ ان میں باوجود حضرت عبداللہ بن جبیر کے منع کرنے پر وہ بھی مال غنیمت حاصل کرنے دوڑ پڑے۔ اب درہ پر صرف دس مجاہد رہ گئے۔

خالد بن ولید جو ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا اور عکرمہ بن ابوجہل نے اس موقع کو غنیمت جان کر حضرت عبداللہ اوان کے ساتھیوں پر حملہ کردیا اور سب کو شہید کردیا۔ پھر درۂ کوہ میں سے آکر عقب سے لشکر اسلام پر ٹوٹ پڑے اور ان کی صفوں کو درہم برہم کردیا۔ ابلیس لعین نے پکار کر کہا انَّ محمدًا قد قتل (محمد قتل ہو چکے) مسلمان سراسیمہ بھاگنے لگے۔ آپ کے پاس صرف بارہ صحابہ کبار رہ گئے۔ حضرت مصعب بن عمیر علم لئے آپ کے پاس کھڑے تھے۔ لعین ابن قمیہ لیثی نے حملہ کیا اور حضرت مصعب بن عمر شہید ہوگئے۔ حب ابن قمیہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قتل کے ارادے سے حملہ آور ہوا تو حضرت مصعب نے مدافعلت کی۔ آپ کا داہنا ہاتھ کٹ

Marfat.com

گیا تو انہوں نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں لے لیا اور کہہ رہے تھے مامحمد الارسول پھر بایاں ہاتھ کٹ گیا تو جھنڈا سینے سے لگالیا اور جھنڈ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا۔

فتح کے بعد مسلمانوں کو جو شکست ہوئی۔ اس کی وجہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی تھی جیسا کہ (سورۃ آل عمران ع ۱۲ میں درج ہے) اس افراتفری میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک گڑھے میں پناہ لی اور سب سے پہلے حضرت کعب بن مالک انصاری نے حضور کو پہچانا۔ سر مبارک پر مغفر تھا جس کے نیچے آنکھیں چمک رہی تھیں۔ حضرت کعب نے زور سے پکارا۔ ''مسلمانو بشارت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہیں۔ یہ سن کر ایک جماعت حاضر ہوئی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِلَیَّ عباداللہ انا رسول اللہ خدا کے بندو میری طرف آؤ میں خدا کا رسول ہوں۔ یہ سن کر ایک جماعت حاضر ہوئی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ' عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ' علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اور حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ حضور کی طرف متوجہ ہوئے۔ کفار نے بھی سب طرف سے ہٹ کر اس طرف رخ کیا وہ بار بار حملہ کرتے۔ ایک دفعہ ہجوم ہوا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا'' کون مجھ پر جان دیتا ہے۔ حضرت زیاد بن سکن سات انصاری ساتھ لے کر حاضر ہوئے جنہوں نے یکے بعد دیگرے جانبازی سے لڑ کر جانیں فدا کیں۔ عتبہ بن ابی وقاص نے پتھر مارا جس سے آپ کا دانت مبارک (رباعیہ یمنی اسفلی) شہید کر دیا۔ نیچے کا ہونٹ زخمی ہو گیا۔ ابن قمیہ لعین نے چہرہ مبارک ایسا زخمی کیا کہ خود کے دو حلقے رخسار مبارک میں گھس گئے۔ اس حالت میں حضور فرمارہے تھے۔ (وہ قوم کیا فلاح پاسکتی ہے جس نے اپنے پیغمبر کو زخمی کیا۔)

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک

Marfat.com

پکڑا اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ نے آپ کو اٹھایا یہاں تک کہ آپ سیدھے کھڑے ہوگئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے اپنے دانتوں سے خود کا ایک حلقہ نکالا تو ان کا سامنے کا ایک دانت ٹوٹ گیا۔ دوسرا حلقہ نکالا تو دوسرا نکل گیا۔ حضرت ابوسعید خدری کے والد مالک بن سنان نے حضور کا خون جو بہہ رہا تھا چوس کر پی لیا۔ مبادا زمین پر گر پڑے اور عذاب نازل ہوا اور یوں فرمارہے تھے۔ (**اللھم اغفر لقومی فانھم لایعلمون** اے اللہ میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ نہیں جانتے)

حضرت طلحہ بن عبیداللہ نے اس کثرت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تیر روکے کہ ہاتھ بیکار ہوگیا۔ حضرت ابودجانہ حضور کے آگے ڈھال لئے کھڑے تھے۔ پشت پر تیر لگ رہے تھے مگر اپنے آقا پر جھکے ہوئے تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضور کی مدافعت میں تیر چلارہے تھے اور کہہ رہے تھے۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان حضور خود ان کو اپنے ترکش میں سے تیر دیتے تھے اور فرماتے تھے پھینکتے جاؤ۔

حضرت ابوطلحہ انصاری بڑے تیرانداز تھے۔ انہوں نے اس قدر تیر برسائے کہ دو تین کمانیں ٹوٹ ٹوٹ کر ان کے ہاتھ میں رہ گئیں۔ وہ حضور پر چمڑے کی ڈھال کی اوٹ بنائے کھڑے رہے اور اپنا سینہ تانے کھڑے رہے۔ وہ نعرۂ تکبیر مار کر ترکش سے تیر نکال کر پھینکتے تھے۔ ان کے پاس پچاس تیر تھے اور یہ تیر دشمن کی طرف پھینکتے وقت یہ نعرہ لگاتے یارسول اللہ **نفسی اولی عن نفسک جعلنی اللہ فداک** اے اللہ کے رسول میری جان آپ کی جان سے کم ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کردے اور میری جان وتن آپ پر فدا ہوں جب تیر ختم ہوگئے تو حضور زمین سے چوب اٹھا کر دیتے اور فرماتے ارم یا ابی طلحہ اے ابوطلحہ اسے پھینکو چنانچہ جب وہ دشمن پر پھینکتے تو وہ تیر بن جاتا جب کوئی صحابی ان کے پاس سے گزرتا اور اس کے پاس تیر ہوتے تو آپ اسے فرماتے ان تیروں کو ابوطلحہ کیلئے چھوڑ جاؤ'' حضرت عبداللہ بن جحش

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں کھجور کی ٹہنی دی جو تلوار بن گئی۔ انہوں نے اس کا نام مرجون رکھا۔ حضرت شماس بن عثمان قرشی مخزومی تلوار کے ساتھ آیا جو آپ سے مدافعت کر رہے تھے۔ وہ ڈھال کی طرح آپ کو بچائے ہوئے تھے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ اسی طرح سہل بن حنیف انصاری اوسی تیروں کے ساتھ مدافعت کر رہے تھے اور آپ فرما رہے تھے۔ ''سہل کو تیر دو'' حضرت قتادہ بن نعمان انصاری حضور کے چہرے مبارک کو بچانے کے لئے اپنا چہرہ سامنے کئے ہوئے تھے آخر ایک تیر اُن کی آنکھ میں ایسا لگا کہ ڈیلا رخسارے پر آ گرا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اس کو جگہ پر رکھ دیا اور یوں دعا فرمائی۔ خدایا! تو قتادہ کو بچا جیسا کہ اس نے تیرے نبی کے چہرے کو بچایا ہے'' پس وہ آنکھ دوسری آنکھ سے بھی تیز اور خوبصورت ہوگئی۔ غرضیکہ صحابہ کبار نے اپنا سب کچھ محبوب خدا پر قربان کر دیا۔

اثنائے جنگ میں مشرکین کی عورتیں شہدائے عظام کو مثلہ کرنے میں مشغول تھیں۔ عتبہ کی بیٹی ہند نے اپنے پاؤں کے کڑے' بالیاں اور ہار حضرت حمزہ کے قاتل وحشی کو دے دیئے اور خود حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جسے محبوب خدا نے اسد اللہ واسد الرسول کے خطاب سے نوازا تھا' کے کانوں اور ناک اور ہونٹوں سے اپنے واسطے کڑے اور بالیاں اور ہار بنائے اور حضرت حمزہ کے جگر کو پھاڑ کر چبایا۔ نگل نہ سکی تو پھینک دیا۔ (سیرت ابن ہشام' سیرت رسول عربی ص ۱۵۲ تا ۱۵۵)

شہادت حمزہ

ہندہ کے اس سفاکانہ فعل کی وجہ یہ تھی کہ غزوۂ بدر میں عتبہ بن ربیعہ سپہ سالار کفار کو جو ہند کا باپ اور ابوسفیان کا سسر تھا۔ اُسے سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واصل جہنم کیا تھا اور ابوسفیان کے بیٹے حنظلہ اور عتبہ کے بھائی شیبہ کو بھی آپ ہی نے قتل کیا تھا اس کے علاوہ طعیمہ بن عدی بھی آپ کے ہاتھوں قتل ہوا

Marfat.com

تھا۔ اس کے لئے بدر کے بعد عتبہ کی بیٹی ہندہ نے نذر مانی تھی کہ حمزہ اگر ملے تو ان کا دل اور جگر دانتوں سے چباؤں گی اور طعیمہ کے بھتیجے جبیر بن مطعم نے اپنے حبشی غلام وحشی کو جو حربہ اندازی کا ماہر تھا۔ اُحد کے موقع پر بلایا اور کہا اگر میرے چچا طعیمہ کے انتقام میں محمد کے چچا حمزہ کو قتل کرے تو تجھے آزاد کردوں گا۔

جب اُحد کے میدان میں رن زوروں پر تھا۔ بدر کا غازی حمزہ جو سب سے آگے اور مشرکین کی صفوں کے قریب رہا کرتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا علی' حمزہ کو آواز دو کہ میرے قریب آ جائیں۔ اس وقت حضرت حمزہ اپنی بہادری کے جوہر دکھا رہے تھے۔ دونوں ہاتھوں میں تلوار تھی اور نامور جنگجو کفار کو قتل کر رہے تھے جن کی تعداد تمیں تک پہنچ گئی۔

وحشی جو حضرت حمزہ کے خون سے اپنی آزادی حاصل کرنے آیا تھا اور جسے راستے میں ہندہ برابر بھڑکاتی رہی تھی۔ یہ بزدل وحشی ایک پتھر کی اوٹ میں چھپا بیٹھا تھا۔ بہادر حضرت حمزہ پر حربہ (نیزہ) پھینکا جو ناف سے نیچے لگا اور باہر نکل گیا۔ آپ وحشی کی طرف پلٹے مگر زخموں کی تاب نہ لاکر گر پڑے اور شہید ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وحشی کا بیان کہ میں حمزہ کے پاس پہنچا اور اپنے خنجر سے پیٹ چاک کیا اور جگر نکالا اور اسے ہندہ کے پاس لے آیا اور کہا یہ ہے تیرے باپ کے قاتل حمزہ کا جگر۔ اس نے مجھ سے لے لیا اور منہ میں چبا کر تھوک دیا۔ ہندہ نے کپڑے' زیور اور تمام سونا چاندی جو اس وقت اس کے پاس تھا' مجھے دے دیا اور وعدہ کیا کہ جب مکہ پہنچوں گی تجھے سرخ سونے کی دس اشرفیاں بھی دوں گی۔ پھر ہندہ نے مجھے کہا کہ مجھے وہ جگہ دکھاؤ جہاں حمزہ کی لاش ہے۔ میں اسے وہاں لے گیا اور اس نے حمزہ کے ناک' کان' ہونٹ اور ہاتھ پاؤں کاٹ لئے اور مکہ لے آئی جہاں اس نے اعضاء بریدہ کا بازو بند' ہاتھ کے کنگن اور پازیب بنا کر پہنا اور جبیر بن مطعم نے مجھے آزاد کردیا۔

(مدارج النبوت ص ۳۰۹ جلد دوم)

Marfat.com

اس جنگ میں ستر صحابہ شہید ہوئے جب جنگ ختم ہوئی تو صحابہ کبار اپنے اپنے شہداء کو ڈھونڈ رہے تھے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کو دیکھا تو دل بے قرار ہوگیا اور آپ پر رقت طاری ہوگئی اور نعش کے پاس کھڑے ہوکر فرمایا۔

''آپ پر خدا کی رحمت جہاں تک مجھے علم ہے آپ بڑے رحیم اور صاحب خیر تھے'' اور فرمایا ''قیامت کے روز اللہ کے نزدیک شہیدوں کے سردار حمزہ ہوں گے''

آپ کی بہن صفیہ بنت عبدالمطلب اپنے حقیقی بھائی کی نعش دیکھنے کو آمادہ ہوئیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے بیٹے زبیر بن العوام سے کہا کہ وہ واپس چلی جائیں حمزہ کو مت دیکھیں شاید یہ دردناک منظر دیکھ کر بے قرار ہوجائیں۔ بیٹے نے روکنا چاہا تو حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھے معلوم ہے کہ جو سلوک میرے بھائی کے ساتھ کیا گیا ہے میں صبر سے کام لوں گی اور دعائے مغفرت کر کے واپس چلی جاؤں گی۔ آخر وہ نعش کے پاس آئیں۔ دل بے قرار ہورہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ صفیہ کے سینہ پر رکھ کر دعا کی تو صفیہ نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور رو پڑیں۔ انہیں دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی رو پڑے اور فرمایا۔

''حمزہ کو ساتوں آسمان والوں کے درمیان اسداللہ و اسدالرسول لکھا گیا ہے''

حضرت صفیہ کے پاس دو چادریں تھیں بڑی چادر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے دی اور دوسری اس انصاری کیلئے جو حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پڑے ہوئے تھے اس کے بعد حضور نے شہداء کی نماز جنازہ اس طرح پڑھی کہ حمزہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھا اور ان پر نماز جنازہ پڑھی پھر انصاری کے ایک شہید کو لایا اور حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں رکھ دیا اور نماز جنازہ پڑھی۔ پھر انصار کو اٹھا کر لے گئے اور تیسرے شہید کو لاکر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں رکھا گیا اور

Marfat.com

نماز جنازہ پڑھی اسی طرح سب کی نماز جنازہ پڑھی۔ اس طرح آپ نے حمزہ پر ستر نمازیں پڑھیں جب دفن کا وقت آیا تو شہداء کیلئے کفن کیلئے چادریں کافی نہ تھیں۔ حضرت حمزہ کو ایک چادر میں کفن دیا گیا۔ ان کا سر ڈھانکا جاتا تو پاؤں باہر ہو جاتے اور پاؤں ڈھانکتے تو سر کھل جاتا۔ آخر ان کا سر ڈھانک دیا گیا اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دی گئی جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سر اٹھایا تو اصحاب رو رہے تھے جس پر آپ پر بھی گریہ طاری ہو گیا اس کے بعد حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو ایک ہی قبر میں دفن کر دیا گیا۔

طبقات ابن سعد صفحہ ۲۴۴ جلد ۳ میں لکھا ہے کہ جب حضور شہداء کے کفن کے بعد مدینہ پہنچے تو بنی عبدالاشہل کی عورتوں پر گزرے جو شہداء احد پر رو رہی تھیں۔ فرمایا حمزہ پر کوئی رونے والیاں نہیں' حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا تو بنی عبدالاشہل کی عورتوں کے پاس آئے اور انہیں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر جائیں اور حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر روئیں۔ آپ نے ان کا رونا سنا تو پوچھا یہ کون ہیں۔ کہا گیا یہ انصار مدینہ کی عورتیں ہیں جنہیں اسی کام کیلئے بلایا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب واپس جاؤ آج کے بعد میت پر رونا جائز نہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر شہداء کی قبروں پر جایا کرتے اور فاتحہ خوانی فرماتے''

جب مکہ فتح ہو گیا تو حضور نے عام معافی کا اعلان فرمایا تو لوگ جوق در جوق خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ کے دست حق پرست پر بیعت کرتے۔ چنانچہ ہندہ بھی آئی جس نے حمزہ کا جگر چبایا تھا اور مثلہ کیا تھا اسے دیکھ کر حضور کا دل بھر آیا اور فرمایا تیرے دیکھنے سے مجھے میرے چچا حمزہ کا مثلہ ہونا یاد آ جاتا ہے اور سخت رنج ہوتا ہے اس لئے تو میرے سامنے نہ آیا کر۔ اسی طرح وحشی بھی مشرف بہ اسلام ہو گیا تھا جب وہ حاضر خدمت ہوا تو آپ نے اسے فرمایا تو ہی میرے چچا حمزہ کا قاتل ہے اس نے کہا ہاں رسول اللہ مجھے معاف فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا مجھے وہ واقعہ سناؤ

Marfat.com

جس طرح تو نے حمزہ کو شہید کیا تھا چنانچہ اس نے سارا واقعہ سنایا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے جب وہ سارا واقعہ سنا چکا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تجھ پر بڑا افسوس ہے تو مجھ سے اپنا چہرہ غائب رکھ اور میں تجھے ہرگز نہ دیکھوں۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ اس کے بعد جب مسلمان مسیلمہ کذاب (جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا) یمامہ والے کی طرف نکلے تو وحشی کا بیان ہے کہ میں بھی مسلمانوں کے ساتھ نکلا اور وہی نیزہ (حربہ) لیا جس سے حضرت حمزہ کو شہید کیا تھا جب لوگ جمع ہوئے تو میں نے مسیلمہ کذاب کو کھڑا دیکھا جس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ میں نے اپنے نیزے کو حرکت دی اور اس پر پھینک دیا۔ نیزہ اس میں پیوست ہوگیا جس سے وہ واصل جہنم ہوگیا۔ (البدایہ ص ۱۸ جلد ۴)

اس کے بعد حضرت وحشی کہا کرتے تھے کہ میرے ہاتھوں افضل امت محمدیہ حمزہ شہید ہوئے اور بدترین کذاب بھی میرے ہاتھوں قتل ہوا۔

جنگ سے واپسی پر مدینہ منورہ میں رقت انگیز منظر

شہداء احد کی نماز پڑھنے کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ واپسی فرمائی۔ ہر قبیلہ کے مرد وعورت آپ کے استقبال کیلئے نکلے۔ یہ سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سلامتی اور بقائے ذات اقدس پر شکر خدا بجا لارہے تھے اور ہر شخص جس کو جو مصیبت پہنچی تھی حضور کی سلامتی کے مقابلہ میں اس مصیبت کو آسان سمجھ رہا تھا۔

ایک عورت تھی جس کا باپ' بیٹا اور اس کے جملہ اقارب شہید ہوگئے تھے وہ لوگوں سے دریافت کرتی پھرتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں؟ اگر وہ حیات ہیں تو کسی کے مرنے کا کوئی مضائقہ نہیں اور نہ غم جب آپ سلامت میں تو گویا سب موجود ہیں۔

حضور جب قبیلہ بنی عبدالاشہل میں پہنچے۔ یہ حضرت سعد بن معاذ کا قبیلہ تھا تو

Marfat.com

کبشہ بنت رافع (حضرت سعد بن معاذ کی والدہ) باہر آئیں یہ دوڑتی ہوئی حضور کی بارگاہ میں پہنچی تا کہ جمال جہاں آرا مصطفوی سے آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔ اس وقت حضور گھوڑے پر سوار تھے اور سعد بن معاذ گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یارسول! یہ میری ماں ہیں جو حضور کی باندی و خدمتگار ہیں'' فرمایا ''مرحبابہا'' پھر وہ آئیں اور قریب ہوکر حضور کے دیدار مبارک کے مشرف ہوئیں اور عرض کرنے لگیں۔ ''یارسول اللہ'' جب میں نے آپ کو سلامت پایا تو اب ہر مصیبت کا گھونٹ پی سکتی ہوں'' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے ان کے بیٹے عمرو بن معاذ کی تعزیت کرتے ہوئے فرمایا اے سعد تمہیں بشارت ہو اور تم اپنے سب گھر والوں کو بشارت دے دو کہ سب شہداء نے شربت شہادت پیا ہے وہ جنت کے منازل میں ہیں اور وہاں سیروتفریح کر رہے ہیں جیسا کہ سورۂ بقر اور سورۂ کی آیت میں حکم خداوندی ہے اور ان کی شفاعت ان کے گھر والوں کے لئے قبول ہوں۔ کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول ہم اس حال میں راضی ہیں اس بشارت کے بعد تہنیت کا مقام ہے نہ کہ تعزیت کا۔ عرض کیا ''یارسول اللہ'' پسماندگان کیلئے دعا فرمائے۔ حضور نے فرمایا ''اے خدا ان کے دلوں کے غم دور کردے اور ان کی مصیبتوں کا اجر دے۔ سب کو حکم دیا ہے اپنے گھروں کو جائیں اور زخمی مجاہدین کی تیمارداری کریں۔ بنی الاشہل کے حضرات زخمی تھے۔ تقریباً ان کے بیس افراد زخمی تھے۔ اس لئے حضرت سعد کے گھر تیمارداری کو گئے۔ پھر حضرت سعد آپ کو کاشانہ اقدس تک پہنچا کر واپس لوٹے۔

مروی ہے کہ جب مصیبت زدگان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے استقبال کو نکلے تو فاطمہ بنت حمزہ راستہ کے کنارے کھڑے ہوکر رسول اللہ کے لشکر کو دیکھ رہی تھیں جوق در جوق لوگ آتے تھے۔ فاطمہ ان میں اپنے باپ حمزہ کو تلاش کرتی تھیں مگر وہ لوگوں میں نظر نہ آئے تو حضرت صدیق سے دریافت کیا کہ ''میرے والد کہاں ہیں انہیں میں لشکر میں نہیں دیکھ رہی۔ صدیق اکبر کا دل بھر آیا اور چشم پرنم ہوگئیں۔

Marfat.com

آپ نے فرمایا ''ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں'' جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو اپنے والد کو حضور کے ساتھ بھی نہ دیکھا تو سواری کی لگام تھام کر عرض کرنے لگیں۔ ''یارسول اللہ'' میرے والد کہاں ہیں فرمایا ''تمہارا والد میں ہوں'' عرض کی یارسول اللہ اس کلام مبارک سے خون کی بو آرہی ہے'' اوران کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ صحابہ کے بھی آنسو جاری ہوگئے۔ اس کے بعد فاطمہ نے عرض کیا ''یارسول اللہ'' میرے والد کے شہادت کی کیفیت بیان کیجئے'' فرمایا اے بیٹی اس کی کیفیت بیان کروں تو تمہارا دل قابو میں نہیں رہے گا۔ اس سے فاطمہ دختر حمزہ کی چیخ نکل گئی۔

اس غزوہ میں ستر مسلمان شہید ہوئے۔ چھیاسٹھ انصار کے اور چار مہاجرین کے اور کفار کے تقریباً تیس واصل جہنم ہوئے تھے۔

(مدارج النبوت ص ۲۲۹ تا ۲۳۱ جلد دوم)

چند ایمان افروز واقعات: حضرت انس بن نضر نے چند مجاہدین کو دیکھا کہ ہتھیار پھینک دیئے ہیں اور مغموم بیٹھے ہیں۔ پوچھا یہ کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا۔ انس نے نہایت جوش سے کہا موتوا علیٰ مامات رسول اللہ آؤ جہاں رسول خدا نے جان دی۔ ہم بھی اپنی زندگی کا خاتمہ کردیں۔ اب زندہ رہنے میں کیا کریں گے۔ یہ جانثار اسی جوش میں کفار پر حملہ کرتے ہوئے ۷۰ زخم جسم پر کھانے کے بعد شہید ہوئے (طبری) اسی جنگ میں سعد بن ربیع بھی شہید ہوئے۔ جنگ ختم ہونے پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے۔ ایک نے دیکھا کہ زخمیوں میں پڑے دم توڑ رہے ہیں۔ پوچھا کیا حال ہے فرمایا تم مجھے مردہ سمجھو لیکن براہ مہربانی میرا سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کردینا اور کہنا ''اللہ تعالیٰ آپ کو وہ بہترین جزا عطا کرے جو کسی نبی کو کسی امت کی ہدایت پر دی گئی ہو اور قوم کو میری طرف سے یہ کہہ دینا کہ جب تک ایک

Marfat.com

جھپکنے والی آنکھ بھی تم میں باقی ہے اس وقت تک اگر دشمن نبی پر پہنچ گیا تو خدا کے حضور میں تم کوئی عذر پیش نہ کرسکو گے۔ (تاریخ طبری) ایک صحابی کا بیان ہے کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملنے گیا۔ ان کی چھاتی پر ایک چھوٹی سی لڑکی بیٹھی تھی جسے وہ بار بار چومتے اور پیار کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے فرمایا یہ سعد بن ربیع کی لڑکی ہے وہ مجھ سے بھی برتر تھا اور قیامت کے روز وہ نقیبان محمد میں شمار کیا جائے۔ (تاریخ طبری) اس جنگ میں حضرت عمار بن زیاد بھی شہید ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے یاد فرمایا جنہیں ڈھونڈ کر پیش خدمت کیا گیا فرمایا کوئی آخری خواہش تو قدم بوسی کی خواہش کی تو آپ نے اپنے پاؤں اس کے آگے کر دیئے اور حضرت عمار نے اپنے رخسار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تلووں سے لگا دیئے (زادالمعاد)

سر بوقت ذبح اپنا ان کے زیر پائے ہے
یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

اسی طرح اس غزوہ میں باقی صحابہ کرام نے بھی بڑی جوان مردی سے اپنے سروں کے نذرانہ بارگاہ مصطفوی میں پیش کیے

گر قبول افتد زہے عز و شرف

غزوہ حمراء الاسد

جنگِ اُحد سے مشرکین جب واپسی پر مقام روحا پہنچے تو ابوسفیان نے کہا ہمیں مسلمانوں کے مقابلے میں کوئی فتح نہیں ہوئی زیادہ سے زیادہ یہ کہ مقابلہ برابر رہا۔ اگر واپس جا کر کہیں گے کہ ہم فتح مند لوٹے تو لوگ پوچھیں گے کہ تمہارے ساتھ مسلمان قیدی کہاں ہیں؟ مال غنیمت کہاں ہے؟ اور بہادر سرداران قریش قتل کرا آئے ہو تو ہمیں کون فتح مند ہوگا۔ ابوسفیان مقام روحا سے واپسی پر آمادہ ہوا تا کہ مدینہ پر حملہ آور ہو۔

Marfat.com

ادھر مدینہ پہنچ کر اگلے روز بروز اتوار جب حضور کو ان کے لوٹ آنے کے ارادے کی خبر پہنچی تو حضور نے بحکم الہٰی مقابلے کی تیاری کر دی حضور نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ اعلان کریں کہ حکم الہٰی یہ ہے کہ مشرکوں سے جہاد کریں اور صرف وہ شخص جو احد میں حاضر نہ تھا باہر نہ آئے صرف وہ لوگ باہر آئیں جو کل جنگ میں شامل تھے آپ نے حضرت ام کلثوم کو مدینہ منورہ میں خلیفہ بنایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو علم سپرد کیا اور آپ حمرالاسد جو مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے تشریف لے گئے۔

معبد بن ام معبد خزاعی جو ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا مگر آپ سے بڑی محبت رکھتا تھا اس وقت مکہ جا رہا تھا جب حمر الاسد پہنچا تو آپ سے ملاقات کی اور صحابہ کے بارے تعزیت کی جو ابوسفیان اور مشرکوں کے لشکر میں پہنچا تو ابوسفیان نے اس سے پوچھا بتاؤ کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کیا خبر رکھتے ہو معبد نے جواب دیا کہ محمد معہ حاضرین معرکہ احد اور ان کے سوا بہت سے اصحاب کی جمعیت کے ساتھ تم سے انتقام لینے مدینہ سے باہر آگئے ہیں اور انہیں حمر الاسد چھوڑا ہے اور کہا میرا خیال ہے کہ قبل اس کے کہ تم اس منزل سے کوچ کرو ان کے لشکر کے گھوڑوں کی پیشانیاں دیکھو گے اور ان کی آواز سن لو گے مخفی نہ رہنا۔ (مدارج النبوت ص ۲۳ جلد دوم)

یہ خبر سنتے ہی لشکر کفار بدحواس ہو کر وہاں سے سیدھا مکہ کی جانب روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر دم لیا آنحضرت کو جب بتحقیق معلوم ہو گیا کہ کفار بدحواسی سے مکہ بھاگ چلے جا رہے تو آپ واپس مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔

(تاریخ اسلام ص ۱۷۷ جلد اول)

اسی جگہ حمر الاسد میں ابوعزہ شاعر جو اسیران بدر میں سے تھا اور بغیر فدیہ لئے یہ عہد لے کر چھوڑ دیا گیا تھا کہ آئندہ مسلمانوں کے خلاف جنگ میں حصہ نہیں لے گا مگر اس نے بدعہدی کی تھی اور وہ غزوہ احد میں مسلمانوں کے خلاف جنگ میں موجود تھا گرفتار ہوا حضور نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا مومن ایک سوراخ سے دو بار

Marfat.com

نہیں ڈسا جاتا۔

دوسرا شخص معاویہ بن مغیرہ جو واجب القتل تھا اور مسلمانوں کو ایذائیں دیتا تھا گرفتار ہوا حضور نے دونوں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

سریہ رجیع

سریہ رجیع ہجرت کے چھتیسویں مہینے ماہ صفر میں واقع ہوا۔ احد سے واپسی کے بعد سفیان بن خالد ہذلی جو اشقیا ناس میں سے تھا عضل وقارہ کے قبیلے کے کچھ لوگوں کے ساتھ قریش کی تہنیت کیلئے مکہ پہنچا۔ جب وہ مکہ میں آئے تو انہوں نے سنا کہ سلافہ بنت سعد زوجہ طلحہ بن ابی طلحہ نے جو احد میں کافروں کی علمبردار تھی کا شوہر اور چار بیٹے مارے گئے ہیں اعلان کیا کہ جو کوئی عاصم بن ثابت کا سر لائے گا اسے سو اونٹ منتخب دیئے جائیں گے عاصم کا نام اس لئے لیا کہ اس کے دو بیٹوں کو تو حضرت عاصم نے قتل کیا تھا سفیان بن خالد شقی کو لالچ پڑا اس نے اپنی قوم کے سات شریر لوگوں کو چنا اور مدینہ بھیج آیا کہ وہ حضور کے پاس پہنچ کر اسلام کا اظہار کریں اور عرض کریں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے صحابہ کی ایک جماعت ہمارے ہمراہ بھیجیں تا کہ وہ ہماری قوم کو اسلامی احکام و شرائع سکھائیں چنانچہ حضور نے حضرت عاصم کی سربراہی میں خبیب بن عدی' مرثد' عبداللہ بن طارق' خالد بن ابی البکر' زید بن الدثنہ وغیرہ دس صحابہ کو ان سات عضل وقارہ منافقوں کے ساتھ بھیج دیا۔ جب موضع ہدہ پہنچا جو عسفان اور مکہ کے درمیان ہے تو ان سے ایک سفیان بن خالد ملعون کے پاس چلا گیا اور حضرت عاصم اور ان کے اصحابہ کے آنے کی خبر دی اور وہ جہنمی کتا تقریباً دو سو ملعونوں کے ساتھ مسلمانوں کی طرف آیا۔ خالد بن ابی البکر نے عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اے ابو سلیمان تمہارے مہمان نے ہمیں فریب دیا ہے۔ عاصم نے ان کی تصدیق کی اور ساتھیوں کو جو مسلح تھے جنگ کی ترغیب دی۔ کافروں نے کہا اے عاصم جلدی نہ کرو اور خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو ہم تمہیں امان اور پناہ دیتے ہیں عاصم نے

Marfat.com

فرمایا میں کسی مشرک کی امان قبول نہیں کرتا اور نہ ان کا اعتبار اور فرمایا میں نے سنا ہے کہ ''طلحہ کی بیوی نے نذر مانی ہے کہ میرے سر کے پیالہ میں شراب پیے۔'' اس کے بعد کہا ''اے خدا ہمارے احوال کی خبر ہمارے نبی کو پہنچا دے اس کی دعا قبول ہوئی اور اس کی خبر اللہ تعالیٰ نے حضور کو پہنچا دی اور حضور نے لوگوں کو وہ سب کچھ بتا دیا جو انہیں مصیبت پہنچی۔

انہوں نے دعا مانگ کر تیر اندازی شروع کر دی جب تیر ختم ہو گئے تو نیزے سے مقابلہ کیا یہاں تک کہ نیزہ ٹوٹ گیا اس کے بعد تلوار نکال کر مقابلہ کیا اور دعا میں کہا اے خدا میرے بعد میرے جسم کو مشرکوں سے محفوظ رکھ اس کے بعد کافروں نے تیروں کی بارش کر دی اور عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔

جب ان ارباب شقاوت نے ارادہ کیا کہ حضرت عاصم کے سر مبارک کو ان کے تن سے جدا کر کے سلافہ کے پاس لے جائیں اور سو اونٹ حاصل کریں تو حق تعالیٰ نے زنبور یعنی بھڑوں کے ایک لشکر کو حضرت عاصم کے کن اقدس کی حفاظت کیلئے بھیجا اور انہوں نے ان کے جسم کو اپنے گھیرے میں لے لیا جو کافر آگے بڑھتا ایک دم ہجوم کر کے حملہ کرتیں اور اپنے ڈنگ سے کاٹ لیتیں اور حضرت عاصم کے پاس سے بھگا دیتی تھیں پھر حق تعالیٰ نے پانی کا سیلاب بھیجا جو آپ کے جسم کو بہا کر لے گیا اور انہیں دشمنوں سے اوجھل کر دیا۔

مروی ہے کہ سلافہ نے اسے سو اونٹ نہ دیئے اور کہا تم نے شرط پوری نہیں کی جو عاصم کا سر لانے کی لگائی تھی۔

اس مقابلے میں چھ حضرات کفار کے ساتھ مقابلہ کرتے شہید ہو گئے خبیب بن عدی، عبداللہ بن طارق اور زید بن الدثنہ کو یہ مشرک امن کا وعدہ کر کے پہاڑ سے نیچے لے آئے بعد میں ان بدبختوں نے عہد شکنی کی اور ان کے ہاتھوں کو ان کی کمانوں کے چلّے سے باندھ دیا۔

Marfat.com

عبداللہ بن طارق نے جب ان کی غداری دیکھی تو کسی حیلہ سے اپنے ہاتھوں کو بندش سے کھول لیا اور شمشیر تان کر دشمنوں پر حملہ کر دیا بالآخر دشمنوں نے سنگ باری کر کے ان کو شہید کر دیا۔

خبیب اور زید کو فروخت کرنے کیلئے مکہ لے گئے خبیب کو حارث بن عامر بن نوفل نے خرید لیا تا کہ حارث بن نوفل کے بدلے قتل کر دے کیونکہ اس کو خبیب نے قتل کیا تھا اور حضرت زید کو صفوان بن امیہ نے پچاس اونٹوں پر خرید لیا تا کہ امیہ بن خلف کے بدلے تمام ہو کیونکہ امیہ کو زید نے قتل کیا تھا ان کو مکہ میں ذیقعدہ کے مہینے میں لایا گیا اس کے بعد دونوں کو محبوس کر دیا گیا۔ تا کہ حرمت والے مہینے گزر جائیں پھر انہیں قتل کریں۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب وہ محبوس تھے لوگوں نے انگور کا خوشہ کھاتے دیکھا حالانکہ مکہ مکرمہ میں اس زمانے میں کسی قسم کا میوہ اور پھل بازاروں میں نہ ہوتا تھا یہ رزق اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا۔

جب حرمت کے مہینے گزر گئے تو موضع تنعیم میں جو زمین حرم سے خارج ہے اور مکہ کے قریب ترین زمین حل ہے وہاں خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سولی پر چڑھانے کیلئے لائے اس وقت حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار سے کہا کہ انہیں اتنی مہلت دی جائے کہ دو رکعت نماز پڑھ لیں جو آپ نے جلدی جلدی پڑھ لیں کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ موت کے ڈر سے نماز کو طویل کرتا ہے اس وقت چند اشعار کہے جس کا مفہوم یہ ہے اور میں مرنے سے نہیں ڈرتا جب کہ میں مسلمان ہو کر مر رہا ہوں خواہ میرے جسم کے ایک ایک جوڑ جدا کر کے مجھے ہلاک کر دیں میری یہ ہلاکت ذات باری تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا میں ہے اگر خدا نے چاہا تو وہ میرے جسم کے ٹکڑوں پر برکتیں اور رحمتیں نازل فرمائے گا۔

Marfat.com

لقد جمع الاحزاب حولی والبرا
قبائلهم واستجمعوا كل مجمع
وكلهم مبدی العداوة جاهد
علی الانی فی وثاق بمضيع !
وقد جمعوا ابناء هم ونساء هم
وقربت من جزع طويل ممنع
وقد خيرانی الكفر والموت دونه
وقد هملت عيناى من غير مجزع
فلست بمبدٍ للعد و تخشعًا
ولا جزعاً الی الله مرجعی
وما لی حذر الموت انی لميت
ولكن حذاری حجم نارٍ ملفعِ
فذوا العرش صبرنی علی ما يراد بی
فقد بضعوا لحمی وقد ياس طمعی
الی الله اشكو غربتی ثم كربتی
وما ارهد الاحزاب لی عند مصرعی
فوالله ما ارجوا ذامت مسلماً
الی ای جنب كان فی الله مصرعی
وذالک فی ذات الا له وان يشآء
يبارک علی اوصال شلو ممنرع

(رحمۃ للعالمین جلد اول صفحہ ۱۱۲ بحوالہ طبری؛ زادالمعاد)

ابنوہ و رابنوہ لوگ میرے گرداگرد کھڑے ہو رہے ہیں اور انہوں نے بڑی بڑی جماعتوں کو بلا لیا ہے۔ یہ سب کے سب عداوت نکال رہے ہیں اور میرے خلاف جوش دکھا رہے ہیں اور میں اس ہلاکت گاہ میں بندھا ہوا ہوں۔قبیلوں نے اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی بلا رکھا ہے۔اور مجھے ایک مضبوط بند لکڑی کے پاس لے آئے ہیں۔انہوں نے کہہ دیا ہے کہ کفر اختیار کرنے سے مجھے آزادی مل سکتی ہے مگر اس سے تو موت میرے لئے بہت سہل ہے۔ میری آنکھوں سے آنسو لگاتار جاری ہیں۔ مگر مجھے کچھ ناشکیبائی نہیں۔ میں دشمن کے سامنے نہ عاجزی کروں گا اور نہ روؤں اور چلاؤں گا۔ میں جانتا ہوں کہ میں خدا کی طرف جا رہا ہوں۔ موت سے مجھے اس لئے ڈر نہیں کہ میں مر جاؤں گا لیکن میں تو لپٹ والی آگ کے خون چوسنے سے ڈرتا ہوں۔ اس عرش عظیم کے مالک نے مجھ سے کوئی خدمت لینی چاہی اور مجھے شکیبائی کے لئے فرمایا ہے۔ اب انہوں نے زدوکوب سے میرا تمام گوشت کوٹ دیا ہے اور میری امید جاتی رہی ہے۔ میں اپنی درماندگی اور بے وطنی و بے کسی کی فریاد اور ان ارادوں کی (جو میرے جان توڑنے کے بعد یہ لوگ رکھتے

Marfat.com

ہیں) خدا سے کرتا ہوں۔ بخدا جب میں اسلام پر جان دے رہا ہوں تو میں یہ پروا نہیں کرتا کہ راہ خدا میں کس پہلو پر گرتا اور کیونکر جان دیتا ہوں۔ خدا کی ذات سے اگر وہ چاہے یہ بالکل امید ہے کہ وہ گوشت کے ہر ایک ٹکڑے کو برکت عطا فرمائے۔

پھر کفار نے کہا دین اسلام سے منحرف ہو جائے تو نجات دے دیں گے رب العزت کی قسم اگر تمام روئے زمین مجھے دے دی جائے تو میں دین حق سے منہ نہ موڑوں گا ایک جان کیا سو جانیں ہوں تو بھی اس پر فدا ہیں۔

کفار کہنے لگے اس وقت تمہاری خواہش تو یہ ہو گی کہ تیری بجائے اس دار پر محمد ہوتے (نعوذ باللہ) اور تو اس وقت اپنے گھر میں سلامتی کے ساتھ رہتا۔ خبیب نے فرمایا خدا کی قسم میں تو یہ بھی گوارا نہیں کرتا کہ حضور اقدس کے پائے مبارک میں کانٹا بھی چبھے اور میں گھر میں بیٹھا رہوں۔ (مدارج النبوت ص۴۴ جلد دوم)

ابو سفیان نے کہا واللہ میں نے آج تک کوئی کسی کا دوست ایسا نہیں دیکھا جیسے محمد کے دوست ہیں (تاریخ اسلام ص۱۸۹ حصہ اول) غرضیکہ کفار نے ہر قسم کا خوف دلایا اور سختیاں کیں اور بیہودگیاں کیں کہ وہ دین سے منحرف ہو جائیں مگر ناکام آخر ان کو قتل کر دینے کا فیصلہ کر لیا۔ اس وقت انہوں نے کہا اے میرے مالک اس جگہ دشمنوں کے سوا کسی کو نہیں دیکھتا ہوں اور دوستوں میں سے بھی یہاں کوئی نہیں ہے جو میرا پیغام میرے حبیب تک پہنچائے اے خدا تو ہی میرا سلام بارگاہ رسالت میں پہنچا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس کی مجلس میں ایک جماعت کے ساتھ موجود تھا کہ یکایک حضور پر وحی کے آثار نمودار ہوئے اس کے بعد فرمایا خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قریش نے شہید کر دیا ہے اور جبرائیل امیں علیہ السلام مجھے ان کا سلام پہنچا رہے ہیں اس کے بعد مشرکوں نے بدر کے پسماندگان کو بلایا جن کے باپ وغیرہ بدر میں مارے گئے تھے چالیس آدمی برچھیاں تانے آگے آ گئے اور حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم اقدس میں چھید کئے

Marfat.com

اور ایک نیزہ آپ کے جگر میں چبھو دیا اس کے بعد ان اشقیاء میں سے ایک نے ان کے سینہ پر ایسا نیزہ مارا جو پشت سے پار ہو گیا اس وقت ان کی زبان پر کلمہ توحید جاری ہو گیا اور کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے اس جہاں فانی دار آخرت میں چلے گئے رضی اللہ عنہ وارضاہ) (مدارج النبوت ص ۲۴۴ تا ۲۴۵ جلد دوم)

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت زید رضی اللہ عنہ کو لائے انہوں نے بھی حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی میں دو رکعت نماز ادا کی کفار نے بھی ان کے ساتھ وہی کچھ کیا جو حضرت خبیب سے کر چکے تھے ان کے ساتھ بھی وہی کچھ کیا اور اسی طرح حضرت زید کو شہید کیا جس طرح حضرت خبیب کو کیا تھا انہیں صفوان بن امیہ کے غلام جس کا نام انسطاس تھا شہید کیا۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو کئی دن تک اسی طرح سولی پر لٹکائے رکھا تا کہ ان کے قتل کی خبر عرب میں پھیل جائے ان کے حال کی حقیقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے ذریعہ منکشف ہو چکی تھی اس وقت حضور نے اپنے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ کون ہے جو جائے اور خبیب کو دار سے اتار لائے اور اس کے بدلے بہشت بریں پائے۔ حضرت زبیر بن العوام اور مقداد بن الاسود اس خدمت کو اپنے اوپر لازم کر کے روانہ ہوئے دن چھپ کر گزارتے اور رات کو سفر طے کرتے اس طرح قطع منازل کر کے رات کے وقت تنعیم میں پہنچے جہاں حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دار پر لٹکایا ہوا تھا چالیس مرد دار کے گرد سوئے ہوئے تھے یہ خبیب کو آہستگی سے اتار لائے چالیس دن گزر جانے کے بعد بھی ہنوز جسم تروتازہ تھا اور ان کے زخموں سے خون ٹپک رہا تھا اور مشک کی مانند خوشبو مہک رہی تھی۔

حضرت زبیر کے گھوڑے پر انہیں بار کر کے دونوں رفیق لوٹے جب صبح ہوئی تو قریش کو پتہ چلا ستر سوار ان کے تعاقب میں دوڑا دیئے جب وہ ان کے قریب پہنچے تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم کو گھوڑے

Marfat.com

کی پشت سے اتار کر زمین پر رکھ دیا اس نے اسی وقت ان کو اپنے اندر سمو لیا اس سبب سے خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (بلیغ الارض یعنی زمین کے نگلنے والے) کہا جاتا ہے اس کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار سے فرمایا میں زبیر بن العوام ہوں اور میری والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب ہیں اور یہ میرے ساتھی مقداد بن الاسود ہیں ہم دو شیر ہیں جو اپنے کچھار میں جا رہے ہیں اور راستہ کے موانعات اور رکاوٹوں کو دور کرنا چاہتے ہیں اگر تم چاہتے ہو کہ ہمارے ساتھ سفر کریں تو آ جاؤ اور اگر واپس مکہ جانا چاہتے ہیں تو جاؤ۔ کفار مکہ واپس لوٹ گئے اور یہ دونوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں مدینہ منورہ پہنچے۔ جبرائیل امین علیہ السلام اس مجلس مبارک میں موجود تھے جبرائیل نے حضور سے عرض کیا ''یا رسول اللہ! آپ کے ان دونوں صحابہ کی وجہ سے فرشتے مباہات کرتے ہیں رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ)

(مدارج النبوت صفحہ ۲۴۶ جلد دوم)

سرایہ ابو سلمہ مخزومی

ہجرت کے پینتیسویں مہینے کے شروع میں سرایہ ابو سلمہ بن عبدالاسد مخزومی پیش آیا۔ یہ ڈیڑھ سو مہاجرین و انصار پر مشتمل تھا بارگاہ نبوت میں اطلاع پہنچی کہ خویلد کے بیٹے اور سلمہ نے اپنی قوم کو حضور کے خلاف جنگ کیلئے ابھارا اور وہ لشکر جمع کر کے مدینہ کی طرف چل دیا ادھر ابو سلمہ بفرمان نبوی ایک لشکر لے کر مدینہ سے روانہ ہو کر موضع قطن پہنچا جہاں بنی اسد کا پانی ہے اس لشکر میں ابو سلمہ کے ساتھ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح، سعد بن ابی وقاص، اسید بن حضیر اور ارقم بن ابی ارقم وغیرہ جلیل القدر صحابہ شریک تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کی کثرت و تعداد کی خبر سنی تو بنو اسد کے لوگ یہ خبر سنتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے ابو سلمہ نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کے گھروں میں داخل ہو کر غارت کیا اور غنائم پر قبضہ کر لیا کوئی جنگ واقع نہ ہوئی لشکر اسلام نے وہاں جو کچھ پایا غلہ اور مویشی سبکو تاراج کیا یہ مدینہ واپس آ گئے غنائم میں سے خمس

Marfat.com

(پانچواں حصہ) نکال کر باقی لشکر میں تقسیم کر دیا ہر ایک کو سات اونٹ اور چند بکریاں ملیں ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غائب رہنے کی مدت دس روز تھی۔

(مدارج النبوت ص ۲۱۷ جلد دوم)

سریہ عبداللہ بن انیس

یہ سریہ بھی ہجرت کے پینتیسویں مہینے میں شروع ہوا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبداللہ بن انیس کو بھیجا تا کہ سفیان بن خالد ہذلی کو جو عریہ میں ٹھہرا ہوا تھا قتل کرے کیونکہ اس شریر نے حضرت عاصم بن ثابت اور ساتھیوں کو شہید کیا تھا اور بعض کو فروخت کیا تھا اور حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سولی پر چڑھایا تھا۔ باوجود اس شر و فساد کے اس نے چاہا کہ ایک لشکر مرتب کر کے رسول اللہ کے مقابل آئے اور جنگ کرے یہ خبر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچی تو عبداللہ کو اس کی سرکوبی کیلئے بھیجا۔

حضرت عبداللہ نے یہ حیلہ کیا کہ خود خزاعی ظاہر کیا تا کہ سفیان اسے اپنا دوست سمجھے۔ انہوں نے سفیان سے چکنی چپڑی باتیں کیں اس کے بعد حضرت عبداللہ اس کے خیمہ میں داخل ہو گئے اور تیغ سے بے دریغ اس کا سر اڑا کر مدینہ طیبہ کی راہ لی لوگوں نے اس کی بہت جستجو کی مگر وہ انہیں نہ پا سکے کیونکہ وہ ایک غار میں چھپ گئے تھے اور اس کے غار کے منہ میں مکڑی (عنکبوت) نے بحکم خداوندی جالا تان دیا تھا۔ بالآخر حضرت عبداللہ غار سے باہر آئے اور منزل مقصود کی راہ لی رات کو سفر کرتے اور دن کو روپوش رہتے آخر مدینہ منورہ پہنچ گئے اس وقت حضور مسجد میں تشریف فرما تھے حضرت عبداللہ نے اس ناپاک کا سر حضور کے قدموں میں ڈال دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام صحابہ کبار نے خوشی و مسرت کا اظہار کیا۔

حضور نے حضرت عبداللہ کو ایک عصا عطا فرمایا اور فرمایا کہ اس عصا کے ساتھ جنت میں ٹیک لگانا۔ وہ عصا مبارک ان کے ہاتھ میں وفات تک رہا۔ وفات کے بعد وقت اپنے گھر والوں کی وصیت کی کہ اس عصائے مبارک کو ان کے کفن میں لپیٹ کر

Marfat.com

ان کے ساتھ قبر میں رکھ دینا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اس سفر کی مدت اٹھارہ روز تھی۔

(مدارج النبوت ص ۲۴۷-۲۴۸ جلد دوم)

ہجرت کے چوتھے سال کے واقعات

سریہ بیر معونہ (ستر قراء کی شہادت)

یہ سریہ ہجرت کے چوتھے سال غزوہ احد کے چار ماہ بعد صفر میں واقع ہوا۔ ابو براء عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب بن زبیر بن عامر بن صعصعہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا۔ اس نے حضور سے کہا آپ کچھ لوگوں کو میرے ساتھ کر دیں کہ وہ نجد میں چل کر میری قوم کو اسلام کی طرف بلوائیں اور نصیحت کریں آپ نے فرمایا مجھ کو اہل نجد سے اندیشہ ہے کہ وہ انہیں نقصان نہ پہنچائیں۔ ابو براء نے کہا اس بات کا آپ مطلق اندیشہ نہ کریں میں ان لوگوں کو اپنی حمایت میں لے لوں گا۔

آنحضرت نے منذر بن عمرو ساعدی کو ستر صحابہ کبار کے ساتھ روانہ فرمایا جو سب کے سب قاری اور حفاظ قرآن تھے مدینہ میں ان حفاظ قراء کا کام یہ تھا کہ دن کو ازواج مطہرات کے حجروں میں پانی اور لکڑیاں پہنچاتے تھے۔

(تاریخ اسلام ص ۱۷۹ تا ۱۸۰ جلد اول)

نیز وہ ان چیزوں کو فروخت کر کے اصحاب صفہ کے لئے طعام خریدتے تھے نیز حضور کے لئے آب شیریں مہیا کرتے تھے رات نماز میں مشغول رہتے اور تلاوت قرآن کرتے رہتے تھے ان حضرات کو اقراء صحابہ یعنی صحابہ میں سب سے زیادہ قاری بھی کہتے تھے ان میں زیادہ تر انصاری تھے۔ رات بھر نماز، ذکر اذکار اور تلاوت قرآن میں مشغول رہتے تھے۔

Marfat.com

اس سریہ کا امیر حضور نے حضرت منذر بن عمرو کو بنایا اور کچھ خطوطؑ نجد و بنی عامر کے رئیسوں کے نام لکھ کر انہیں دیئے۔ مسلمانوں کی جماعت بیرمونہ پر اتری حضور کا مکتوب گرامی حرام بن ملحان کو دیا۔ یہ حضرت انس بن مالک کی پھوپھی ام سلیم کے بھائی تھے تا کہ وہ مکتوب عامر بن طفیل کے پاس لے جائے۔ حرام دو آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوئے جب ان کی قوم کے قریب پہنچے تو ان دونوں سے کہا تم پس ٹھہرو میں جاتا ہوں اگر مجھے امن دے دی تو تمہیں بلالوں گا اگر انہوں نے مجھے قتل کر دیا تو تم اپنے ساتھیوں سے جاملنا۔ اس کے بعد حرام ان کے پاس پہنچے اور کہا مجھے امان دو تا کہ میں حضور کا مکتوب گرامی پہنچاؤں۔ اس دوران وہ گفتگو میں مصروف تھے عامر بن طفیل نے کسی کو اشارہ کیا وہ شخص عقب میں آیا اور حضرت حرام پر ایسا نیزہ مارا کہ وہ پار ہو گیا اس کے بعد حضرت حرام نے اپنے خون کو منہ اور سر سے صاف کیا اور کہا اللہ اکبر فزت برب الکعبہ میں نے مقصود پا لیا کیونکہ یہ حضور کی حکم بجا آوری اور حصول درجہ شہادت ہے عامر بن طفیل نے دیگر قبائل سلیمؑ وعل اور ان کے پاس آدمی بھیج کر مدد مانگی پہلے اس نے بنی عامر سے بھی مدد مانگی تھی مگر انہوں نے مدد دینے سے انکار کر دی کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ مسلمان ابو براء کی امان میں ہیں اور ایک کثیر جماعت فراہم کر کے بیرمعونہ کی طرف روانہ ہو گیا اور مسلمان کو گھیرے میں لے لیا جب مسلمانوں نے خود کو گھیرے میں دیکھا تو بارگاہ الٰہی میں مناجات کرنے گئے اور کہنے لگے ہم یہاں کسی کو نہیں دیکھتے کہ ہمارا سلام تیرے محبوب کے حضور لے جائے تو ہی ہمارا سلام حضور کی بارگاہ میں پہنچا اس پر جبرائیل امین علیہ السلام آئے اور درمندوں کا سلسلہ حضور کی بارگاہ میں پیش کیا۔

غرضیکہ مسلمانوں نے بڑی جوانمردی سے اور ثابت قدمی سے مقابلہ کیا یہاں تک کہ سب کے سب شہید ہو گئے عامر بن طفیل نے عمرو بن امیہ ضمری کو شہید نہ کیا ان کا سر منڈا کر انہیں آزاد کر دیا کیونکہ اس کی ماں کو آزاد کرنے کیلئے بندہ درکار تھا

Marfat.com

اپنی منت پوری کرنے کیلئے تو انہوں نے عمرو کو زندہ چھوڑ دیا اور مدینہ واپس جانے کی اجازت دے دی۔ قید سے چھوٹ کر جب عمرو اپنے مدینے جا رہے تھے تو راستے میں دو شخص نے جو بنو عامر سے تھے ان کو دشمن سمجھ کر قتل کر دیا اس سے پہلے حرم بن ملحان کو جو حضور کے خطوط لے جا رہے تھے عامر بن طفیل کے اشارے پر شہید کر دیا تھا۔

عامر بن الطفیل نے کہا کیا تم اپنے ساتھیوں کو پہچانتے ہو انہوں نے فرمایا ہاں میں سب کو جانتا ہوں پھر وہ اٹھا اور شہیدوں کے درمیان آیا اور ایک ایک کا نام و نسب پوچھا انہوں نے سب بتا دیا پھر کہا کیا کوئی تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی رہ گیا ہے جسے تم یہاں نہیں دیکھتے۔ انہوں نے فرمایا ہاں حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام کو نہیں دیکھتا۔ ابن طفیل نے پوچھا وہ کیسے آدمی تھے؟ فرمایا ہم میں فاضل ترین اور سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں سے تھے اس پر عامر نے کہا جب انہیں شہید کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ ان کو آسمان کی طرف اٹھا کر لے جایا جا رہا تھا۔

بنی کلاب کا ایک اور شخص جسے حیار بن سلمیٰ کہتے ہیں جو اس وقت ان کافروں کے درمیان موجود تھا اس سے منقول ہے کہ جب میں نے حضرت عامر بن فہیرہ کے نیزہ مارا تو وہ دوسری طرف پار ہو گیا میں نے سنا کہ انہوں نے کہا ففزت واللہ خدا کی قسم میں مقصود کو پہنچ گیا میں نے دیکھا کہ اسے آسمان پر لے جایا رہا ہے یہ دیکھ کر وہ مسلمان ہو گیا اور کہا جو حال میں نے دیکھا وہ میرے اسلام لانے کا موجب بنا سبحان اللہ سعادتمندوں کا یہی حال ہے کہ مشاہدہ کے بعد نور اسلام ان کے دل میں چمک اٹھتا ہے۔ مگر یہی واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر کافر کا کافر ہی رہا۔

قنوت نازلہ

جب قراء اصحاب رسول کے قتل کی خبر پہنچی تو آپ بہت غمزدہ اور ملول ہوئے اور بہت کرب محسوس کیا یہاں تک کہ ایک ماہ تک اور ایک روایت میں ہے کہ چالیس روز

Marfat.com

تک فجر کی نماز میں قنوت پڑھی گئی اور رعل' ذکوانی' عصیہ اور تمام قبائل نجد پر بددعا فرمائی مواہب لدنیہ میں یہ بھی ہے کہ قنوت نازلہ قصہ رجیع والوں کو بھی شریک کیا تھا کیونکہ دونوں واقعات کی خبریں حضور کو ایک ہی وقت میں پہنچی تھیں۔

(مدارج النبوت ص ۲۴۹ تا ۲۵۴ جلد دوم)

غزوہ بنی نضیر

جب حضور نے عمرو بن امیہ سے راستے میں ان دو شخصوں کے قتل کرنے کا حال سنا تو فرمایا وہ دونوں تو ہی اس امان میں تھے اب ان کا خون بہا میں مدد کرنی چاہیے تھی اس لئے آپ نے اس خون بہا کے معاملہ میں بنونضیر سے مشورہ کر لینا مناسب سمجھا اور ان کے محلے میں خود تشریف لے گئے آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکر' عمر اور علی رضی اللہ عنہم بھی گئے بنونظیر نے آپ کے تشریف لے جانے پر بظاہر خون بہا میں شرکت کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا اور آپ کو اپنے قلعے کی دیوار کے سایہ میں بٹھا دیا اور لوگوں کو اکٹھا کرنے کے بہانے ادھر ادھر چلے گئے آپ سے جدا ہو کر انہوں نے مشورہ کیا کہ یہ بہت اچھا موقع ہے کوئی شخص قلعہ پر چڑھ جائے اور اوپر سے پتھر دھکیل دے تا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے تینوں ساتھی کچلے جائیں۔

چنانچہ ایک شخص نام عمرو بن محاسن بن کعب فوراً اوپر چڑھا کہ پتھر آپ پر گرائے ابھی وہ پتھر گرانے نہ پایا تھا کہ آپ کو اللہ عزوجل بذریعہ وحی یہودیوں کے اس منصوبے کی اطلاع دے دی آپ فوراً وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور صحابہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے آپ نے مدینہ پہنچ کر ان یہودیوں کے پاس پیغام بھیجا کہ دوبارہ عہد نامہ لکھو انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کیا۔ آپ پھر ان کو پیغام بھیجا کہ اگر نیا عہد نامہ نہیں لکھتے تو یہاں سے دس روز کے اندر جلا وطن ہو جاؤ۔ بنونضیر نے ایسا کرنے سے انکار کیا اور لڑائی کے لئے مستعد ہو گئے۔ آنحضرت نے

Marfat.com

بھی صحابہ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر ان پر چڑھائی کی بنونضیر قلعہ میں محصور ہو کر بیٹھ گئے آپ نے ان کا محاصرہ کر لیا جو پندرہ روز جاری رہا۔ آخر یہودیوں نے عبداللہ بن ابی منافق کے ذریعے پیغام بھیجا کہ ہماری جان بخشی کی جائے تو ہم جلاوطن ہونا قبول کرتے ہیں آپ نے حکم دیا کہ سوائے ہتھیاروں کے اپنا تمام مال اسباب جو اونٹوں پر بار ہوسکتا ہے لے جاؤ اور یہاں سے نکل جاؤ۔ چنانچہ وہ سوا جس قدر مال اونٹوں پر لاد کر لے جا سکتے تھے لے کر چلے گئے جاتے ہوئے انہوں نے اپنے گھروں کو خود ڈھا کر مسمار کر دیا اور گھر کے مٹکے برتن وغیرہ سب توڑ پھوڑ گئے یہاں سے روانہ ہو کر کچھ خیبر اور کچھ شام کو چلے گئے آپ نے ان کے بقیہ مال و جائیداد مہاجرین میں تقسیم فرما دیئے ذلیل یہودی نکلتے وقت خودکو سنوارتے گاتے' بجاتے مدینہ سے نکلے۔

یہودیوں میں سے یامین بن عمیر اور سعید بن وہب دو شخص مسلمان ہو گئے یہ غزوہ ماہ ربیع الاول ۴ ھ جنگ احد کے پورے چھ ماہ بعد ہوا۔

سورۃ حشر اسی غزوہ میں نازل ہوئی هُوَالَّذِیْ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْکِتَابِ مِنْ دِیَارِهِمْ وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُوْلِی الْاَبْصَار۔

غزوہ ذات الرقاع

غزوہ بنی نضیر کے بعد آپ ایک ماہ کے زیادہ عرصہ مدینہ منورہ میں تشریف فرما رہے۔ اس عرصہ میں بنو محارب اور بنو ثعلبہ (قبیلہ عطفان کی شاخیں ہیں) کے متعلق متواتر خبریں پہنچیں کہ وہ شرار شہر آمادہ اور حملہ کی تیاریاں کر رہے ہیں آپ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ کا عامل مقرر فرما کر صرف چار سو صحابہ کے ساتھ ان کے مقابلے کیلئے گئے وہ لوگ ایک نخلستان میں جمع ہوئے تھے۔ آپ کو دیکھ کر کفار فرار ہو گئے یہ غزوہ جمادی الاول ۴ ھ کو وقوع پذیر ہوا۔

(تاریخ اسلام صفحہ ۱۸۰ تا ۱۸۲ حصہ اول)

Marfat.com

اسی سال چوتھی شعبان کو ریحانۃ الرسول نور دیدۂ بتول امام شہید سعید ابو عبداللہ امام حسین رضی اللہ پیدا ہوئے اسی سال حضرت عبداللہ فرزند حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نواسہ رسول کی وفات واقع ہوئی ایک مرغ نے ان کی چشم مبارک میں چونچ ماری تھی جس سے وہ بیمار ہو گئے اور اسی بیماری میں دنیا سے رخصت ہوئے۔

اسی سال حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو اُمہات المومنین اور ازواج مطہرات سے تھیں وفات پا گئیں اسی سال حضور نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اسی سال آپ کے پہلے شوہر ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی نے وفات پائی اور اسی سال فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف والدہ امیر المومنین سیدنا علی المرتضٰی نے وفات پائی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صحابہ کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے خبر دی کہ ام جعفر و علی و عقیل فوت ہو گئیں فرمایا اٹھو ہم اپنی ماں کے پاس جاتے ہیں پھر حضور اٹھے اور صحابہ بھی اٹھے اور نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ حضور کے ہمراہی میں چل دیئے جب فاطمہ بنت اسد کے گھر کے دروازے پر پہنچے تو اپنے بدن مبارک سے قمیض اتاری اور ان کو دے کر فرمایا غسل کے بعد اس سے ان کا کفن بنانا۔ جب ان کا جنازہ تیار ہو گیا اور باہر لایا گیا تو حضور نے جنازہ کا پایہ اپنے مبارک کندھوں پر رکھا اور تمام راستوں میں کبھی آگے اور کبھی پیچھے سے کاندھا دیتے رہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب فاطمہ بنت اسد فوت ہوئیں تو حضور ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے سرہانے بیٹھ کر فرمایا اے میری ماں کے بعد میری ماں اور ان کی بہت تعریف فرمائی اور اپنی قمیض کا انہیں کفن دیا اور حضرت اسامہ بن زید حضرت ابو ایوب انصاری اور عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا ان کے لئے قبر کھودو اور لحد کو اپنے دست مبارک سے بنایا اور اپنے دست مبارک سے مٹی نکالتے جاتے۔ لحد

Marfat.com

کی فراغت کے بعد اس میں داخل ہوئے اور لیٹے اور فرمایا اللہ الذی یحی ویمیت وھو حی لا یموت اغفر لا می فاطمہ بنت اسد و وسع علیہ مد خلھا بحق نبیک والانبیاء قبلی فانک ارحم الراحمین اور چار تکبیر پڑھ کر لحد میں اتارا حضرت عباس اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کے ساتھ تھے۔

صحابہ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک ہم نے فاطمہ بنت اسد کے بارے میں جو چیزیں آپ سے ایسی دیکھیں جو آپ سے پہلے نہیں دیکھیں ایک تو یہ کہ آپ نے اپنی قمیض مبارک اتار کر اس سے ان کا کفن بنایا دوسرے یہ کہ آپ نے ان کی لحد میں اتر کر کچھ دیر آرام فرمایا۔ حضور نے فرمایا قمیض پہنانے کا مطلب یہ تھا کہ ان کو دوزخ کی آگ نہ چھوئے اور لحد میں لیٹنے کا مقصود یہ تھا کہ حق سبحانہ تعالیٰ ان کی قبر میں وسعت دے۔ اور فرمایا ابو طالب کے بعد ان کے سوا کوئی نہ تھا جس نے میرے ساتھ نیکوکاری کی ہو۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز سے منقول ہے کہ حضور دو مردوں کی قبروں میں داخل ہوئے تھے ایک حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا لڑکا جس نے حضور کی آغوش میں تربیت اور پرورش پائی تھی اور دوسرے عبداللہ جنہیں ذوالبجادین کہتے ہیں۔

اور عورتوں میں ایک سیدہ خدیجۃ الکبریٰ دوسرے ام رمان جو سیدہ عائشہ صدیقہ کی والدہ تھیں تیسرے فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہم۔

(مدارج النبوت صفحہ ۲۵۴ تا ۲۶۲ جلد دوم)

غزوۂ بدر صغریٰ

اسی سال ۴ ہجری میں غزوہ بدر واقع ہوا جس کا ابوسفیان نے غزوہ احد سے واپسی کے وقت وعدہ کیا تھا اس کا سبب یہ تھا کہ ابوسفیان نے احد سے لوٹتے وقت مسلمانوں سے کہا تھا کہ ہم آئندہ سال بدر میں تم سے ملیں گے اور حضرت فاروق اعظم نے حضور کی اجازت سے جواب دیا ہاں انشاء اللہ!

Marfat.com

چنانچہ حسب وعدہ ابوسفیان دوسرے سامان جنگ فراہم کرنے اور قتال کی تیاری میں مشغول ہوگیا اور قریش مکہ کو مکہ لے نکلنے کی ترغیب وتحریص دینے لگا لیکن یہ تکلف اور بے دلی سے کرتا تھا تا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ ابوسفیان ڈر گیا۔

ابوسفیان نے نعیم بن مسعود اشجعی کو یہ لالچ دے کر مدینہ بھیجا کہ اگر تم محمد اور اس کے اصحاب کو ڈراؤ تا کہ وہ جنگ کی غرض سے باہر نہ نکلیں تو تمہیں سو بیس سالہ اونٹ دیں گے۔

چنانچہ اس نے مسلمانوں کو ڈرایا کہ تم نے جنگ کی تو ایک بھی واپس نہ لوٹو گے نعیم کی بات کو سچ جان کر مسلمانوں نے باہر جانے سے کچھ گرانی محسوس کی جب یہ خبر حضور کی سمع شریف میں پہنچی اور اصحاب کا خوف معلوم ہوا تو حضور نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے میں جنگ کے لئے ضرور نکلوں گا خواہ اس غزوہ میں میرے ساتھ کوئی نہ نکلے۔ جب حضور نے یہ فرمایا تو تمام مسلمان خوش ہو گئے اور ان کے دل میں شیطان نے جو خوف اور وسوسہ ڈالا تھا جاتا رہا۔

پھر حضور اقدس نے حضرت عبداللہ بن رواحہ کو مدینہ مطہرہ میں خلیفہ مقرر فرمایا اور علم حضرت علی مرتضیٰ کو عنایت فرمایا اور پندرہ سو جواں مردوں کے ساتھ لے کر تشریف لے چلے ابوسفیان دو ہزار اشقیاء کو لے کر مکہ سے چلا تھا مرالظہران جو کہ مکہ سے سات آٹھ میل کے فاصلے پر ہے پہنچ کر یہ بہانہ کرتا ہوا واپس ہوا کہ جنگل خشک ہے جانوروں کیلئے چارہ اور لوگوں کے لئے دودھ میسر نہیں ہے۔

ادھر حضور کے ساتھ دس گھوڑوں سے زیادہ نہ تھے اور بدر میں اترے اور وہاں آٹھ روز قیام کیا اور کوئی مقابل نہ آیا اور وہاں سامان تجارت کو خوب نفع کے ساتھ فروخت کیا اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ترجمہ: وہ لوگ جن سے لوگوں نے کہا کہ کفار تمہارے برخلاف جمع ہو چکے ہیں تو ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور زیادہ ہوا اور کہنے لگے ہمیں اللہ کافی ہے کتنا اچھا

Marfat.com

وکیل ہے پھر وہ خدا کی نعمت و فضل کے ساتھ لوٹے اور انہیں کوئی لڑائی نہ چھوئی۔

اسی سال زنا کی سزا رجم اور چوری پر ہاتھ کاٹنا مقرر ہوئی اس کے علاوہ شراب کی حرمت بھی اسی سال کے آخر میں ہوئی یوں حکم نازل ہوا بے شک شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ تم میں دشمنی اور بغض شراب پینے اور جوئے سے پڑے اور وہ تم کو اللہ کے ذکر اور نماز سے روکتا ہے تو کیا تم باز آؤ گے۔

اس پر حضور نے حکم دیا مدینہ طیبہ کے بازاروں میں اعلان کرو تا کہ لوگ جان لیں اور باخبر ہوں کہ بلاشبہ شراب حرام کر دی گئی ہے اس کے سنتے ہی جن گھروں میں شراب کے مٹکے تھے انہوں نے انہیں بہا دیا چنانچہ شراب مدینہ کی گلی کوچوں میں بہہ رہی تھی۔ (مدارج النبوت صفحہ ۱۶۲ تا ۲۶۸ جلد دوم)

ہجرت کے پانچویں سال کے واقعات

غزوہ بدر ثانی کے بعد چھ سات ماہ تک کوئی اہم واقعہ وقوع پذیر نہیں ہوا۔ آغاز ماہ ربیع الاول ۵ ھ میں آنحضرت کو اطلاع ملی کہ مقام دومۃ الجندل کے حاکم اکیدر بن الملک عیسائی نے ایک لشکر عظیم مدینہ منورہ پر حملہ کیلئے فراہم کیا ہے اور ان قافلوں کو جو مدینہ سے بغرض تجارت شام جاتے ہیں راستے میں لوٹ لیتا ہے چنانچہ آپ نے ان کے مقابلے کیلئے ایک ہزار مسلمانوں کی جمعیت لے کر دومۃ الجندل کی طرف روانہ ہو گئے مدینہ میں حضرت سباع بن عرفطہ غفاری کو عامل مقرر فرمایا دومۃ الجندل دمشق سے پانچ منزل اور مدینہ سے دس میل پر واقع تھا بنی عذرا کے ایک شخص کو آپ نے بطور رہبر مقرر کیا۔ اس سفر میں آپ رات کو چلتے اور دن کو قیام کرتے۔

جب دومۃ الجندل کا ایک شب کا سفر رہ گیا تو رہبر نے کہا کہ دشمنوں کی چراگاہ یہاں سے قریب ہے مناسب ہے کہ ان کے مویشیوں پر قبضہ کر لیا جائے چنانچہ آپ نے اجازت دے دی یہ خبر اکید بن الملک حاکم دومۃ الجندل کو پہنچی تو وہ لشکر اسلام کے قریب پہنچنے سے سراسیمہ ہو کر فرار ہو گیا آپ اگلے روز وہاں پہنچے تو میدان خالی

Marfat.com

پایا محمد بن سلم نے ایک کافر کو گرفتار کر لیا اور اس نے حالات دریافت کئے تھے اس نے صاف صاف کہہ دیا کہ آپ کے آنے کی خبر سن کر سب فرار ہو گئے۔

آپ نے چند روز وہاں قیام کیا چھوٹے چھوٹے دستے ادھر ادھر روانہ کئے مگر کوئی مقابلہ کیلئے نہ آیا اس طرح سرحد شام پر رعب قائم کر کے مدینہ واپس لوٹے اس مرتبہ مدینہ میں واپس تشریف لا کر قریباً پانچ ماہ تک کوئی اہم واقعہ نمو پذیر نہیں ہوا اور آپ صحابہ کبار کی تربیت اور تبلیغ میں مصروف رہے۔

(تاریخ اسلام صفحہ ۱۸۴ تا ۱۸۵ حصہ اول)

غزوہ بنو مصطلق یا مریسیع

شعبان ۵ ھ میں خبر پہنچی کہ بنو المصطلق کا یہودی سردار حارث بن ضرار جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہے اور وہ عرب کے دوسرے قبائل کو اپنا شریک بنا رہا ہے۔

آنحضرت نے تحقیق حال کیلئے بریدہ بن حصیب اسلمی کو بطور ایلچی روانہ کیا انہوں نے واپس آ کر اطلاع دی کہ حارث بن ضرار مسلمانوں پر حملہ کرنے میں تلا ہوا ہے اور اس نے بہت سے قبائل اپنے ساتھ ملا لئے ہیں۔

تو آپ نے فوراً مدینہ میں زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عامل مقرر فرمایا اور لشکر اسلام کے ساتھ روانہ ہوتے اس لشکر میں تیس گھوڑے دس مہاجرین کے اور بیس انصار کے مہاجر و انصار کے جدا جدا علم تھے۔ انصار کا علم سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں تھا اور مہاجرین کے علمبردار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقدمۃ الجیش مقرر فرمایا۔

چونکہ متواتر حملوں میں مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہوتی ہوئی دیکھی تھیں لہٰذا اس مرتبہ اور پہلی مرتبہ مال غنیمت کی طمع میں عبداللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین بھی اپنی جماعت کے ساتھ شریک ہو گیا۔

حارث بن ضرار نے ایک جاسوس روانہ کیا تھا جو گرفتار ہو گیا اور آنحضرت کے

Marfat.com

سامنے پیش کیا گیا جب اس کا جاسوس ہونا تحقیق ہو گیا تو اسلام لانے سے بھی اس نے انکار کیا تو رسم عرب کے اور جنگی آئین کے موافق اسے قتل کا حکم صادر ہوا اور اسے قتل کر دیا گیا حارث یہ خبر سن کر بہت پریشان اور بدحواس تھا۔

آخر آنحضرت نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ تم آگے بڑھ کر ان کو اسلام کی دعوت دو۔ چنانچہ فاروق عظم نے آگے بڑھ کر ان کو اسلام کی دعوت دی انہوں نے سختی سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد طرفین میں حملہ آوری ہوئی کفار کا علمبردار حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے مارا گیا علمبردار کے گرتے ہی کفار کے پاؤں یک لخت اکھڑ گئے اور میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔

جو آدمی کفار کے گرفتار ہوئے ان میں جویریہ یعنی سپہ سالار کی بیٹی بھی تھی بہت سا مال غنیمت میں مسلمانوں کے ہاتھ آیا مریسیع جہاں یہود یا بنی المصطلق سے لڑائی ہوئی تھی مدینہ منورہ سے نو منزل کے فاصلے پر تھا۔ جویریہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نکاح کرنے کی خواہش کی جو منظور کر لی گئی۔

(تاریخ اسلام ص ۱۸۵، ۱۸۶ جلد اول)

واقعہ افک

اس غزوہ میں ایک قابل تذکرہ پیش آیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ، طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اس سفر میں آپ کے ہمراہ تھیں ایک منزل پر لشکر نے قیام کیا۔ وہاں سے روانگی کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ کا ہودج اونٹ پر رکھ دیا گیا اس خیال سے وہ اس میں بیٹھ گئی ہیں آپ اس وقت کم عمر اور کم وزن تھیں حالانکہ اس وقت رفع حاجت کے لئے گئی ہوئی تھیں اتفاقاً ان کا ہار کا ڈورا جھاڑی میں اُلجھ گیا اور ٹوٹ گیا اور موتی بکھر گئے چونکہ یہ عاریۃً چیز تھی اس لئے اور بھی زیادہ خیال آیا زمین پر سے موتیوں کے چننے میں وقت زیادہ صرف ہو گیا لشکر اس وقت روانہ ہو چکا تھا جب آپ واپس تشریف لائیں تو قیام گاہ خالی پایا بہت متردد اور پریشان ہوئیں

Marfat.com

اسی وقت حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا اونٹ لئے ہوئے پیچھے سے آتے نظر آئے ان کے سپرد یہ خدمت تھی کہ وہ سب سے پیچھے قیام کریں اور قافلہ کی روانگی کے بعد سب سے آخر میں قیام گاہ کا معائنہ کرتے ہوئے روانہ ہوں کہ اگر کسی کی کوئی چیز رہ گئی ہو تو اٹھاتے لائیں۔ حسب دستور حضرت صفوان قیام گاہ کا معائنہ کرتے ہوئے آئے انہوں نے اُم المومنین کو دیکھا تو متاسف و ششدر رہ گئے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا فوراً اپنے اونٹ سے اترے اُم المومنین کو اس پر بٹھایا اور اس کی مہار پکڑ کر روانہ ہوئے اور لشکر سے جا ملے۔

جب لشکر میں اس طرح پہنچے اور لوگوں کو اس واقعہ کا علم ہوا تو وہ سب متاسف ہوئے لیکن منافقین کو بڑا موقع باتیں بنانے اور باندھنے کا مل گیا منافقوں نے طرح طرح کی باتیں کر کے لشکر میں ایک طوفان بپا کر دیا۔

مدینہ منورہ پہنچ کر آپ بیمار ہو گئیں اور اپنے والد کے گھر چلی گئیں اس ایک ماہ بیمار رہیں اس دوران آپ نے حضرت صدیق اکبر سے اس افک کے متعلق پوچھا عرض کیا یا رسول اللہ یہ معاملہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے اللہ تعالیٰ خود اس افک سے بری کر دے گا۔ حضرت فاروق اعظم نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ ذات باری تعالیٰ جو آپ کے جسم اطہر پر مکھی بیٹھنے کو گوارا نہیں کرتی جو گندگی میں بیٹھی تو آپ کی حرم پر ایسی حرکت کیسے گوارا کر سکتی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ذات باری تعالیٰ آپ کے جسم کے سایہ کو زمین پر نہیں پڑنے دیتا مبادا کہ کسی کا اس پر پاؤں آ جائے تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز آپ کے جوڑا مبارک کو کچھ معمولی سی غلاظت لگ گئی تھی تو جبرائیل نے آگاہ کر دیا اور اس غلاظت کو صاف کرا دیا تو یہ غلاظت بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ ہاں اپنے گھر سے عورتوں سے پوچھ لیجئے۔ عورتیں ایک دوسرے کے متعلق بہتر جانتی ہیں چنانچہ آپ نے اپنی خادمہ بریدہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا

Marfat.com

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عائشہ بھولی بھالی اور کمسن ہے۔ آٹا گوندھ کر رکھ کر سو جاتی ہے آٹا بکری کھا جاتی ہے ان سے ایسی حرکت ممکن نہیں۔

اس طرح سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور صحابہ کبار کے سامنے خطبہ فرمایا اور فرمایا **فو اللہ ما علمت علی اھل الاخیر** میں اپنی اہلیہ کے متعلق خیر اور اچھائی کے سوا کچھ نہیں جانتا یہ اس افک سے ایک ہیں کچھ دیر بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورۃ نور کی ۱۸ آیات میں سیدہ صدیقہ طیبہ طاہر کی اس افک (بہتان) سے بریت فرمائی۔

اسی غزوہ بنی مصطلق کے واپسی پر منافقین کی طرف سے ایک اور سازش کا اظہار ہوا۔ جب یہ قافلہ نے مدینہ منورہ کے قریب آخری پڑاؤ کیا تو کسی انصار اور مہاجر کے درمیان کنویں پر کسی وجہ سے جھگڑا ہو گیا جو طول پکڑ گیا اور ہاتھا پائی تک نوبت آ گئی رئیس المنافقین کو موقع ہاتھ آ گیا اور وہاں جا کر انصار سے کہنے لگا میں شروع میں نہیں کہتا تھا ان مہاجرین کو مدینہ میں نہ آنے دو اب مزا چکھ لیا نا۔ اور برملا کہا **یقولون لئن رجعلنا الی المدینة لیخرجن الاعزمنها الذل** (آیت سورۃ المنافقون) کہ جب مدینہ پہنچیں گے تو ہم عزت والے ان ذلیلوں کو نکال باہر کریں گے۔

یہ بات حضور کو بھی پہنچی اور صحابہ کبار نے بہت برا منایا۔ اس کا لڑکا جو عاشق رسول تھا اس نے اپنی تلوار نکالی اور اپنے باپ سے کہا میں تمہیں اس گستاخی کی سزا دوں گا وگرنہ اپنی اسی زبان سے یہ کہو گے کہ میں مدینہ کے لڑکوں، عورتوں سے بھی بدتر ہوں اور ذلیل ہوں اور نبی پاک کے جانثار مجھ سے بالاتر اور عزت والے ہیں اور میں ذلیل و بدتر ہوں۔ جب اس نے یہ الفاظ کہے تو اس کے لڑکے نے اسے مدینہ منورہ میں آنے دیا۔ اور اس کی جان بخشی ہوئی۔ اس منافق کا قول بھی قرآن مجید نے نقل کیا ہے اور اس کا جواب بھی ان الفاظ میں دیا ہے۔

وللہ العزة ولرسوله وللمومنين ولكن المنافقين لايعلمون (المنافقون)

Marfat.com

اور عزت تو اللہ عزوجل کیلئے ہے اور اللہ کے رسول کیلئے ہے اور مومنین کے لئے ہے لیکن منافق جانتے نہیں۔ (قرآن) چنانچہ بہتان تراشنے والوں کو بحکم خداوندی اسی اسی کوڑے لگائے گئے مگر رئیس المنافقین نے کوڑے لگوانے سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کیلئے قیامت کے روز درد ناک عذاب ہے واقعہ افک (بہتان) کی تفصیل بخاری جلد دوم صفحہ ۸۶۲ ناشر (دینی کتب خانہ اردو بازار لاہور) میں ملاحظہ ہو۔

اس غزوہ میں بنی مصطلق کے سردار حارث کی بیٹی جویریہ ثابت بن قیس کے حصے میں آئی۔ حارث چند روز بعد مدینے میں آیا اور اپنی بیٹی کو آزاد کرانے کی خواہش ظاہر کی آپ نے جویریہ کو خود فدیہ دے کر رہا کرالیا جویریہ نے اپنے باپ کے ہمراہ جانے کے مقابلے میں آنحضرت کی خدمت میں رہنا پسند کیا۔ آپ نے جویریہ کی منشاء کے مطابق اور حارث کی رضامندی سے جویریہ سے نکاح کرلیا اس نکاح کا نتیجہ یہ ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنی المصطلق کے تمام قیدیوں کو یہ کہہ کر رہا کر دیا کہ جو قبیلہ آنحضرت کا رشتہ دار بن گیا ہم اس کو قیدی یا غلام نہیں رکھ سکتے ساتھ ہی تمام مال غنیمت بھی واپس کر دیا اس طرح یہودیوں کے قبیلے کے ساتھ اس نکاح کی وجہ سے دشمنی کی جگہ محبت پیدا ہوگئی۔ (تاریخ اسلام ص ۱۸۸ جلد اول)

غزوۂ احزاب

اس غزوۂ کو غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں یہ غزوۂ اسی سال ذیقعدہ ۵ ھ میں پیش آیا جس کا مفصل بیان سورۃ احزاب میں ہے۔

جب یہود بنی نضیر جلاوطن کر دیئے گئے تو منافقین مکہ کو بہت رنج ہوا کہ ان کی تخریبی طاقت کمزور ہوگئی انہوں نے بنو نضیر کو جنگ کے لئے اکسایا چنانچہ بنو نضیر کے اکابر مکہ مکرمہ میں کفار کے پاس پہنچے اور انہیں جنگ کیلئے ترغیب دی اور وعدہ کیا کہ ہم تمہارا ساتھ دیں گے یہاں تک کہ مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیں ابوسفیان نے اس تحریک کو بہت پسند کیا اور کہا ہمیں دنیا میں سب سے پیارا وہ ہے جو محمد کی عداوت میں

Marfat.com

ہمارا ساتھ دے۔

ادھر یہودی قبائل غطفان قیس وعیلان وغیرہ میں گئے وہاں بھی تحریک کی وہ سب موافق ہو گئے اس طرح انہوں نے جا بجا دورے کئے اور عرب کے قبائل اسلم، اشجع، ابو مرۃ، کنانہ اور فرازہ وغیرہ کو مسلمانوں کے خلاف تیار کیا اور بارہ ہزار کا لشکر (احزاب) لے کر مدینہ پر مسلمانوں کے خلاف چڑھ گئے ان کے پاس تین سو گھوڑے اور ایک ہزار اونٹ معہ سامان تھے۔

ادھر مسلمانوں نے بھی تیاری شروع کر دی حضرت سلمان فارسی نے جسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا سلمان میرے اہل بیت سے ہے خندق کھودنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ حضور تین ہزار صحابہ کے ہمراہ کوہ سلع کے دامن میں اترے سرخ چمڑے کا خیمہ حضور کے لئے نصب کیا گیا سب سے پہلے خندق کیلئے نشانات لگائے گئے ہر دس آدمیوں کو دس گز مربع اور پانچ گز گہری کھودنے کو دی گئی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ کو تین سو افراد کے ساتھ مدینہ منورہ کے حلقوں اور گھروں کی حفاظت کیلئے روانہ کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم خندق کھودنے میں مصروف تھے کہ اچانک ایک بڑا پتھر بہت سخت آ گیا جس پر چھینی اور ہتھوڑا کچھ اثر نہ کرتا تھا صحابہ کبار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور واقع بیان کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے حالانکہ آپ کے شکم اطہر پر بھوک کی وجہ سے پتھر بندھا ہوا تھا حضور نے ہتھوڑا لے کر اس چٹان پر زور سے مارا تو وہ ریت کی مانند ہو گیا (بخاری) نسائی میں یوں درج ہے جب حضور نے ہتھوڑا لے کر بسم اللہ پڑھ کر ایک ضرب لگائی تو وہ تہائی ریزہ ریزہ ہو گیا اور فرمایا اللہ اکبر مجھے شام کی کنجیاں عطا کی گئیں خدا کی قسم بلا شبہ میں نے شام کے سرخ محلات دیکھ رہا ہوں۔ اس کے بعد دوسری ضرب لگائی اور دوسری تہائی کو توڑا اور فرمایا اللہ اکبر مجھے فارس (ایران) کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں بخدا میں نے مدائن کے سفید کنگرے

Marfat.com

دیکھے اس کے بعد حضور نے تیسری ضرب لگائی اور سارا پتھر ٹوٹ گیا اور فرمایا اللہ اکبر مجھے یمن کی کنجیاں مرحمت فرمائی گئیں بخدا میں صنعا کے دروازوں کو دیکھ رہا ہوں۔

ارباب سیر کہتے ہیں کہ خندق کا کام بیس روز جاری رہا خندق کی کھدائی سے فارغ ہو چکے تو لشکر کفار نمودار ہوا معہ قبائل کے ادھر بنو قریظہ کے نقض عہد کی خبر نے مسلمانوں کو شدید خوف میں مبتلا کر دیا حضور نے فرمایا **حسبنا اللہ ونعم الوکیل** لیکن کمزور مسلمانوں کی حالت خوف اور کفار کی شوکت سے قابو سے باہر ہوگئی اور رعب و خوف سے ان کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں اسے قرآن نے یوں بیان کیا ہے ترجمہ: ''یاد کرو جب تم پر تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے کفار امنڈ آئے اور تمہاری آنکھیں خیرہ ہوگئیں اور تمہارے دل خنجروں میں اٹک گئے اور اللہ کے ساتھ قسم قسم کا گمان کیا اس جگہ مسلمانوں کو آزمائش میں مبتلا کیا اور انہیں خوب شدت کے ساتھ جھنجھوڑا گیا۔''

اور منافقوں نے کہا کہ محمد ہمیں قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی خوشخبری دیتے تھے اور ہمارا یہ حال ہے کہ ہم لاچار و مجبور ہو کر رہ گئے ہیں اس وقت اس طرح آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ترجمہ: ''یاد کرو جب منافقوں نے ضعیف الاعتقاد لوگوں سے کہا اللہ اور اس کے رسول نے وعدہ کیا مگر دھوکے کا اور کچھ لوگوں نے اجازت چاہی اور بہانے تراشے کہ ہمارے گھر خالی ہیں اور کون ان کی حفاظت کرے گا ان کے اس مقولے کو بھی اللہ تعالیٰ نے مان لیا ہے۔ ترجمہ: یاد کرو جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا اے یثرب والو تمہارے لئے ٹھہرنے کی جگہ نہیں لوٹ چلو اور ان میں سے ایک فریق نے نبی سے اجازت مانگی کہ ہمارے گھر خالی ہیں حالانکہ وہ خالی نہیں وہ تو صرف فرار چاہتے تھے۔

قریش نے بیس روز محاصرہ جاری رکھا یہاں تک کہ اس محاصرہ سے تنگ آ گئے مگر خندق عبور کرنے کی جرات نہ ہو سکی دونوں لشکروں کے درمیان مقاتلہ و محاربہ

Marfat.com

واقع ہوا خصوصاً حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس غزوے میں ایسا مقابلہ کیا جو عقل وفہم کی حدود سے ماورا ہے فرمایا حضور نے حضرت علی کا یوم خندق مقابلہ کرنا قیامت تک کی میری امت کے اعمال سے افضل ہے حضور نے علی کیلئے دعا فرمائی اور اپنی وہ تلوار جس کا نام ذوالفقار تھا عطا کی۔ (مدارج النبوت ص ۲۹۰ جلد دوم)

لشکر کفار جب خندق کے سامنے آیا تو خندق کو دیکھ کر متعجب ہوئے کیونکہ اس سے پیشتر عربوں نے اس قسم کی خندق دیکھی نہ تھی کفار کی طرف سے کئی مرتبہ خندق کو عبور کرنے کی کوشش ہوئی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ ان میں ایک کافر عبدود جو ہزار گھڑ سوار کے برابر سمجھا جاتا تھا اور ملک عرب کا مشہور بہادر پہلوان تھا اس کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قتل کیا باقی سب بھاگ گئے صبح سے شام تک تیروں کے ذریعہ لڑائی ہوتی رہی یہ محاصرہ لمبا تھا مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ سامان رسد کی ان کے لئے کمی تھی جو کہیں سے میسر نہ آ سکتا تھا فاقوں پر فاقے پڑ جاتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک صحابی نے بھوک کی شکایت کی اور کرتہ اٹھا کر دکھایا پیٹ پر پتھر باندھ رکھا ہے تا کہ فاقہ کی وجہ سے کمر جھکنے نہ پائے۔ آپ نے اپنا کرتہ اٹھا کر دکھایا تو دو پتھر پیٹ پر باندھے ہوئے تھے۔

جب محاصرہ کو ستائیس روز گزر گئے تو ایک رات زور کی آندھی چلی جس سے کفار کی میخیں اکھڑ گئیں چولھوں پر سے دیگچیاں گر گئیں ما ارسلنا علیھم ریحاً وجنوداً لم تروھا ہم نے ان پر ہوا بھیجی اور ایک لشکر جو وہ دیکھ نہیں سکتے تھے اس ہوا سے ڈیروں میں آگ بجھ گئی بعض میں آگ لگ گئی اونٹ بھاگ کھڑے ہوئے اور راتوں رات کفار اپنے ڈیرے خیمے اٹھا کر فرار ہو گئے۔

اس وقت آپ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو خبر لانے کیلئے بھیجا انہوں نے آ کر کہا کہ کفار کا لشکر گاہ خالی پڑا ہے اور وہ بھاگ گئے ہیں آپ نے فرمایا اب کفار قریش ہم پر کبھی حملہ آور نہ ہوں گے مسلمان خوشی خوشی مدینے میں داخل ہوئے۔

Marfat.com

اس غزوہ میں کئی معجزات کا اظہار ہوا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت ایک بکری کے بچے کے گوشت اور ایک صاع جو کے آٹے سے تمام لشکر کا پیٹ بھر کر کھانا اور اس کے دو مردہ بچوں اور بکرے کے بچے کو دوبارہ زندہ کرنا اور ایک لڑکی کی کھجوروں میں دعاء برکت جس سے تمام لشکر سیر ہو گیا وغیرہ وغیرہ۔

(تاریخ اسلام صفحہ ۱۹۴ حصہ اول)

غزوۂ بنو قریظہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور غزوۂ خندق کے بعد میرے گھر تشریف لائے اور سر و تن مبارک سے گرد و غبار جھاڑ کر جسم اقدس سے ہتھیار اتارے اور سر مبارک ایک جانب کا دھو لیا تھا اور دوسری جانب کو ابھی دھویا نہیں تھا کہ حضرت جبرائیل امین دحیہ کلبی کی شکل میں تشریف لائے جن کے چہرے پر اور ان کے سامنے کے دانتوں پر غبار جما ہوا تھا اور سفید اونٹ پر سوار تھے سر پر استبراق کا عمامہ باندھے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے تو ہتھیار اتار دیئے مگر ہم نے نہیں اتارے چلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ بنو قریظہ کی طرف چلیں خدا کی قسم میں جا کر ان کے حلقوں میں تہلکہ ڈالتا ہوں اور ان کو پامال کرتا ہوں اور ان میں اس طرح زلزلہ ڈالتا ہوں جس طرح کہ مرغی کے انڈے کو پتھر پر مارتے ہیں پھر وہ واپس لوٹ گئے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انکے جانے کے بعد میں نے جبرائیل کی سواری سے گرد و غبار کو اڑتے دیکھا۔

اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ مدینہ میں اعلان کرو کہ خدا کے شہسوارو سوار ہو جاؤ اور عصر کی نماز قریظہ میں پہنچ کر ادا کریں۔ حضرت علی مرتضیٰ کو مقدمۃ الجیش مقرر فرمایا اور ان کے ہاتھ میں علم دیا اور حضرت ابن مکتوم کو مدینہ میں خلیفہ بنایا اور اپنے گھوڑے لحیف نامی پر سوار ہو کر چلے آپ کے داہنی طرف حضرت ابوبکر صدیق اور بائیں جانب حضرت فاروق اعظم اور آگے آگے مہاجرین و انصار کے اکابر حضرات

Marfat.com

تھے۔ یہ سب تین ہزار کا لشکر تھا ان میں صرف چھتیس گھوڑے تھے رستے میں نجار کو منتظر پایا دریافت کیا تمہیں کس نے ہتھیار بند ہونے کو کہا تھا انہوں نے کہا کہ دحیہ کلبی نے فرمایا وہ جبرائیل امین علیہ السلام تھے جو پہلے روانہ ہوئے ہیں۔

آپ معہ لشکر کے شام اور سونے کے قریب پہنچے وہاں پہلے عصر کی پھر مغرب اور عشا کی نمازیں ادا کیں یہ محاصرہ پندرہ روز رہا ان ایام میں کھانا کھجوروں کا تھا فرمایا یہ کتنا اچھا کھانا ہے جب محاصرہ نے طول پکڑا تو حق تعالیٰ نے کفار کے دلوں میں رعب ڈالا اور کہنے لگے ہم بنی نضیر کی مانند جلا وطنی پسند کرتے ہیں ہمیں چھوڑ دیجئے تا کہ ہم اپنے بال بچوں کے ساتھ یہاں سے نکل جائیں۔

القصہ بنو قریظہ مطیع ہو کر قلعہ سے اُتر آئے اور حضور کے فیصلے پر راضی ہو گئے اور طے پایا کہ حضرت سعد بن معاذ جو فیصلہ کریں تسلیم ہے پھر حضور نے محمد بن علم کو حکم دیا کہ ان یہودیوں کے مردوں کے ہاتھوں کو ان کی گردنوں سے باندھ دو اور حضرت عبداللہ بن سلام کو حکم دیا کہ ان کی عورتوں اور بچوں اور مال و مناع کو جمع کرو چنانچہ اس قلعہ سے پندہ سو تلواریں تین سو زرہ اور دو ہزار نیزے پندرہ سو ڈھالیں برآمد ہوئیں اور بکثرت مال و متاع نکلا۔ گائے بھیڑ بکری کا تو شمار ہی نہیں۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو غزوہ خندق میں زخمی ہو گئے تھے اس غزوہ میں شرکت سے پیچھے رہ گئے تھے بلانے کو بھیجا اور ان کو دراز گوش پر سوار کر کے لائے رسول اللہ نے بنی قریظ کا فیصلہ سعد پر چھوڑ دیا جب سعد مسجد کے قریب آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قوموا الی سید کم اپنے سردار کی تعظیم کیلئے کھڑے ہو جاؤ اس کی جماعت کھڑی ہو گئی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو دراز گوش سے اتار کر لائے ان کیلئے چمڑے کا فرش بچھایا گیا۔

حضرت سعد بن معاذ کا فیصلہ

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضور کی مجلس مبارک میں بیٹھ گئے تو ان کے زخم

Marfat.com

سے خون رک گیا حضرت سعد نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا عہد و میثاق تم سے ہے جو کچھ میں حکم کروں گا تم سب راضی ہو گے سب نے جواب دیا ہم راضی ہوں گے۔

حضرت سعد نے حکم دیا کہ بنی قریظہ کے مردوں کو قتل کیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام و باندیاں بنایا جائے اور ان کے سازو سامان اور اموال کو مسلمانوں میں تقسیم کیا جائے حضور نے فرمایا تم نے خدا کے حکم کے ساتھ حکم دیا ہے اس کے بعد حضور نے حکم دیا کہ بنی قریظ کے ہاتھوں کو گردنوں میں بندھے ہوئے مدینہ طیبہ لے جاؤ اور قید کردہ قید کی حالت میں ان کے آگے کھجوریں ڈال دی جاتیں چونکہ ان کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے وہ انہیں دانتوں سے اٹھا کر کھاتے تھے جب حضور مدینہ تشریف لائے تو آپ نے حکم دیا کہ زمین میں گہرا گڑھا کھودا جائے۔ خندق کی مانند اس کے بعد حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حضور کے حکم سے تلواریں کھینچ کر ان کی گردنیں اڑا دیں اور خون کو خندق میں بہا دیا۔

حی بن اخطب کا قتل

بنو نضیر کے سردار جب حی بن اخطب کو ہاتھ باندھے حضور کے سامنے لایا گیا تو فرمایا او دشمن خدا بلآخر حق تعالیٰ نے تجھے میرے ہاتھ میں قید کرایا اور تجھ پر ذلت وخواری مسلط کر دی اور مجھے تم پر غالب کر کے حاکم بنایا حضور نے اسے قتل کرنے کا حکم فرمایا ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ جب حیدرِ کرار نے حی بن اخطب کیلئے ذوالفقار کھینچی تو حی نے گردن سامنے کر دی اور امیر المومنین نے تیغ مار کر اسفل السافلین پہنچا دیا۔

بنو قریظ کے سردار کعب بن اسد کا قتل

اس کے بعد کعب بن اسد لائے گئے حضور نے فرمایا اے کعب ایمان لے آ تو خوب جانتا ہے کہ میں اللہ کا برحق رسول ہوں۔ کعب نے کہا میں آپ کی تصدیق تو کرتا اور آپ کی اطاعت بھی کرتا لیکن اس شر سے کہ لوگ کہیں گے کہ عاجز ہو کر جان

Marfat.com

کے خوف سے ایمان لے آیا۔ میں دین یہود پر مرتا ہوں حضور نے فرمایا اسے بھی ان کے ساتھیوں سے ملا دو۔ اس دن رات تک حضرت علی رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ ان کفار کو قتل کرتے رہے جن کی تعداد چار سو تھی۔ بعد میں ان کے مال مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے گئے اور عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا گیا جب مسلمان بنو قریظ کے یہودیوں کے قتل سے فارغ ہو گئے تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہم کے زخم کھل گئے اور خون بہنے لگا یہاں تک کہ وہ جاں بحق تسلیم ہو گئے حضور اس کے سرہانے تشریف فرما تھے اور ان کے سر کو اپنے زانوئے مبارک پر رکھے ہوئے تھے فرمایا اے خدا! سعد کو اپنی رحمتوں میں ڈھانپ لے انہوں نے تیرے رسول کی تصدیق کی اور اسلام کے جو حقوق ان پر عائد تھے ادا کیئے اور ان کی روح کو بہترین طریقہ سے جس طرح تو اپنے محبوبوں کی روحوں کو قبض فرماتا ہے قبض فرما۔

جب سعد نے حضور کی آواز سنی تو آنکھیں کھولیں اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں جیسا کہ چاہے آپ نے تبلیغ رسالت ادا فرمائی۔

پھر آپ کے سر کو حضور کے زانوئے مبارک سے اٹھا لیا اور عذر خواہی کرتے ہوئے رخصت کی اجازت مانگی اور چند لمحہ بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ رحمت الٰہی سے واصل ہو گئے رضی اللہ عنہ۔

حضرت جبرائیل امیں علیہ السلام استبراق کا عمامہ باندھ آئے اور کہا یارسول اللہ آپ کے اصحاب میں سے کسی نے وفات پائی ہو جس کی روح کے استقبال کیلئے آسمانوں کے دروازے کھلے ہوں' پھر حضور ان کے مکان میں تشریف لے گئے اور ان کی تجہیز و تکفین فرمائی۔ فرمایا ستر ہزار فرشتے ان کے جنازہ میں موجود ہیں حضرت سعد طویل القامت اور بڑے تنومند تھے لیکن ان کا جنازہ بہت ہی ہلکا تھا لوگ اس پر بہت حیران تھے حضور نے فرمایا ان کے جنازہ کو فرشتے اٹھائے ہوتے ہیں اس بناء پر ہلکا

Marfat.com

ہے نیز حضور نے فرمایا سعد کی موت کی وجہ سے عرش الٰہی جنبش میں آیا۔

(مدارج النبوت ص ۳۰۳ تا ۳۱۴)

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

سریہ ابو عبیدہ بن الجراح

ماہ ذی الحجہ ۵ ہجری میں حضرت ابو عبیدہ بن الجراح بحکم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سیف البحر کی طرف تین سو مہاجرین کے ساتھ روانہ ہوئے کہ وہاں قبیلہ جہنیہ کے حالات تفتیش کریں کیونکہ اس طرف سے اندیشہ ناک خبریں پہنچیں۔ حضرت ابو عبیدہ اور ان کے ہمراہیوں کو اس سفر میں کھانے پینے کی سخت اذیت برداشت کرنی پڑی صرف دو تین چھوہاروں پر ایک دن بسر ہوتا تھا آخر ساحل سمندر پر ایک بہت بڑی مچھلی دستیاب ہوئی جو سب کے لئے کافی ہوئی۔ بنی کلاب کی نسبت خبر پہنچی کہ وہ غدر کا ارادہ رکھتے ہیں چنانچہ اسی ماہ میں محمد بن مسلمہ تیس آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ اس طرف روانہ ہو گئے بنی کلاب نے ان کا مقابلہ کیا اور بنی کلاب کے دس آدمی مارے گئے باقی بھاگ گئے پچاس اونٹ اور تین ہزار بکریاں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔

اسی طرح عکاشہ بن محصن مکہ کی جانب تفتیش حالات کیلئے روانہ کئے گئے اور ایک مختصراً گروہ نجد کی جانب بھیجا گیا جو ثمامہ بن آثال کو گرفتار کر کے لے آیا ثمامہ نے صدق دل سے بخوشی اسلام قبول کر لیا اور اپنے ملک یمامہ میں جا کر غلہ کو مکہ کی طرف جانے سے روک دیا۔

قریش مکہ کو جب غلہ کی تکلیف ہوئی تو آنحضرت کے پاس شکایت بھیجی۔ آپ نے حکم صادر فرمایا کہ مکہ میں غلہ بدستور سابق جانے دیا جائے۔

اسی سال آپ نے ان مہاجرین کو جو ملک حبش میں نجاشی کے پاس ہجرت کر کے چلے گئے تھے بذریعہ خط مدینہ میں بلوا لیا مگر مہاجرین کی ایک خاصی تعداد حبش

Marfat.com

میں باقی رہی۔ نجاشی کو اسلام کی دعوت دی گئی جو اس نے قبول کر لی اور مسلمان ہو گیا اور تحائف کے ساتھ مہاجرین کو مدینہ رخصت کیا۔

(تاریخ اسلام ص ۱۹۴-۱۹۵ جلد اول صفحہ ۱۹ اکبر شاہ خاں نجیب آبادی' ناشر نفیس اکیڈمی اسٹریکن روڈ کراچی)

پانچویں ہجری کے واقعات میں آیہ تطہیر کا شانِ نزول بھی شامل ہے۔

آیہ تطہیر

قال اللہ تعالیٰ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡھِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَھۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَھِّرَکُمۡ تَطۡھِیۡرًا ۝ (الاحزاب ۳۳) ترجمہ: اے (پیغمبر کے) گھر والو اللہ تعالیٰ سوا اس کے نہیں چاہتا کہ وہ ناپاکی کو تم سے دور کر دے اور تمہیں پاک صاف کر دے۔ (گناہ' عذاب اور ہر عیب سے)

شانِ نزول : اُم المومنین حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آیت تطہیر تو میرے گھر میں اُتری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں آئے اور فرمایا کسی اور کو آنے کی اجازت نہ دینا۔ تھوڑی دیر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں۔ اب بھلا میں بیٹی کو باپ سے کیسے روکتی۔ پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ آئے' نواسے کو نانا سے کون روکے؟ پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ آئے میں نے انہیں بھی نہ روکا۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ آئے میں اُنہیں بھی نہ روک سکی۔ جب یہ سب جمع ہو گئے تو جو چادر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اوڑھے ہوئے تھے اُن میں اُن سب کو لے لیا اور کہا ''الٰہی یہ میرے اہل بیت ہیں' ان سے پلیدی دور کر دے اور انہیں خوب پاک کر دے۔'' پس یہ آیت اس وقت اُتری جب یہ چادر پر جمع ہو چکے تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی - فرمایا تو خیر کی طرف ہے۔

Marfat.com

مسند کی ایک اور روایت میں ہے کہ میرے گھر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے کہ خادم نے آ کر خبر کی کہ فاطمہ اور علی آ گئے ہیں تو آپ نے مجھ سے فرمایا ایک طرف ہو جاؤ میرے اہل بیت آ گئے۔ میں گھر کے ایک کونے میں بیٹھ گئی یہ دونوں ننھے بچے اور یہ دونوں صاحب تشریف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں بچوں کو گودی میں لے لیا۔ پیار کیا' ایک ہاتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گردن میں دوسرا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی گردن میں ڈال کر ان دونوں کو بھی پیار کیا اور ایک سیاہ چادر سب پر ڈال کر فرمایا یا اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے پلیدی دور کر دے اور انہیں خوب پاک صاف کر دے۔ میں نے کہا میں اہل بیت میں سے نہیں ہوں تو آپ نے فرمایا: تو بھلائی کی طرف ہے اور نبی کی بیویوں میں سے ہے۔"

ایک اور روایت میں ہے میں نے عرض کیا مجھے بھی ان کے ساتھ شامل کر لیجئے تو فرمایا تو میری اہل ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ چادر اوڑھے ہوئے ایک دن صبح ہی صبح نکلے اور ان چاروں کو اپنی چادر تلے لے کر یہ آیت پڑھی۔ (مسلم وغیرہ)

مسند احمد میں ہے کہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حریرے کی ایک پتیلی بھری ہوئی لائیں۔ آپ نے فرمایا اپنے میاں کو اپنے دونوں بچوں کو بھی بلا لو۔ چنانچہ وہ بھی آ گئے اور کھانا شروع ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر تھے۔ خیبر کی ایک چادر پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بچھی ہوئی تھی۔ میں حجرے میں نماز ادا کر رہی تھی کہ یہ آیت (تطہیر) اُتری۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں چادر اوڑھا دی اور چادر میں سے ایک ہاتھ نکال کر آسمان کی طرف اُٹھا کر یہ دعا کی الٰہی یہ میرے اہل بیت اور حمایتی ہیں تو ان سے ناپاکی دور کر اور انہیں طاہر کر۔ میں نے اپنا سر گھر میں

Marfat.com

سے نکال کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی آپ سب کے ساتھ ہوں۔ آپ نے فرمایا یقیناً تو بہتری کی طرف ہے۔ فی الواقع تو خیر کی طرف ہے۔

مسند میں ہے شداد بن عمار کہتے ہیں۔ میں ایک دفعہ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ بن اسقع کے پاس گیا۔ اس وقت وہاں کچھ اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ وہ آپ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہہ رہے تھے میں نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ جب وہ لوگ چلے گئے تو مجھ سے حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ نے کہا تو نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے؟ میں نے کہا ہاں! تو فرمایا: سن میں نے جو دیکھا ہے تجھے سناتا ہوں۔ ایک مرتبہ حضرت علی کے گھر گیا تو معلوم ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں گئے ہوئے ہیں۔ میں ان کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ رہے ہیں اور آپ کے ساتھ حضرت علی اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔ دونوں بچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی تھامے ہوئے تھے۔ آپ نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ کو تو اپنے سامنے بٹھا لیا اور دونوں نواسوں کو اپنے گھٹنوں پر بٹھا لیا اور ایک کپڑے سے ڈھک لیا۔ پھر اسی آیت (تطہیر) کی تلاوت فرمائی اور عرض کیا یا اللہ یہ ہیں میرے اہل بیت اور میرے اہل بیت زیادہ حق دار ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت واثلہ فرماتے ہیں میں نے یہ دیکھ کر کہا یا رسول اللہ میں بھی آپ کی اہل بیت میں ہوں۔ آپ نے فرمایا ہاں! تو بھی میری اہل بیت میں ہے۔" میرے نزدیک سب سے زیادہ میرا مضبوط عمل یہی ہے۔

مسند احمد اور ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے لئے جب گھر سے نکلتے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر پہنچ کر فرماتے "اے اہل بیت نماز کا وقت آ گیا پھر اسی آیت تطہیر کی تلاوت کرتے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد چہارم سورۃ احزاب ۳۳ صفحہ ۴)

Marfat.com

نوٹ : یہاں تک جو کچھ لکھا گیا ہے اس سے یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ اہل بیت میں یہ چاروں حضرات بھی شامل تھے۔ کیونکہ مسلمانوں میں ایک فرقہ ایسا ہے جو آیت تطہیر میں صرف حضور کی ازواج مطہرات کو شامل کرتا ہے جبکہ ہم اہل سنت و جماعت کا مسئلہ حقہ یہ ہے کہ اس آیت تطہیر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات اور آلِ طہار سب شامل ہیں۔

حصین نے حضرت زید سے پوچھا آپ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں آپ کی اہل بیت نہیں ہیں؟ فرمایا : آپ کی بیویاں تو آپ کی اہل بیت میں ہیں ہی لیکن آپ کی اہل بیت میں وہ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ کھانا حرام ہے۔ پوچھا وہ کون ہیں؟ فرمایا آل علی - آل عقیل - آل جعفر اور آلِ عباس رضی اللہ عنہم۔ پوچھا کیا ان سب پر آپ کے صدقہ حرام ہے کہا ہاں ! (تفسیر ابن کثیر سورۃ احزاب صفحہ ۵' تفسیر ضیاء القرآن جلد چہارم صفحہ ۵۳ تا ۵۶ میں بھی شانِ نزول اسی طرح درج ہے)۔

آیہء مودّت کی تفسیر وتشریح

از پیر صاحب گولڑہ شریف

قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ (۲۳ الشوریٰ)

ترجمہ : (اے میرے حبیب اپنی امت سے) کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس امر پر کوئی اجر نہیں مانگتا لیکن میرے قرابت داروں سے دوستی رکھنا۔ اور جو کوئی نیکی کرے گا ہم اُس کے لئے اُس میں ثواب بڑھائیں گے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ بخشنے والا قدر دان ہے۔

یہ آیت کریمہ اُس وقت نازل ہوئی جب مشرکین نے ایک اجتماع میں کہا تھا

Marfat.com

کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عمل (تبلیغ القرآن) کے لئے اجر اور عوض چاہتا ہے۔
اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ میں تم سے اپنے اس کام کے لئے کچھ اجر نہیں چاہتا جیسا کہ انبیاء علیہم السلام نے بھی نہیں چاہا۔ البتہ یہ چاہتا ہوں کہ میرے قرابت داروں سے محبت رکھو اور ایذا نہ پہنچاؤ کیونکہ شرع اور عادت اور مروّت کا تقاضا بھی یہی ہے اور تم اپنے صلہ رحمی پر فخر بھی کرتے ہو۔

تفسیر روح البیان وغیرہ میں ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **مَنْ قرابتک هٰؤلاءِ الَّذین وجبت علینا مودتہم** یعنی آپ کے اہل قرابت اور رشتہ داروں میں وہ کون ہیں جن کی دوستی ہم پر واجب کی گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا: علی و فاطمہ اور اُن کی اولاد۔ اور اسی روایت کی تائید وہ قول کرتا ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ترجمہ : حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں شکایت کی کہ لوگ میرے ساتھ حسد کرتے ہیں۔ اِس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی کیا تو اس پر خوش نہیں کہ سب سے پہلے میں اور تم اور حسن اور حسین بہشت میں داخل ہوں گے۔ اس حالت میں کہ ہمارے دائیں بائیں ہماری بیبیاں ہوں گی اور ہماری اولاد ہماری بیبیوں کے پیچھے ہوگی۔ (انتہیٰ)

گو یہ آیت کریمہ مکہ میں نازل ہوئی جبکہ حسنین کریمین مدینہ میں پیدا ہوئے تھے مگر اس آیت کریمہ میں آل عبا علیہم السلام بلحاظِ قرابت کاملہ کے قیامت تک ہونے والے سب شامل ہیں۔ جیسا کہ صاحب تفسیر روح البیان فرماتے ہیں۔ ترجمہ: یعنی جن کے رشتے اور تعلق کا رجوع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کامل و مکمل اور اعلیٰ درجہ پر ہو وہی لوگ آلِ رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام کہلانے کے مستحق ہیں اور اس میں شک نہیں کہ حضرت علی و فاطمہ و حسنین کریمین علیہم السلام کا حضور علیہ السلام

Marfat.com

سے نہایت گہرا تعلق ہے۔

اس طرح الفاظ اہل قربیٰ میں حسنین پاک علیہم السلام داخل ہیں گو وہ اس وقت پیدا نہیں ہوئے تھے اور آل کسا کے بارے میں بلحاظ قرابت کاملہ جو احادیث مسطورہ بالا و نقل متواتر سے ثابت ہے۔ یہ کہنا کہ آیت مودت الٰہی کی شان میں نازل ہوئی صحیح ٹھہرا اور آثار ذیل بالکلیہ درست جیسا کہ صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ

(الف) ترجمہ : یعنی اس آیت کے نزول کے وقت لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے وہ قریبی لوگ کون ہیں جن کی مودت اور دوستی ہم پر واجب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی اور فاطمہ اور ان کی اولاد۔

(ب) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ہمارے یعنی اہل بیت کے حق میں ایک آیت نازل ہوئی کہ نہیں محفوظ رکھتا۔ ہماری دوستی کا حق مگر مومن اور اس کے بعد یہ آیت مودّت پڑھی **قل لا اسئلکم** ......

(ج) سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں فرمایا : **من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا الحسن بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم** پھر ایک دو جملہ کے بعد فرمایا: ترجمہ: یعنی میں حسن فرزند رسول ہوں اور اُن اہل بیت سے ہوں جن کی محبت اللہ تعالیٰ نے آیت مذکور میں فرماتی ہے اور اسی آیت میں اقتراف حسنہ سے مراد ہماری محبت ہے۔ مشہور محقق و مفسر صاحب روح البیان نے فرمایا ہے کہ اس آیت کریمہ کے تحت ان حضرات کو اس میں وہی شامل سمجھتے ہیں جو ان سے محبت رکھتے ہیں اور وہی انکار کرتے ہیں جو ان سے بغض رکھتے ہیں اور اس سلسلے میں انہوں نے چند احادیث نقل کی ہیں ملاحظہ ہو:

ترجمہ: جنت اُس پر حرام کی گئی ہے جس نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا اور میری عترت کو ایذا دے کر مجھے ایذا پہنچائی۔

Marfat.com

۲ - عبدالمطلب کی اولاد میں سے اگر کوئی اپنے محسن کا مکافی اور معاوضہ دینے والا نہ ہوا تو میں قیامت میں اس کا مجازی اور عوض دہندہ ہوگا جب وہ مجھ سے ملاقات کرے گا۔

۳- جس کا خاتمہ محبت اہل بیت پر ہوگا وہ شخص شہید ہوگا۔

۴ - خبردار! جس کا خاتمہ محبت اہل بیت پر ہوگا وہ مغفور ہوکر مرے گا۔

۵ - خبردار! جس کا خاتمہ محبت اہل بیت پر ہوگا۔ اس کی موت بحالت کامل ایمان ہوگی۔

۶ - خبردار! ' جس کا خاتمہ محبت اہل بیت پر ہوگا وہ مقبول التوبہ ہوکر مرے گا۔

۷ - خبردار! جس کی موت حب آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوگی وہ جنت کی طرف ایسے دوڑے گا جیسے دولہا اپنی دلہن کے گھر کی طرف۔

۸ - خبردار! جس کی موت آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر ہوگی اس کے لئے اس کی قبر میں دو دروازے بہشت کی جانب کھولے جائیں گے۔

۹ - خبردار! جس کی موت حب آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوگی اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو ملائکہ رحمت کی زیارت گاہ بنائے گا۔

۱۰ - خبردار! جس کی موت حب آل محمد پر ہوگی وہ طریقہ سنت و جماعت پر مرے گا۔

۱۱ - خبردار! جس کی موت آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بغض کی حالت میں ہوئی وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا یہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہے۔

۱۲ - خبردار! جو آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھتے ہوئے مرا۔ وہ بحالت کفر مرے گا۔

۱۳ - خبردار! جو شخص آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بغض رکھتے ہوئے مرا وہ جنت

Marfat.com

کی ہوا تک نہ سونگھے گا۔

ان احادیث کے بیان کرنے کے بعد تفسیر روح البیان فرماتے ہیں۔ ترجمہ: یعنی جن کے رشتے اور تعلق کا رجوع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کامل ومکمل اور اعلیٰ درجہ پر ہو وہی لوگ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہلانے کے مستحق ہیں اور اس میں شک نہیں کہ حضرت علی' فاطمہ اور حسنین کریمین علیہم السلام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت گہرا تعلق ہے۔ (تصفیہ مابین سنی وشیعہ تصنیف پیر مہر علی شاہ گولڑوی)

ہجرت کا چھٹا سال

غزوہ بنولحیان

ربیع الاول ٦ ھ میں غزوہ بنولحیان غزوہ بنو قریظہ کے چھ ماہ بعد واقع ہوا تھا جیسا آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت خبیب بن عدی اور حضرت عاصم بن ثابت کو شہید کر دیا گیا تھا جس کا حضور اور صحابہ کبار کو بہت رنج ہوا تھا مگر پیہم غزوات کے باعث بنو لحیان کی سرکوبی کی فرصت نہ ملی کہ ان سے بدلہ لیں یہاں تک کہ ہجرت کا چھٹا سال آ گیا۔

اس وقت آپ دو سو مہاجرین وانصار کی جمعیت لے کر جن میں بیس سوار تھے بنولحیان کی سرکوبی کیلئے نکلے۔

مدینہ منورہ میں حضرت ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا اور تیزی سے وہاں پہنچ گئے جہاں سریہ رجیع کے مسلمانوں کو شہید کیا گیا تھا ان کے لئے دعائے استغفار فرمائی۔ بنولحیان نے حضور کی تشریف آوری کی خبر پاتے ہی راہ فرار اختیار کی اور پہاڑوں پر چڑھ کر روپوش ہو گئے حضور ایک دو روز مقیم رہے اور چاروں طرف لشکر کی ٹولیوں کو بھیجا اس کے بعد عسفان پہنچے مگر کسی مخالف کو نہ پایا اس کے بعد حضور سے آ ملے اس سفر کی مدت چودہ شبانہ روز ہے۔ (مدارج النبوت ص ۳۲ جلد دوم)

Marfat.com

سریہ محمد بن مسلمہ برسر بنی کلاب

اسی سال حضرت محمد بن مسلمہ کو تیس سواروں کے ساتھ ربیع الاول میں بنی کلاب کی سرکوبی کیلئے بمقام ضریہ روانہ فرمایا جو کہ مدینہ منورہ سے بیس میل کے فاصلے پر ہے محمد بن مسلمہ دن کو پوشیدہ رہتے اور رات کو سفر کرتے وہ رات کے وقت اچانک ان پر پہنچے اور شب خون مارا چند کفار کو قتل کیا باقی بھاگ گئے حضرت محمد بن مسلمہ ان لوگوں کے اونٹ بکریاں مدینہ منورہ لے آئے حضور نے پانچواں حصہ نکال کر باقی تقسیم فرما دیا ایک سو پچاس اونٹ اور تین ہزار بکریاں تھیں سفر کی مدت پندرہ روز تھی۔

سریہ محمد بن مسلمہ جانب بنی ثعلبہ

حضور نے محمد بن مسلمہ کو دس شخصوں کے ساتھ بنی ثعلبہ کی بستی ذی القصا کی طرف بھیجا رات کا وقت تھا کہ آپ دن تک پہنچ گئے وہ سو آدمی تھے جو جمع ہو گئے اور دونوں طرف سے تیر اندازی شروع ہوگئی بالآخر کفار نے یکبارگی حملہ کیا اور نیزوں پر رکھ لیا اور سب کو شہید کر دیا حضرت محمد بن مسلمہ زخمی ہو کر زمین پر گر پڑے ان کے ٹخنوں پر زخم آیا تھا ایک مجاہد جو بچا تھا انہیں اٹھا کر مدینہ منورہ لے آیا۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو ربیع الآخر میں چالیس مجاہدین کے ساتھ بھیجا اس مرتبہ کفار کی تباہی ہوئی اور وہ بھاگ کر پہاڑوں پر جا چھپے بس ایک شخص ملا جس نے اسلام قبول کر لیا ان کو چھوڑ دیا ان کے مویشی اور مال و اسباب ان کے گھروں سے جمع کر کے مدینہ منورہ لے آئے خمس نکالنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تقسیم فرما دیا۔

سریہ محمد بن مسلمہ بجانب نجد

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی ایک جماعت حضرت محمد بن مسلمہ کے ساتھ نجد کی جانب روانہ کی وہ قبیلہ بنی حنیفہ کے ایک شخص کو اہل یمامہ کا سردار تھا جس

Marfat.com

کا نام ثمامہ بن اثال تھا ہاتھ باندھ کر قید کر کے بارگاہ نبوت میں لائے حضور نے حکم دیا اسے مسجد کے کسی ستون سے باندھ دو اس کے بعد حضور اس کے پاس تشریف لے گئے فرمایا ثمامہ کیا حال ہے اور تیری رائے اپنے بارے میں کیا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ٹھیک ہوں اگر آپ مجھے قتل کریں تو آپ ایک خونی کو ماریں گے اور اگر احسان فرمائیں گے تو آپ ایک شکرگزار پر احسان فرمائیں گے اور اگر آپ مجھ سے فدیہ لینا چاہیں تو جتنا فرمائیں گے ادا کر دوں گا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے تشریف لے آئے دوسرے دن بھی اور تیسرے دن بھی یہی گفتگو ہوئی۔ تیسرے دن اس کا جواب سن کر فرمایا اسے کھول دو اور رہا کر دو۔ اس کے بعد ثمامہ کھجور کے ایک درخت کے پاس گیا جو مسجد کے قریب تھا وہاں اس نے غسل کیا اور مسجد میں داخل ہو کر بلند آواز سے کہا۔ اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدًا عبده و رسوله اور اس نے کہا اے اللہ کے رسول خدا کی قسم روئے زمین کو آپ سے زیادہ میرے نزدیک دشمن تھا اب آپ کا روئے انور میرے نزدیک تمام لوگوں کے چہروں سے زیادہ محبوب ہے اور کوئی دین آپ کے دین سے زیادہ میرے نزدیک برا نہ تھا اب تمام دینوں سے زیادہ آپ کا دین محبوب بن گیا ہے اور کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ مبغوض نہ تھا اب آپ کا شہر تمام شہروں سے زیادہ مجھے محبوب ہو گیا ہے اس نے کہا آپ کے لشکر نے مجھے پکڑ لیا ہے میں چاہتا تھا کہ عمرہ بجا لاؤں تو اب آپ کیا حکم فرماتے ہیں اس پر حضور نے اسے بشارت دی اور حکم دیا کہ عمرہ بجا لاؤ۔ (مدارج النبوت ص ۲۴۷ تا ۲۴۸)

غزوہ ذی قرد

اس غزوہ کو غزوہ غابہ بھی کہتے ہیں اس غزوہ کے وقوع کا سبب یہ ہوا کہ حضور اکرم کے پاس بیس لقحہ تھے یعنی ایسے دودھ دینے والی اونٹنیاں جو بچہ جننے کے قریب تھے اور حضرت ابو ذر غفاری بھی وہاں رہتے تھے۔ ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ

Marfat.com

چند روز کیلئے وہاں سے چلے آئیں اس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت چاہی آپ نے باصرار اجازت دے دی اور فرمایا میں غطفان سے مطمئن نہیں ہوں۔

القصہ عتبہ بن حصین فزاری چالیس کافروں کے ساتھ حملہ آور ہوا اور اونٹوں کو لوٹ کر لے گیا اور دونوں چرواہوں کو اور حضرت ابوذر کے بیٹے کو شہید کر دیا اتفاقاً سلمہ بن الاکوع اور حضور کے غلام رباح سحری کے وقت اس طرف گئے ہوئے تھے۔ سلمہ نے رباح سے کہا تم جاؤ اور حضور اکرم کو اس کی اطلاع دے دو۔ اور میں ان کے تعاقب میں جاتا ہوں جب حضور کو اطلاع ملی تو ندا فرمائی۔ یا خیل اللہ ارکبی اے اللہ کے لشکریو سوار ہو جاؤ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ سوار ہوئے اور مدینہ طیبہ میں حضرت ابن مکتوم کو خلیفہ مقرر فرمایا اور حضرت مقداد کے نیزے پر علم لہرایا اور فرمایا آگے بڑھو۔ حضرت مسلم پہلے ہی ان کے تعاقب میں جا چکے تھے یہ بڑے شجاع تھے جنگوں میں پیدل رہ کر سواروں پر حملے کرتے تھے اور سواروں کو نیچے گرا لیتے تھے تیراندازی میں تو یگانۂ روزگار تھے اور درخت کے نیچے (بیعت رضوان) انہوں نے تین دفعہ بیعت کی تھی۔

کہتے ہیں کہ میں رباح رضی اللہ عنہ کو حضور کی خدمت میں برائے اطلاع بھیجنے کے بعد ایک ٹیلہ پر کھڑا ہوا اور تین مرتبہ بآواز بلند کہا واصباحاہ یہ کلمہ غارتگری کی خبر دینے کیلئے ہے اس کے بعد کفار کے تعاقب میں روانہ ہو گیا شمشیر و کمان میرے پاس تھی تیروں کو ان کی جانب پھینکتا اور ہر مرتبہ کوئی نہ کوئی زخمی گرتا رہا۔ اس جنگل میں درخت بہت تھے جب کوئی سوار مجھ پر تیر چلاتا تو میں کسی درخت کی اوٹ میں ہو جاتا اور کبھی کسی اونچی چوٹی پر چلا جاتا اور وہاں سے تیر برساتا یہاں تک کہ وہ مجھ سے تنگ آ گئے اور مجھ سے اپنی جان بچانے کیلئے حضور کے اونٹوں کو چھوڑ کر میرے آگے سے بھاگ کھڑے ہوئے پھر میں اونٹوں کو مدینہ منورہ کی طرف ہانک کر لے گیا اور دوبارہ واپس آ گیا اور حضور کے لشکر کے ساتھ مل گیا۔ اس دوران کفار بھاگ چکے تھے۔

Marfat.com

القصہ حضرت سلمہ فرماتے ہیں کہ جب میں لوٹ کر ذی قرد واپس پہنچا تو میں نے دیکھا کہ رسول خدا لشکر کے ساتھ اس جگہ قیام پذیر ہیں اور حضرت بلال اس اونٹ کو جو دشمنوں کے اونٹوں میں سے مسلمانوں کیلئے مال غنیمت میں پہنچا ہے ذبح کر کے اس کا جگر اونٹ کا کوہان حضور کے لئے بھون رہے ہیں میں نے حضور سے اجازت لے کر سو صحابہ کے ساتھ کفار کا تعاقب کیا اس دوران مدینہ منورہ سے بنی عمرو اور بنی عوف کے لوگ کمک لے کر پہنچ گئے مگر یہاں تو کام تمام ہو چکا تھا۔حضور نے فرمایا ہمارے سواروں میں آج بہترین شخص ابو قتادہ ہیں اور پیادوں میں سلمہ ہیں اس جگہ حضور نے ایک دن اور ایک رات قیام فرمایا اور اسکے بعد مدینہ روانہ ہوئے مجھے حضور نے اپنا ردیف بنایا یعنی اپنی سواری پر اپنے پس پشت مبارک پر بٹھایا زہے قسمت زہے نصیب۔ (مدارج النبوت ص ۲۳۸ جلد دوم)

سریہ عکاشہ بن محصن اسدی بخلاف بنی اسد

اسی سال عکاشہ اسدی کو چالیس مردوں کے ساتھ بنی اسد کی قوم کی جانب اس مقام کی جانب جس کو موضوع غمر کہتے ہیں بھیجا۔ جب یہ بستی کے نواح میں پہنچے اور وہاں کے لوگوں کو مکاشہ کے آنے کی خبر پہنچی تو راہ فرار اختیار کی اور اپنے گھروں کو خالی چھوڑ گئے جب ان کی بستی میں داخل ہوئے وہاں کسی کو نہ دیکھا صرف ایک شخص ہاتھ آیا اسے امان دے کر اس جگہ کا رہبر بنایا جہاں ان کے مویشی اور جانور تھے وہاں وہاں لے گیا ان میں سے دو سو اونٹ ہاتھ لگے پھر مدینہ لوٹے۔

(مدارج النبوت ص ۳۳۲)

سریہ زید بن حارث بر موضع جموم

اسی سال حضرت زید کو جمعیت کے ساتھ بنی سلیم میں جو موضع جموم کی طرف بطن نخلہ کے قریب ہے بھیجا۔ وہاں پہنچ کر ان کے مویشیوں پر قبضہ کیا اور کچھ لوگوں کو اسیر

Marfat.com

کر کے مدینہ منورہ لوٹ آئے۔

مواہب الدنیا میں ہے کہ وہاں مدینہ کی ایک عورت کو پایا جس کا نام حلیمہ تھا اس عورت نے بنی سلیم کے محلوں میں سے ایک محلّہ کی رہنمائی کی وہاں انہوں نے اونٹوں بکریوں اور قیدیوں کو پایا ان قیدیوں اس عورت کا شوہر بھی تھا ان سب کو لے کر حضرت زید لوٹے اور حضور کی بارگاہ میں پہنچے حضور نے اس عورت اور اس کے شوہر کی جان بخشی فرمائی۔ (مدارج النبوت ص ۳۳۲)

سریہ زید بن حارث برموضع عیص

اسی سال دوسری مرتبہ حضرت زید کو موضوع عیص کی طرف جو مدینہ طیبہ سے چار میل کے فاصلے پر ہے ماہ جمادی الاول میں ستر سواروں کے ساتھ قریش کے کارواں کی طلب میں جو شام سے مال تجارت لے کر آ رہا تھا روانہ کیا انہوں نے کارواں کو پکڑ لیا اور جو ان کے پاس تھا لے لیا اور بہت سی چاندی جو صفوان بن امیہ کے پاس تھی قبضہ میں لے لی اور ان سب کو قید کر لیا۔

ان اسیروں میں ابو العاص بن الربیع' شوہر حضرت زینب بنت رسول بھی تھے جنہوں نے عیسائی مذہب اختیار کیا ہوا تھا۔اس کے بعد ان کی زوجہ سیدہ زینب نے ان کو امان دی اور اپنی پناہ میں لے لیا پھر حضور نے ان کی امان کو جائز رکھا اس کے بعد وہ مکہ چلے گئے اور ایمان لا کر واپس مدینہ آ گئے۔

(مدارج النبوت ص ۳۳۲ جلد دوم)

سریہ زید بن حارثہ بوادی القریٰ

ایک اور سریہ زید بن حارثہ کا وادی القریٰ کی جانب ماہ رجب میں بھیجا گیا اس میں بہت سے مسلمان شہید ہوئے اور حضرت زید کو معرکہ کارزار سے زخمی اٹھا کر لایا گیا۔

Marfat.com

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زید کی لشکر کشیاں بہت ہیں بعض میں وہ غالب رہے اور بعض میں مغلوب روضۃ الاحباب میں ان سرایا کے ذکر نہ ہونے کی وجہ معلوم نہیں اور معارج النبوت میں ذکر نہیں کیا گیا۔ (واللہ اعلم)

(مدارج النبوت ص ۳۳۴)

سریہ زید بن حارثہ بسوئے اُم قرفہ

حضرت زید کو ماہ رمضان مبارک میں اُمِ قرفہ فاطمہ بنت ربیعہ بن زید فراریہ کیلئے روانہ کیا یہ اُم القریٰ کے نواح میں واقع تھی یہ مدینہ سے سات رات کی مسافت پر ہے یہ (فاطمہ) وہاں کی ملکہ اور سردار تھی فرماتے ہیں میں نے اُمِ قرقرہ کو گرفتار کیا جو بہت بوڑھی تھی اسے بہت مار لگائی اس کے دونوں پاؤں رسی سے باندھ کر دو اونٹوں کے پاؤں سے باندھ دیا پھر دونوں اونٹوں کو بھگا دیا جس سے وہ ٹکڑے ہوگئی جب زید مدینہ طیبہ آئے اور حضور کے کاشانہ مبارک کو دستک دی تو حضور اقدس بغیر قمیص پہنے اسی حال میں باہر تشریف لائے آپ کا لباس مبارک آپ کے بغل میں تھا پھر حضور نے زید کو آغوش میں لے لیا ... ن کا بوسہ لیا اور اس عورت کا حال پوچھا انہوں نے اپنی داستان سنائی۔ (مدارج النبوت ص ۳۳۴)

سریہ زید بن حارثہ بسوئے طرف

طرف ایک چشمہ ہے جو مدینہ سے چھبیس میل کے فاصلہ پر ہے وہ پندرہ مردوں کے ساتھ بنی ثعلبہ میں پہنچے وہاں انہوں نے اونٹوں اور بکریوں کو پایا بدوی بھاگ گئے زید نے بیس اونٹوں کے ساتھ مدینہ منورہ میں صبح کی کسی جنگلی آدمی سے ملاقات نہ ہوئی وہ چار راتیں سفر میں رہے۔ (مدارج النبوت ص ۳۳۴)

سریہ زید بن حارثہ بسوئے بخشی

Marfat.com

یہ جگہ وادی القریٰ کے پیچھے ہے یہ سریہ جمادی الآخر میں ہوا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت دحیہ کلبی قیصر کے پاس گئے تھے کیونکہ حضور نے بھیجا تھا قیصر نے ان کو تحائف اور خلعت دی تھی راہ میں ہنید بخشی کے غلاموں کے ساتھ مل گیا اور اس نے رہزنی کی پھر جب بنی المطیب کے لوگوں نے سنا تو وہ دوڑ کر ان پر حملہ آور ہو گئے اور سامان لوٹ لیا اور حضرت دحیہ کلبی حضور کے پاس حاضر ہوئے اور ساری حقیقت بیان کی اس ہر حضور نے حضرت زید بن حارثہ کو پانچ سو صحابہ کے ساتھ اور دحیہ کو دوبارہ ان کے ہمراہ بھیجا دن کو پوشیدہ رہتے اور رات کو قطع سفر کرتے اسی طرح صبح کے وقت اسی موقع پر تاخت کی ان کو قتل کیا اور سختیاں کیں اور ہنید اور اس کے بیٹے کو قتل کر کے ایک ہزار بکریاں اور ایک سو عورتوں اور بچوں کو قابو میں کر لیا۔

ادھر زید بن رفاعہ حذامی اپنی قوم کے چند لوگوں کے ساتھ حضور کی خدمت میں آیا اور اپنا ایک خط پیش کیا جس میں اس نے اپنے اور اپنی قوم کیلئے لکھا کہ چند رات پہلے اسلام لے آئے ہیں اس پر حضور نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت زید رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ ان سب کو بمہ مال وغیرہ چھوڑ دو انہوں نے مال واپس کر دیا۔ (مدارج النبوت ص ۳۳۵)

سریہ عبدالرحمٰن بن عوف بسوئے بنی کعب

اسی سال حضور نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو قبیلہ بنی کعب کی جانب اس مقام میں جسے دومۃ الجندل کہتے ہیں بھیجا۔ آپ نے حضرت عبدالرحمٰن کو بلایا اور اپنے سامنے بٹھایا اپنے دست مبارک سے ان کے سر پر عمامہ باندھا اور فرمایا راہ خدا میں جہاد کرو اور جنگ کرو ہر اس سے جو کافر ہے اور غنیمت میں خیانت نہ کرنا اور فریب نہ کرنا عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کرنا۔ اگر وہ دعوت اسلام قبول کر لیں تو ان کے سردار کی لڑکی کو طلب کرنا اس کے بعد وہ روانہ ہو کر دومۃ الجندل پہنچے وہاں تین روز قیام کیا اور دعوت اسلام دی اصبغ بن عمرو کلبی جو ان کا سردار تھا اسلام لے آیا اور

Marfat.com

بہت سے لوگ اس کے ساتھ اسلام لائے جنہیں اسلام کی توفیق نہ ہوتی انہوں نے جزیہ دینا قبول کیا۔ (مدارج النبوت ص ۳۳۶)

سریہ علی مرتضٰی بسوئے فدک

اسی سال حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ کو سو افراد کے ساتھ قبیلہ بنی سعد بن بکر کی جانب موضع فدک بھیجا اس کا سبب یہ تھا کہ حضور کو خبر پہنچی کہ بنی سعد بن بکر کے لوگ ایک لشکر جمع کر رہے ہیں تا کہ خیبر کے یہودیوں کو کمک پہنچائیں تا کہ سب مل کر مدینہ پر حملہ کریں لشکر اسلام رات کو سفر کرتا دن کو پوشیدہ رہتے یہاں تک کہ فدک اور خیبر کے درمیان ان پر اچانک حملہ کر دیا۔ بنو سعد نے شکست کھائی پانچ سو اونٹ ایک ہزار بکریاں قبضہ میں آئیں اس کے بعد اپنے ساتھیوں کے ساتھ بغیر نقصان اٹھائے واپس مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ (مدارج النبوت ص ۳۳۶ جلد دوم)

سریہ کرز

یہ سریہ جمادی الآخر میں ہوا صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عکل اور عرینہ کے لوگ بارگاہ رسالت میں آئے اور زبان سے اسلام کا اظہار کیا پھر کہنے لگے یا نبی اللہ ہم اونٹ اور بکریاں چراتے ہیں ہم زراعت نہیں کرتے ہم شہری زندگی کے عادی نہیں ہمیں مدینہ کی آب و ہوا موافق نہیں آئی اس لئے ہم بیمار ہو گئے آپ نے فرمایا تم اونٹوں کا پیشاب پیو تا کہ تمہارے پیٹوں کا ورم ٹھیک ہو جائے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور تندرست ہو گئے پھر وہ اسلام کے بعد مرتد ہو گئے اور حضور کے چرواہے کو شہید کر کے اونٹ لے گئے جب یہ خبر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی اور صحابہ کو ان کے تعاقب میں بھیجا اور حکم دیا کہ ان کی آنکھوں میں بطور قصاص سلاخ پھیر کر دھوپ میں ڈال دیں تا کہ مر جائیں چنانچہ صحابہ کبار رضی اللہ عنہ نے انہیں تلاش کر کے وہی سزا دی جو حضور نے فرمائی تھی ان ناپاکوں کی تعداد آٹھ تھی

Marfat.com

اور اونٹوں کی تعداد پندرہ تھی۔ (مدارج النبوت ص ۳۲۷)

سریہ عبداللہ بن رواحہ

یہ سریہ بھی اسی سال ہوا جب ابو رافع بن ابی الحقیق مارا گیا تو یہود نے اسیر بن رزم یہودی کو امیر بنالیا اس نے غطفان وغیرہ قبائل میں گشت کر کے حضور کے خلاف جنگ کیلئے آمادہ کیا جب یہ خبر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے عبداللہ بن رواحہ کو تین شخصوں کے ساتھ حقیقت حال معلوم کرنے کیلئے بھیجا یہ اسیر یہودی کے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری طرف بھیجا ہے تا کہ تجھے خیبر پر عامل بنائیں چنانچہ وہ بارگاہ رسالت میں جانے کیلئے تیار ہوگیا جب وہ موضع قرقرہ میں تھا تو عبداللہ بن انیس نے تلوار سے اسے قتل کر دیا اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اس پر حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم کو ظالم قوم سے نجات دی۔

(مدارج النبوت ص ۳۳۹)

اسی سال کے واقعات میں عمرو بن امیہ ضمیری کا ابو سفیان بن حرب کی طرف مکہ بھیجنا ہے اس کا سبب یہ تھا کہ ابو سفیان نے ایک شخص کو حضور پر دست درازی کیلئے مدینہ بھیجا جب وہ مدینہ آیا تو حضور کو دیکھتے ہی مسلمان ہوگیا اس پر حضور نے عمرو بن امیہ ضمیری کو بھیجا کہ اگر ابو سفیان ہاتھ لگے تو اسے قتل کر دیں عمرو ایک رات طواف کر رہے تھے کہ معاویہ بن ابو سفیان بن حرب نے عمرو کو دیکھ لیا اور کہنے لگے مکہ والو عمرو بن امیہ آ گیا ہے اس سے غافل نہ رہنا چنانچہ مکہ والوں نے ان کی جستجو اور قتل کرنے میں اجتماع کیا عمرو کہتے ہیں کہ میں پہاڑوں میں چھپ گیا اس دوران مجھے عثمان بن مالک ملا میں نے اس کے سینے میں خنجر گھونپ دیا وہ اتنی زور سے چیخا کہ بہت سے لوگ اس کی آواز کی طرف متوجہ ہوئے اور میرے پکڑنے کے درپے ہو گئے میں ایک غار میں چھپ گیا پھر جب میں غار سے باہر نکلا تو قریش کے دو آدمی جاسوس میرے پاس آ گئے ایک کو تو میں نے تیر مارا اور دوسرا بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے بعد میں صحیح

Marfat.com

سلامت بارگاہ رسالت میں پہنچ گیا۔ (مدارج النبوت ص ۴۳۹)

صلح نامہ حدیبیہ

اسی سال ماہ ذیقعدہ میں حضور چودہ سو صحابہ کبار کے ہمراہ بغرض عمرہ مدینہ منورہ سے نکلے کفار نے آپ کو حدیبیہ کے مقام پر روک لیا اور عمرہ نہ کرنے دیا لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی حضور نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بطور ایلچی ابوسفیان کے پاس بھیجا اور حضور رضی اللہ عنہ کا پیغام پہنچایا۔ سرداران قریش نے پیغام سن کر حضرت عثمان سے کہا ہم تم کو تو عمرہ کی اجازت دیتے ہیں دوسروں کو نہیں حضرت عثمان نے کہا کہ میں حضور کے بغیر تنہا طواف نہیں کر سکتا یہ سن کر قریش برہم ہوئے تو حضرت عثمان کو مکہ میں روک لیا۔

بیعت رضوان

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جب واپس آنے میں دیر ہوگئی تو مسلمانوں میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ عثمان کو مکہ والوں نے قتل کر دیا ہے اس خبر کے سنتے ہی آنحضرت نے فرمایا جب تک عثمان کے قتل کا بدلہ نہ لیں گے یہاں سے نہیں ٹلیں گے چنانچہ اس وقت آپ ایک ببول کے درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور تمام صحابہ سے جانثاری کی بیعت لی یہ بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہے قرآن مجید نے اسے اس طرح بیان کیا ہے۔

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ بیشک اللہ ان مومنوں سے راضی ہوگیا جب وہ (اے محبوب) آپ کے ہاتھ پر درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔ اس درخت کے نیچے" نیز فرمایا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ط یداللہ فوق ایدیھم فمن نکث فانما ینکث علٰی نفسہ ج ومن اوفٰی بما عٰھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجرًا عظیمًا (الفتح) ترجمہ: بیشک جو تمہاری

Marfat.com

بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں کے اوپر اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے عہد توڑا۔ اس نے اپنے برے کو عہد توڑا اور جس نے پورا کیا جو اس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اُسے بڑا ثواب دے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک جان پر صحابہ کبار رضی اللہ عنہم اپنی چودہ سو جانیں قربان کرنے کی بیعت کررہے ہیں جسے ظالم نام نہاد مسلمانوں نے قرآن پاک کی تلاوت کرتے شہید کردیا۔ بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی اس بیعت میں شامل فرمایا اس طرح کہ اپنے ایک ہاتھ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ لے کر اپنے دوسرے ہاتھ میں دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے محبوب ﷺ تیرے ہاتھ کے اوپر تو اللہ کا ہاتھ ہے (محبوب خدا ﷺ کی کیسی شان ہے کہ اللہ عزوجل اپنے محبوب کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ کہہ رہا ہے۔)

صحابہ کبار رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ عثمان رضی اللہ عنہ کیا خوش قسمت ہے کہ وہ طواف کعبہ کررہا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''ایسا نہیں ہے عثمان رضی اللہ عنہ میرے بغیر طواف نہیں کریں گے) ادھر عثمان رضی اللہ عنہ کہہ رہے ہیں میں حضور ﷺ کے بغیر طواف نہیں کرسکتا۔ (یہ تھا صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کی والہانہ محبت کا اظہار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے) قریش مکہ نے سہیل کو بطور ایلچی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں صلح کے لئے بھیجا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل کو آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اب معاملہ سہل ہوگیا ہے۔ ان کی نیت مصالحت کی ہے۔

چنانچہ سہیل نے شرائط پیش کیں جنہیں آنحضرت نے قبول فرمالیا۔ حضرت علی نے دستاویز کی پیشانی پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا۔ سہیل نے کہا کہ ہم رحمٰن کو نہیں مانتے تم ہمارے دستور کے مطابق **باسمک اللھم** لکھو۔ آپ ﷺ نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ ایسا ہی لکھو جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کا نام محمد رسول اللہ لکھا تو سہیل نے کہا اگر ہم آپ کو رسول تسلیم کرتے تو جھگڑا ہی کیا تھا۔ صرف محمد بن عبداللہ لکھو۔

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یہ مجھ سے نہیں ہو سکے گا کہ لفظ رسول اللہ کو قلم سے کاٹوں۔ آپ نے فرمایا لاؤ میں اپنے ہاتھ سے کاٹ دیتا ہوں چنانچہ آپ نے خود قلم سے کاٹ لیا۔

شرائط:

۱- مسلمان اس سال عمرہ نہ کریں۔ آئندہ سال آ کر عمرہ کریں گے۔ مکہ میں داخل ہوتے وقت سوائے تلوار کے کوئی ہتھیار ان کے پاس نہ ہوگا۔ تلوار بھی نیام کے اندر ہوگی اور تین دن سے زیادہ مکہ میں قیام نہ کریں گے۔

۲- صلح کی میعاد دس سال ہوگی۔ اس عرصہ میں کوئی فریق دوسرے فریق کے جان و مال سے قطعاً متعرض نہ ہوگا باہم امن و امان سے رہیں گے۔

۳- عرب کی ہر ایک قوم اور ہر ایک قبیلہ کو اختیار ہوگا کہ وہ جس فریق کے ساتھ چاہے ہم عہد ہو جائے۔ ان ہم عہد قبائل پر بھی اس صلح نامہ کی شرائط اسی طرح نافذ ہوں گی۔ دونوں فریق قبائل کو اپنا ہم عہد اور حلیف بنانے میں آزاد ہوں گے۔

۴- اگر قریش میں سے کوئی شخص بلا اجازت اپنے ولی کے مسلمانوں کے پاس چلا جائے گا تو قریش کی طرف واپس کیا جائے گا لیکن اگر کوئی مسلمان قریش کے پاس آ جائے گا تو وہ واپس نہیں کیا جائے گا۔

صلح نامے کا ردعمل:

اس معاہدہ کی چوتھی شرط صحابہ کرام کو سخت ناگوار گزری۔ اتفاق سے ابھی عہد نامہ لکھا ہی جا رہا تھا کہ سہیل کا بیٹا ابوجندل جو مسلمان ہو گیا تھا ان کے باپ نے اسے اس جرم میں قید خانے میں بیڑیاں پہنا کر محبوس کر رکھا تھا۔ کسی طرح قید خانے سے بھاگ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حدیبیہ پہنچ گیا۔ حضرت ابوجندل کو کفار نے جرم اسلام کے سبب سخت سے سخت جسمانی ایذائیں دی تھیں۔ ان

Marfat.com

کے جسموں پر زخموں کے نشان اور تازہ زخم موجود تھے۔ انہوں نے وہ زخم دکھائے اور فریاد کی کہ "مجھے ضرور اپنے ساتھ مدینے لے چلئے۔ اگر آپ نے مجھے ان کے سپرد کر دیا تو یا رسول اللہ ﷺ مجھے جرم اسلام کے علاوہ قید سے بھاگ آنے کی بھی سزا دیں گے جس سے میں تڑپ تڑپ کر مر جاؤں گا۔ اے صحابی رسول ﷺ میری مدد کرو اور میری فریاد کو پہنچو"۔ ابوجندل کے واویلا کو سن کر صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی رہائی کی سفارش کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل کو بہت سمجھایا کہ "اسے ہمیں ملنا چاہئے کیونکہ عہد نامہ لکھے جانے سے پہلے ہی یہ میرے پاس آ گیا تھا" مگر سہیل نے مکابرہ و مجادلہ اور ضد و ہٹ دھرمی دکھائی اور کہنے لگا "اگر آپ ایسا نہیں کرتے تو ہم صلح نہیں کرتے"۔ آخر ابوجندل رضی اللہ عنہ کو اس کے سپرد کر دیا اور فرمایا "اب اس پر عذاب و ایذا نہ کرنا" کرز اس کا ضامن ہو گیا۔ حضور نے فرمایا "اے ابوجندل صبر کرو اور دل کو خوش رکھو اور اللہ کے فضل و کرم پر اعتماد رکھو یقیناً وہ تمہارے لئے کشادگی اور آزادی کی راہ پیدا فرمائے گا"۔

سہیل وہیں سے ابوجندل رضی اللہ عنہ کو مارتا ہوا مکہ کی طرف لے چلا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے "یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نبی برحق نہیں۔ کیا یہ مشرک نہیں اور ہم مسلمان نہیں پھر ہم اپنی ذلت گوارا کیوں کریں"۔ آپ نے فرمایا "میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس کے حکم کی مخالفت اور بدعہدی نہیں کر سکتا۔ وہ مجھے ہرگز ذلیل نہیں کرے گا۔" اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غصہ فرو ہوا۔

فتح مبین:

صلح نامہ کی تکمیل کے بعد آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں نے حدیبیہ کے مقام پر قربانیاں کیں۔ احرام کھولے اور حجامتیں بنوائیں اور مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے تو رستے میں سورۃ فتح نازل ہوئی۔ خداتعالیٰ نے اسی صلح کو جسے صحابہ کبار رضی اللہ عنہم ایک قسم کی

Marfat.com

شکست سمجھتے تھے فتح مبین قرار دیا۔ حدیبیہ کے مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً بیس روز رہے۔

حدیبیہ سے واپسی پر آپ نے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی شاہ حبش کے نام ایک خط دے کر ملک حبش کی طرف روانہ کیا کہ وہاں سے حضرت جعفر بن ابی طالب اور تمام مہاجر مسلمانوں کو حبش سے واپس مدینہ میں لے آئیں۔ اس خط میں آپ نے نجاشی کو اسلام کی دعوت دی تھی۔ نجاشی نے خط کو پڑھ کر فوراً اسلام قبول کیا اور تحائف و ہدایا کے ساتھ مسلمانوں کو مدینے کی طرف رخصت کیا۔ آپ حدیبیہ سے واپس ہو کر ماہ ذی الحجہ میں مدینے پہنچے۔ (تاریخ اسلام صفحہ ۱۹ تا ۲۰۵) اسی سال حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ام رومان کا انتقال ہوا اور ابوہریرہ مسلمان ہوئے۔

اسی حدیبیہ کے مقام پر جب پانی دستیاب نہ ہوا تو لشکر کیلئے آپ نے کنویں میں اپنا لعاب دہن پھینکا تو وہ پانی سے بھر گیا اور ایک موقع پر ایک کوزے میں جس میں تھوڑا سا پانی تھا اپنا دست مبارک ڈالا تو آپ کی انگلیوں کے پانی کے چشمے پھوٹ نکلے اور سب نے استعمال کیا اور اپنے برتن بھر لئے اور اپنے مویشیوں کو بھی پلایا۔ (یہ آپ کا معجزہ تھا)

بادشاہوں کی طرف وفود اور فرامین کی ترسیل

اسی سال کے آخر اور ساتویں سال کے شروع تک بادشاہوں کے نام خطوط ارسال فرمائے جن پر اپنی مہر سبط فرماتے چاندی کی انگوٹھی پر محمد رسول اللہ کھدا ہوا تھا۔ اس مہر کے ساتھ جن بادشاہوں کے نام فرامین بھیجے۔ ان میں دو خطوط نجاشی شاہ حبش کے نام (۲) بنام ہرقل شاہ روم (۳) احوال کسریٰ شاہ فارس کے نام (۴) مقوش شاہ مصر و اسکندریہ کا حال (۵) مکتوب گرامی بنام حارث بن ابی شمس غسانی (۶) مکتوب

Marfat.com

بجانب ملک عمان (۷) مکتوب بجانب بحرین (۸) مکتوب بنام ہوذہ والی یمامہ۔ شاہ حبش اور شاہ عمان نے اسلام قبول کرلیا۔ ہرقل شاہ روم نے آپ کے ایلچی سے مروت وعزت کا برتاؤ کیا۔ آپ کے خط کی تکریم کی مگر سلطنت کے لالچ اور عیسائیوں کی مخالفت کے خوف سے علانیہ اسلام قبول نہ کرسکا۔ مقوقس شاہ مصر نے آپ کے خط اور ایلچی کی بڑی عزت کی ۔ جواب میں آپ کو نہایت مودبانہ فریضہ لکھا۔ ایک خلعت' ایک خچر اور دو لونڈیاں بطور ہدیہ خط کے ہمراہ روانہ کیں ۔ اسی طرح منذر بن ساوئ نے آپ کے خط اور ایلچی کے ساتھ تعظیم کا برتاؤ کیا۔ کسریٰ شاہ فارس نے آپ کے نامہ نامی کو چاک کردیا۔ آپ نے یہ حال سن کر فرمایا کہ کسریٰ کی سلطنت اسی طرح چاک کردی جائے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (تاریخ اسلام صفحہ ۲۱۰ صفحہ اول)۔ اسی سال قضیہ ظہار خولہ بنت ثعلبہ واقع ہوا۔ ان کے خاوند نے کہا تم میری ماں کی جگہ کی مانند ہو۔ خولہ بارگاہ رب العزت میں بہت گڑگڑائی کہ میں بھوکی مر جاؤں گی اگر خاوند مجھ سے چھوٹ گیا تو اس پر سورۃ المجادلہ نازل ہوئی قدسمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجھا وتشکی الی اللہ۔ بے شک اللہ نے اس کی سن لی جو اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑتی ہے۔ خولہ بنت ثعلبہ کو اس کے شوہر اوس بن ثابت نے کسی بات پر کہا کہ تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے۔ اس لئے تو مجھ پر حرام ہوگئی ہے۔ خولہ یہ سن کر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سارا واقعہ کہہ سنایا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اوس مجھے بہت پیارا ہے اور میرے بچوں کا سہارا ہے اور میرا مال ختم ہو چکا ہے۔ ماں باپ گزر چکے ہیں عمر دراز ہوگئی ہے۔ اگر میری اس سے جدائی ہوگئی تو بچے بھوکے مر جائیں گے۔ یہ تب ممکن ہے کہ میرے اور شوہر کے درمیان جدائی نہ ہو۔ وہ بار بار عرض کرتی رہی اور جب جواب حسب خواہش نہ پایا تو آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہنے لگی یا اللہ میں تجھ سے اپنی محتاجی' بے کسی اور پریشان حالی کی شکایت کرتی ہوں۔ اپنے نبی پر میرے حق میں ایسا حکم نازل فرما جس

Marfat.com

سے میری مصیبت رفع ہو۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: خاموش ہو دیکھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر وحی کے آثار ظاہر ہیں۔ جب وحی پوری ہوئی تو فرمایا اپنے شوہر کو بلا۔ اوس رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے سورۃ مجادلہ پارہ ۲۸ کی ابتدائی پانچ آیات پڑھ کر سنائیں۔ جس میں واضح حکم دیا گیا کہ ظہار کرنے والے کو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوگا اگر یہ مقدور نہ ہو تو ساٹھ روزے رکھنے ہوں گے' تب بیوی کے پاس جا سکتا ہے۔ واضح ہو کہ نبی کے احکامِ تحت وحی الٰہی ہوتے ہیں اور وحی الٰہی ہر بشر کو نہیں آتی بلکہ صرف نبی کو حاصل ہوتی ہے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ" مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَیَّ۔ اے محبوب ان مشرکین مکہ سے فرما دیجئے کہ میں بظاہر تمہاری مثل بشر ہوں مگر مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔

ان آیات سے ان لوگوں کو سبق سیکھنا چاہئے جو نبی الانبیاء علیہ السلام کو اپنی طرح کا کہہ دیتے ہیں حالانکہ آیت بشریت میں یوحی الی اللہ نے ثابت کر دیا ہے کہ امتی اپنے نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ جس طرح انبیاء کی بشریت کا انکار کفر ہے اسی طرح نبی کو اپنے جیسا کہنا بھی کفر ہے۔

Marfat.com

ہجرت کے ساتویں سال کے واقعات

غزوۂ خیبر

صلح حدیبیہ کے بعد آپ کو مشرکین مکہ کی طرف سے اطمینان حاصل ہوگیا تھا لیکن مدینے آ کر معلوم ہوا کہ خیبر کے علاقہ میں مسلمانوں کی بیخ کنی کیلئے سامان مکمل ہورہے ہیں۔ مدینہ سے بنونضیر اور بنوقریظ جلاوطن ہوکر خیبر ہی میں آباد ہوگئے تھے۔ خیبر کے یہود دوسرے طاقتور قبائل کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کرنے میں مصروف رہے۔ اب مسلمانوں کے مقابلے میں جنگی تیاریوں میں مصروف رہے۔ انہوں نے مدینے کے منافقین کو بھی شریک کار بنالیا جن کے ذریعے وہ یہودیوں کو مسلمانوں کی ایک ایک حرکت سے باخبر رکھتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کی ان تیاریوں کا حال سن کر محرم ۷ ہجری میں پندرہ سو صحابہ کرام کے ساتھ جن میں دو سو سوار تھے۔ مدینہ سے خیبر کی طرف کوچ فرمایا اور مدینے میں حضرت سباع بن عرفطہ کو عامل بنا کر مدینہ چھوڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے قریب پہنچ کر خیبر اور بنی غطفان کے درمیان مقام رجیع میں لشکرگاہ تجویز فرمایا۔

خیبر کا علاقہ مدینہ سے شام کی جانب ۹۶ میل پر ہے۔ اس بستی میں سات آٹھ قلعے، کھیت اور باغات بکثرت تھے۔ قلعوں کے نام یہ ہیں۔ ناعم، قموص، شق، نطاۃ، سلالم، وطیح، کتیبہ اور معجم البلدان۔

سب سے پہلے قلعہ ناعم فتح ہوا۔ حضرت محمود بن مسلمہ انصاری اوسی اسی قلعہ کی

Marfat.com

دیوار تلے شہید ہوئے۔ گرمی کی شدت تھی۔ وہ لڑتے لڑتے تھک کر دیوار کے سایہ میں جا بیٹھے۔ کنانہ بن ابی الحقیق نے فصیل پر لے چکی کا پاٹ ان کے سر پر گرا دیا جس سے وہ شہید ہوگئے۔ ناعم کے بعد قموص فتح ہوا۔ یہ بڑا مضبوط قلعہ تھا جو اسی نام کی پہاڑی پر واقع تھا۔ ابن ابی الحقیق یہودی کا خاندان اسی قلعہ میں رہتا تھا۔ عرب کا مشہور پہلوان مرحب اسی قلعہ کا رئیس تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فوج دے کر بھیجا مگر قلعہ فتح نہ ہوسکا جب محاصرے نے طول پکڑا تو ایک روز حضور نے فرمایا کہ "کل میں علم اس شخص کو دوں گا جسے اللہ اور اس کا رسول دوست رکھتا ہے اور وہ ان کو دوست رکھتا ہے۔ نیز فرمایا جس کے ہاتھ پر خدا فتح دے گا"۔

خیبر شکن:

صحابہ کبار ﷺ نے یہ رات انتظار اور بے قراری میں گزاری کہ دیکھئے صبح علم کسے عنایت ہوتا ہے۔ صبح کو ارشاد ہوا۔ "علی کہاں ہیں"؟ عرض کیا گیا "حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آنکھوں میں آشوب ہے" فرمایا: "ان کو بلاؤ" جب وہ حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں ڈالا اور دعا کی تو فوراً آرام ہوگیا اور علم انہیں عنایت فرمایا اور فرمایا: "جب میدان کارزار میں پہنچو تو پہلے ان کو دعوتِ اسلام دو۔ خدا کی قسم اگر تمہارے سبب سے حق تعالیٰ ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم ہزار سرخ اونٹ خدا کی راہ میں صدقہ کرو"۔ دشمن کی طرف سے پہلے مرحب کا بھائی حارث نکلا جو شجاعت میں مشہور تھا۔ اس کا نیزہ تین من کا تھا۔ وہ تو آتے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوگیا۔ اس کے بعد خود مرحب بڑے طمطراق سے نکلا۔ مرحب خیبر والوں میں بڑا بہادر، بلند قامت والا بڑا جنگجو تھا۔ خیبر کے بہادروں میں اس کے برابر دوسرا کوئی نہ تھا۔ اس روز وہ دو زرہ پہن کر دو تلواریں حمائل کر کے دو عمامے باندھ کر اور اوپر دوہرا یمانی

Marfat.com

رنگ زرد کا خود سر پر رکھ کر جن پر انڈے کے برابر قیمتی تراشیدہ ہیرے کی کلغی لگائے رجز پڑھتا ہوا معرکہ کارزار میں آیا۔

قد علمت خیبر انی مرحب   شاکی السلاح بطل محرب

کسی مسلمان کی ہمت نہ ہوئی کہ اس کے مقابل آتا اور میدان میں قتال کرتا۔

چنانچہ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ بھی یہ رجز پڑھتے ہوئے آئے۔

انا الذی سمستنی امی حیدره   ضرغام اجام ولیث قسوره

میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔ ضرغام ہوں اجام ہوں اور حملہ آور لیث ہوں۔

ضرغام- اجام اور لیث تینوں شیر کے مترادف ہیں۔ (حیدر کرار اس شیر کو کہتے ہیں جو پیچھے ہٹ کر دشمن پر زور دے حملہ کرے)

مرحب نے پیش دستی کر کے چاہا کہ حضرت علی کے سر پر وار کرے مگر شیر خدا نے سبقت کر کے اچھل کر ضرب ذوالفقار اس ملعون کے سر پر ایسی ماری کہ خود کو کاٹتی زنجیروں کو چاٹتی حلق تک پہنچ گئی۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کی رانوں تک پہنچی اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے زین کے قابوس تک پہنچی اور مرحب کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اس کے بعد اہل اسلام میدان میں اتر آئے اور یہودیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ ان کے سات کو واصل جہنم کیا۔ ان کے ساتھی ہزیمت اٹھا کر قلعے میں داخل ہونے لگے۔ علی مرتضی بھی ان کے تعاقب میں بڑھتے گئے۔ اس حالت میں ایک یہودی نے آپ کے دست اقدس پر ایک وار کیا اور آپ کی ڈھال زمین پر گر پڑی۔ دوسرا یہودی اس ڈھال کو اٹھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ حضرت امیر کو جوش آیا۔ اس حالت میں قوت ربانی کی طرف سے ایسی روحانی قوت وارد ہوئی کہ آپ خندق پھاند کر قلعہ کے دروازے پر پہنچ گئے اور قلعہ کے سینکڑوں من وزنی آہنی دروازہ کا ایک پٹ اکھاڑ ڈالا اور اس کی ڈھال بنا کر جنگ میں مشغول ہو گئے۔

Marfat.com

شاہ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار　　لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار

سیدنا امام باقر سلام اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے درخیبر کو اکھاڑنے کیلئے جھنجھوڑا تو سارا قلعہ کانپنے لگا چنانچہ صفیہ بنت حی بن اخطب تخت سے گر پڑی اور اس کا چہرہ زخمی ہوگیا۔

ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ جنگ سے فارغ ہونے کے بعد دو وجب (میل) کے فاصلے پر آپ نے اس دروازہ کو پس پشت دور پھینکا اور کہتے ہیں کہ بعد میں سات قوی وتنومند آدمیوں نے مل کر اس در کو ایک پہلو سے دوسرے پہلو پر پلٹنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے اور چالیس آدمیوں نے مل کر چاہا کہ اسے اٹھالیں مگر عاجز رہ گئے۔ معارج النبوت میں منقول ہے کہ اس در کا وزن آٹھ سو من تھا۔

مواہب لدنیا میں مروی ہے کہ حضرت علی مرتضی نے جس باب خیبر کو اکھاڑا تھا اسے ستر آدمی انتہائی مشقت کے باوجود ہلا تک نہ سکے۔ فرمایا۔ واللہ مافعلت باب خیبر بقوۃ جسد انیۃ بل قوۃ ربانیۃ بخدا میں نے درخیبر قوت جسمانی سے نہیں بلکہ قوت ربانی سے اکھیڑا ہے۔ (تفسیر کبیر ۱۵۱/۱۲)

نوٹ: یہ علی مرتضی کی کرامت تھی۔ یاد رہے کہ کرامت اور معجزہ اسی کو کہتے ہیں جو عقل اور فکر میں نہ آئے اور اس کے پیچھے قوت رحمانی ہوتی ہے (اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کا ولی آصف بن برخیا بلقیس کا سینکڑوں من وزنی سینکڑوں میل دور سے اپنی انگلی کے اشارے سے آنکھ جھپکنے سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پیش کرسکتا تھا (جس پر قرآن گواہ ہے) تو نبی الانبیاء کا سید الاولیاء سینکڑوں من وزنی کواڑ کو بطور ڈھال بنا کر جنگ میں استعمال نہیں کرسکتا)۔ اس کے بعد ابی الحقیق یہودی کے قلعہ قموص پر حملہ ہوا جو مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔ اسی قلعہ میں صفیہ بنت حی ابن اخطب اور دوسرے بہت سے قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ صفیہ کا باپ رئیس خیبر تھا۔ ان کا شوہر قبیلہ بنی نضیر کا رئیس تھا۔ باپ اور شوہر دونوں قتل کئے

Marfat.com

گئے تھے۔ صفیہ کو حضور صلعم نے اپنے عقد میں لے لیا۔

آخر میں وطیح اور سلام کے قلعے باقی رہ گئے۔ ان دونوں کا دس روز تک مسلمانوں نے محاصرہ کیا۔ محصور یہودی جب محاصرہ کی شدت سے تنگ آ گئے تو انہوں نے آنحضرت کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم نصف پیداوار بطور مال گزاری لینے کی شرط پر اگر ہماری زمینوں پر ہمارا قبضہ برقرار رکھا جائے تو اطاعت قبول کرتے ہیں۔

چنانچہ ان یہودیوں کو زراعت اور باغات کی نصف پیداوار کے بطور رعایا انہیں ان کی اراضیات پر قابض اور آباد رہنے دیا گیا۔

ان معرکوں میں ۹۳ یہودی مارے گئے اور پندرہ صحابہ کبار رضی اللہ عنہم نے شہادت پائی۔

جب غلہ کی تقسیم کا وقت آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ کو وہاں بھیج دیا تاکہ بٹائی کرے۔ انہوں نے غلہ کو دو مساوی حصوں میں تقسیم کر کے یہود سے کہا جو حصہ چاہو لے لو۔ اس پر وہ حیران رہ گئے اور کہنے لگے'' زمین و آسمان ایسے ہی عدل سے قائم ہے۔

(مدارج النبوت - تاریخ اسلام - سیرت رسول عربی)

خیبر کے مال غنیمت سے انصار و مہاجر خوشحال ہو گئے۔ خیبر کی زمینوں سے آنحضرت کے حصے میں فدک کی جائیداد آئی تھی۔ اس سے آپ اپنے مہمانوں کی ضیافت اور بنی قریظہ کی زمین سے اپنے رشتہ داروں' یتیموں اور مفلس مسلمانوں کی پرورش فرماتے تھے۔

اس غزوہ کے بعد یہودیوں کے ایک سردار سلام بن مشکم کی بیوی زینب بنت الحرث نے ایک سالم بکری بھنی ہوئی زہر آلود آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کی۔ آپ نے چکھتے ہی تھوک دی۔ حضرت بشرؓ اسے چبا کر نگل گئے تھے جس سے وہ شہید ہوئے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد اس عورت کو بشر کے ورثاء کے حوالے کر دیا گیا انہوں

Marfat.com

نے اسے قتل نہ کیا کیونکہ وہ مسلمان ہو چکی تھی۔

اُم حبیبہ بنت ابوسفیان سے زفاف

اُمِ حبیبہ پہلے عبیداللہ بن جحش کی زوجیت میں تھیں۔ ہجرت حبشہ کے دوران اس نے عیسائی مذہب اختیار کرلیا اور کچھ عرصہ بعد مر گیا۔ حضرت عمرو بن امیہ ضمیری حضور کے قاصد بن کر حبشہ پہنچے اور اُمِ حبیبہ کے پاس گئے تو اُمِ حبیبہ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص انہیں ''اے اُمِ حبیبہ اے ام المومنین کہہ کر مخاطب ہے'' جس کی تعبیر انہوں نے خود ہی فرمائی کہ میں حضور کی زوجیت میں آؤں گی۔

حضور نے جو مکتوب نجاشی کو لکھا تھا اس میں لکھا تھا کہ اُمِ حبیبہ کو حضور کے لئے پیغام دیں اور مدینہ طیبہ روانہ کردیں اور دیگر مہاجرین کو بھی بھیج دیں۔ اس کے بعد نجاشی نے اُمِ حبیبہ کو حضور کا خط دیا۔ انہوں نے اسے قبول کرلیا۔ نجاشی نے چار سو مثقال سونا یا چار ہزار درہم کا مہر مقرر کیا اور اُمِ حبیبہ کے پاس بھیجا اور نکاح ہوگیا اور دھوم سے سب کو کھانا کھلایا۔

جب اس عقد کی خبر حضور کو پہنچی تو حضور نے شرجیل بن حسنہ کو بھیجا کہ سیدہ حبیبہ کو مدینہ لے آئیں۔ مدینہ پہنچنے پر حضور نے ان کے زفاف کیا۔ اس وقت اُمِ حبیبہ کچھ اوپر تیس سال کی تھیں اور ان کا وصال ہجرت کے چوالیسویں سال میں ہوا۔

ایک دفعہ اُمِ حبیبہ کا والد ابوسفیان جو ابھی حالت کفر میں تھا۔ مدینہ اُمِ حبیبہ کو ملنے آیا اور بستر پر بیٹھنے کا ارادہ کیا تو اُمِ حبیبہ نے اس بستر پر اپنے باپ کو بیٹھنے نہ دیا اور بستر لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے کہا بیٹی' باپ جب بیٹی کے پاس آتا ہے تو بیٹی بستر بچھاتی ہے مگر تم نے اسے اٹھا دیا۔ فرمایا یہ سیدالمطہرین محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ہے اور تم ابھی بحالت شرک ہو اور فرمایا کل مشرک نجس تمام مشرک پلید ہوتے ہیں۔

Marfat.com

نماز عصر کیلئے آفتاب کا لوٹانا

غزوۂ خیبر کے واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپسی پر منزل صہبا پہنچے اور سیدہ صفیہ سے زفاف فرمایا اور اسی منزل میں نماز عصر ادا فرمائی اس کے بعد سر مبارک حضرت علی کے زانو پر رکھا اور سو گئے۔ یہاں تک کہ وحی کے آثار نمودار ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز عصر نہیں پڑھی تھی اور نزول وحی اتنی طویل ہوگیا کہ سورج غروب ہوگیا جب وحی کی کیفیت ختم ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا ''کیا نماز پڑھ لی''؟ عرض کیا ''نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم''۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مناجات کی اور عرض کیا ''اے اللہ علی تیرے اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے تو آفتاب کو حکم دے کہ لوٹ آئے تاکہ نماز عصر ادا کرلیں''۔ دعا قبول ہوئی اور آپ نے انگلی کا اشارہ کیا اور سورج لوٹ آیا یہاں تک کہ اس کی شعائیں پہاڑوں پر پڑیں اور مخلوق خدا نے آنکھوں سے دیکھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے وضو فرمایا اور نماز ادا کی۔

(مدارج النبوت ص۲۷۴ تا ۲۷۶ جلد دوم)

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا اُلٹے قدم
تیری اُنگلی اُٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا

قصہ لیلۃ التعریس:

اسی غزوہ میں واقعہ لیلۃ التعرس ہوا۔ تعریس آخر شب میں سونے کیلئے مسافر کے اترنے اور ٹھہرنے کو کہتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر غزوہ خیبر کی واپسی پر ایک رات سفر میں نیند کا غلبہ ہوا۔ حضرت بلال سے فرمایا۔ ''ہم سوتے ہیں تم نگہبانی کرنا اور ہمیں جگا دینا''۔ سب صحابہ سو گئے اور حضرت بلال بھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی صحابہ تب بیدار ہوئے جب سورج طلوع کر آیا۔ آپ نے

Marfat.com

حضرت بلال سے کہا ''کیا تم سو گئے تھے''۔ عرض کیا ''ہاں یارسول اللہ مجھے نیند نے گھیر لیا تھا''۔ فرمایا ''یہ شیطان کا فعل تھا جس نے سب کو تھپک تھپک کر سلا دیا یہاں سے کوچ کرو یہ جگہ شیطان کی ہے''۔

دوسری جگہ پہنچنے پر حضور نے وضو فرمایا اور بلال کو اذان دینے کا حکم دیا اور اقامت کے ساتھ صحابہ کے ہمراہ نماز فجر ادا کی۔ اس غزوہ خیبر کے واقعات میں گھریلو گدھوں اور گھوڑے کے گوشت کی حرمت کا حکم آیا۔ دیگر متعہ کی بھی ممانعت ہوئی جو ابتدائے اسلام میں جائز تھا اور خیبر کے موقع پر حرام کیا گیا۔ متعہ وقت متعین تک نکاح کرنے کو کہتے ہیں۔ اس کی حرمت ابدی و دائمی ہے اس میں بجز روافض کے کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۳۸ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

غزوہ وادی القریٰ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی القریٰ میں نزول فرمایا۔ ان لوگوں کا چار دن تک محاصرہ فرمایا وہ بھی جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ حضور نے بھی قتال کے لئے صف بندی فرمائی۔ پہلے آپ نے انہیں دعوت اسلام دی جو انہوں نے قبول نہ کی اور جنگ پر مصر رہے۔ اس روز صبح سے شام تک جنگ جاری رہی۔ یہودیوں کے دس آدمی واصل جہنم ہوئے۔ دوسرے روز صبح کے وقت فتح واقع ہوئی اور بکثرت اثاثہ اور بے شمار مال و متاع مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان یہودیوں پر احسان فرمایا اور ان کی اراضی اور باغات کو انہیں کے قبضہ میں رہنے دیا جب یہودیوں کی شکست کی خبر تیما پہنچی تو وہ ڈر گئے اور صلح کر کے جزیہ دینا قبول کر لیا۔ اسی طرح بہت سے سرایا (چھوٹے چھوٹے لشکر) روانہ فرمائے۔ سریہ ابوبکر صدیق' سریہ عمر بن الخطاب۔ سریہ بشیر بن سعد انصاری سریہ غالب بن عبداللہ لیثی کا میفہ۔ یہ تمام سرایا اسی سال واقع ہوئے۔

Marfat.com

عمرۃ القضاء:

اسی سال عمرۃ القضاء جو صلح حدیبیہ میں طے پایا تھا۔ واقع ہو۔ اس کا وقوع ماہ ذیقعدہ ۷ھ ہجری میں ہوا تھا۔ صلح حدیبیہ میں طے پایا تھا کہ سال آئندہ آئیں اور عمرہ ادا کریں اسی لئے اسے عمرۃ الصلح یا عمرۃ القضاء کہتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جو صحابہ حدیبیہ میں موجود تھے۔ وہ سفر میں موافقت کریں اور پیچھے نہ رہیں ان کے سوا جو چاہیں شریک ہو جائیں۔ ابودرہم غفاری کو مدینہ میں خلیفہ بنایا اور دو ہزار صحابہ اور سو گھوڑے اصیل اور ساٹھ ہدی اور جنگی اسلحہ خوذ زریں نیزے وغیرہ ساتھ لے کر روانہ ہوئے جب ذوالحلیفہ پہنچے تو گھوڑوں کو محمد بن مسلمہ کے حوالے کر دیا اور اسلحہ بشیر بن سعد کو دیا۔ احرام باندھا اور تلبیہ کہا صحابہ کبار نے بھی ایسا ہی کیا جب میر الظہر ان پہنچے جو مکہ سے ایک منزل کے فاصلے پر ہے تو وہاں قریش کی جماعت ملی۔ انہوں نے حضور کے متعلق بشیر سے پوچھا انہوں نے بتایا کل یہاں پہنچ جائیں گے چنانچہ دوسرے دن وہاں پہنچے اور شمشیریں نیام میں کرلیں اور تنبیہ پڑھتے ہوئے وادی طویٰ میں داخل ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ جو شعراء اسلام تھے۔ اونٹ کی مہار پکڑے آگے آگے چل رہے تھے اور جز پڑھتے جاتے تھے۔ ترجمہ "اے کافروں کی اولاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رستہ چھوڑ دو اور ایک طرف ہو جاؤ۔ آج کے دن ہم تم کو ان کے قرآن پر ماریں گے اور ایسی مار لگائیں گے کہ سر کے بل گرا دیں گے اور اپنے دوست کی دوستی بھول جاؤ گے۔ خدا کی راہ میں قتل کرنا بہترین عمل ہے۔"

یہ اشعار کفار مکہ کو کانٹے کی طرح چبھتے تھے اور آپ خوش ہو رہے تھے اور تنبیہ پڑھتے ہوئے کعبہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ حجر اسود کا بوسہ لیا اور استلام کیا۔ ادھر مشرکوں نے طعنہ دیا کہ یثرب کے بخار اور وہاں کی متعفن آب و ہوا نے انہیں کمزور کر دیا ہے تو حضور نے صحابہ سے فرمایا "قوت و شوکت کا مظاہرہ کرو۔ پہلے تین

Marfat.com

پھیروں میں اضطباع اور رمل کرو یعنی دایاں بازو ننگا کرو اور پہلوانوں کی طرح ذرا تیزی سے بازوؤں کو ہلا کر چلو۔ صحابہ کبار کی اس حالت کو کفار دیکھ کر ڈر گئے کہ یہ ہمیں نہیں چھوڑیں گے اور اپنے گھروں میں جا چھپے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چلتے جاتے اور یہ پڑھتے جاتے تھے۔

لا اله الا الله وحده نصر اعبده واعز جنده وهزم الاحزاب وحده ۔ صحابہ کبار بھی آپ کے ساتھ پڑھتے جاتے تھے۔

طواب کعبہ کے بعد دو رکعت ادا کر کے صفا مروہ کی سعی کی یعنی سات چکر لگا کر پھر حجرہ اسود کا بوسہ لیا۔ زمزم پی کر باہر آئے قربانی کی اور سر منڈائے اور احرام کھول دیئے۔

حضور تین دن مکہ مکرمہ رہے اور حسب وعدہ واپس مدینہ منورہ لوٹ گئے۔

(مدارج النبوت ص ۴۴۱ تا ۴۴۵ حصہ اول)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور رفقاء کا اسلام لانا

اسی سال حضرت خالد بن ولید (فاتح شام) اور حضرت عمرو بن العاص (فاتح مصر) ایمان لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ تشریف لائے چند روز ہی ہوئے تھے کہ مکہ میں حضرت عمرو بن العاص نے مسلمان ہونے اور مکہ سے ہجرت کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ وہی ہیں جنہیں قریش مکہ نے مسلمانوں کے خلاف نجاشی شاہ حبش کے پاس بطور سفیر بھیجا تھا کہ مسلمانوں کو حبش میں پناہ نہ مل سکے۔ نجاشی کے دربار میں ان کی ناکامی نے ان کے دل پر اسلام کی صداقت کا سکہ بٹھا دیا تھا۔ خالد بن ولید اس کے گہرے دوست تھے۔ سفر حدیبیہ میں بہ مقام غضیان رات کے وقت بعد نماز عشاء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام مجید کی قرات سن کر خالد بن ولید کا دل نرم ہوگیا تھا۔ اسی روز سے ان کو اسلام سے محبت ہوگئی تھی جب عمرو بن العاص نے خالد سے اپنا ارادہ ظاہر کیا تو وہ فوراً عمرو بن العاص کی ہمراہی پر آمادہ

Marfat.com

ہوگئے۔ اس کے بعد دونوں نے اپنے تیسرے دوست عثمان بن طلحہ کو اپنے ارادے سے مطلع کیا۔ وہ بھی بلا تامل ان کے ساتھ متفق ہوگئے۔

قریش کے یہ تینوں سردار مکہ سے روانہ ہوکر مدینہ منورہ آنحضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر مسلمان ہوگئے۔ ان کے مسلمان ہونے سے اسلام کو بڑی تقویت پہنچی جب انہیں معلوم ہوا کہ مسلمان ہونے سے پچھلے تمام گناہ بخشے جاتے ہیں تو بہت خوش ہوئے۔

(تاریخ اسلام ص ۲۱۲ حصہ اول تصنیف اکبر شاہ خان نجیب آبادی نفیس اکیڈمی کراچی)

حضرت خالد کی والدہ لبابہ بنت حارث جو کہ سیدہ میمونہ حارث زوجہ سید عالم کی بہن تھیں۔ انہوں نے فاروق اعظم کی خلافت میں ۲۱ ھ میں وفات پائی۔

ساتویں ہجری کے دو اہم واقعات

بعض اکابر اہل سیر نے دو واقعات ہجرت کے ساتویں سال میں لکھے ہیں جو مختصراً درج ذیل ہیں۔ روضۃ الاحباب میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک خط جبلہ بن الہیم غسانی کو لکھا تو وہ مسلمان ہوگیا تحائف حضور کی خدمت میں بھیجے اور دین اسلام پر برقرار رہا۔ یہاں تک کہ حضرت فاروق اعظم ﷛ کے دورِ خلافت میں ایک مرتبہ حج کو آیا اور طواف میں مشغول تھا کہ اچانک ایک فرازی کا پاؤں اس کی ازار پر پڑ گیا۔ جس سے اس کا تہ بند کھل گیا۔ اس پر جبلہ نے فرازی کے منہ پر طمانچہ مارا جس سے اس کی ناک پھٹ گئی۔ حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا اور دعویٰ کر دیا۔ حضرت عمر ﷛ نے فرمایا: ''اسلام نے اس کے اور تمہارے درمیان برابری قائم فرمائی ہے اور تم کو اس پر کوئی فضیلت نہیں بجز تقویٰ کے'' اس پر کہنے لگا ''میں دین سے برگشتہ ہوکر نصرانی ہوتا ہوں''۔ حضرت عمر ﷛ نے فرمایا ''اگر تو ایسا کرے گا تو تیری گردن مار لی جائے گی''۔ جبلہ نے ''کہا آج کی رات مجھے مہلت دیجئے تاکہ میں اپنے معاملہ میں سوچ لوں''۔ جب رات آئی تو وہ بھاگ گیا اور روم چلا گیا اور نصرانی بن گیا اور

Marfat.com

ارتداد پر ہی مرا۔ (مدارج النبوۃ ص ۴۴۷ جلد دوئم)

دوسری داستان فروہ بن عمرو حذامی کے اسلام کی ہے جو شاہِ روم کی جانب سے سرزمین بلقاء میں عمان پر حاکم تھا اس نے حضور ﷺ کو ایک خط لکھا اور ایک سفید اونٹ جسے فضہ کہتے تھے اور ایک گھوڑا اور ایک گدھا مع چند ریشمی کپڑے' قبائے سندس اور سونا بطور تحفہ بھیجا اور لکھا کہ ''میں مسلمان ہو گیا ہوں اور حق تعالیٰ کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کا اقرار کرتا ہوں''۔ حضور ﷺ نے اس کے قاصد مسعود بن سعد کی بہت عزت افزائی کی اور بلال ؓ کو حکم دیا کہ ''گھر لے جا کر اس کی مہمانداری کرو''۔ اس کے تحائف کو قبول فرمایا۔ ریشمی کپڑے ازواجِ مطہرات میں تقسیم فرما دیئے۔ گھوڑا اور گدھا سید ساعدی کے سپرد فرمایا تاکہ ان کی دیکھ بھال کرے اور خط کا مضمون لکھوایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - محمد رسول اللہ کی جانب سے فروہ بن عمرو کے نام

اما بعد! تمہارا قاصد ہمارے پاس پہنچا اور جو تحفے تم نے بھیجے ہمیں وصول ہوئے۔ تم نے اپنے اسلام کو مجھ پر ظاہر کیا اگر تم نے نیکی کی' خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کی نماز قائم کی زکوٰۃ دی تو حق تعالیٰ تمہیں راہِ راست پر رکھے گا۔''

حضرت بلال ؓ کو حکم دیا کہ ''پانچ سو درہم مسعود بن سعد کو دے دو اور اسے واپس کر دو''۔

شاہِ روم کو جب فروہ کے اسلام لانے کی خبر پہنچی تو اپنے سامنے طلب کیا اور کہا اپنے دین سے لوٹ جا اس نے انکار کیا اور کہا میں کیسے لوٹوں جبکہ یقین سے جانتا ہوں کہ وہ برحق ہی ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ اس پر بادشاہ نے اسے عرصہ دراز تک قید میں رکھا اس کے بعد اسے سولی پر چڑھا دیا۔

(مدارج النبوۃ ص ۴۴۸ جلد دوم)

Marfat.com

ہجرت کا آٹھواں سال

سریہ غالب لیثی بسوئے کرید:

اس سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غالب بن عبداللہ لیثی کو قبیلہ بنی الملوح بھیجا تا کہ موضع کرید جائیں جب رات ہوئی تو ان پر شب خون مارا اور ان کے اونٹوں کو گھیرے میں لے کر چل دیئے۔ اچانک ان کے عقب میں ایک جماعت نمودار ہوئی جب غالب کو خبر ہوئی کہ قریب آ چکے ہیں یہاں تک کہ صرف ایک نالہ درمیان میں باقی رہ گیا تھا کہ حق تعالیٰ نے پانی کی ایک رو بھیجی جس سے وہ نالہ بھر گیا اور کسی کو اسے عبور کرنے کی ہمت نہ ہوتی حالانکہ اس سے پہلے کوئی ابر و باراں نہ ہوا تھا اور اس طرح وہ سلامتی سے مدینہ منورہ لوٹ آئے۔

سریہ فدک

اسی سال غالب بن عبداللہ لیثی کو فدک بھیجا گیا کہ وہاں کفار کی سرکوبی کریں۔ مروی ہے کہ اس سریہ میں اسامہ بن زید مجاہد تھا۔ انہوں نے نہیک بن مرواس کے پیچھے گھوڑا دوڑایا جب اسامہ اس کے قریب پہنچا اور اسے مارنے کیلئے تلوار اٹھائی تو اس نے بلند آواز سے کہا اشھدان لا الہ اللہ وان محمد رسول اللہ۔ اسامہ نے اس کے ایمان کو یاس و ناامیدی پر محمول کر کے معتبر نہ جانا اور تلوار کا وار کر کے اسے قتل کر دیا۔

جب اسامہ مدینہ منورہ پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حقیقت حال

Marfat.com

بیان کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ پر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا۔

بیضاوی میں حضرت مقداد کے بارے میں بھی لکھا ہے کہ وہ ایک شخص کے پاس پہنچے جو بکریاں چرا رہا تھا۔ مقداد نے چاہا کہ اسے قتل کریں۔ اس نے کلمہ شہادت پڑھا مگر مقداد نے اسے قتل کر دیا اور کہا کہ اس نے اپنے مال اور جان کو بچانے کیلئے پڑھا تھا۔ اس پر حضور نے اسے وہی کہا جو اسامہ سے فرمایا تھا۔

(مدارج النبوت ص ۴۵۲ تا ۴۵۳ جلد دوم)

جنگِ موتہ

یہ جنگ ماہ جمادی الاول ۸ ہجری میں واقع ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعوتی خط حارث بن عمیر ازدی کے ہاتھ حاکم بصریٰ کو روانہ کیا۔ ابھی بصریٰ نہ پہنچے تھے بلکہ شام کی سرحد کے قریب مقام موتہ میں پہنچے تھے کہ وہاں کے حاکم شرجیل بن عمر غسانی نے جو قیصر روم کی طرف سے اس علاقے کا صوبہ دار تھا حارث کو شہید کر دیا۔ ان کے بلاوجہ قتل ہونے کی خبر مدینہ منورہ پہنچی تو مسلمانوں کو سخت صدمہ ہوا۔ آپ نے ایک مہم اس سرکش غسانی سردار کی سرکوبی کیلئے روانہ کی۔ آپ نے حکم دیا کہ ''موضع حرق میں جمع ہوں'' چنانچہ تین ہزار کا اسلامی لشکر وہاں جمع ہو گیا۔ آپ نے لشکر کی سرداری حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی اور حکم دیا کہ ''اگر زید رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس لشکر کے سردار ہوں گے اگر جعفر رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کے سردار ہوں گے اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر جس کو لشکری پسند فرمائیں اپنا سردار بنالیں'' (وہاں ایک یہودی عالم آپ کی یہ گفتگو سن رہا تھا اس نے صحابہ کبارؓ کو کہا کہ تمہارے نبیؐ نے جن جن کی شہادت کی خبر جس ترتیب سے دی۔ ویسی ہی ان کی شہادت ہوگی کیونکہ نبی کے منہ

Marfat.com

سے جو بات نکلتی ہے وہ وحی الٰہی ہوتی ہے۔) چنانچہ آنحضرت اس لشکر کو تھوڑی دور تک بطریق مشایعت پہچانے گئے پھر واپس مدینہ منورہ لوٹ آئے۔

حضرت زید اپنے لشکر کو لے کر مقام معان تک بڑھے چلے گئے وہاں خبر ملی کہ حاکم موتہ شرجیل بن عمرو نے مسلمانوں کے لئے ایک لاکھ جرار فوج فراہم کر رکھی ہے اور موتہ سے تھوڑی دور پیچھے وادی بلقاء میں خود قیصر روم خیمہ زن ہے۔ کفار کی ایک لاکھ فوج کی خبر سن کر مسلمانوں نے چاہا کہ دربار رسالت میں اطلاع دی جائے اور حکم کا انتظار کیا جائے۔ مگر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا فتح و شہادت میں ایک ضرور حاصل ہوجائے گی اس لئے انتظار کی ضرورت نہیں چنانچہ وہاں سے موتہ پہنچے اور یہاں جنگ ہوئی۔ حضرت زید بن حارث علم ہاتھ میں لئے قلب لشکر کے سامنے سب سے آگے تھے۔ زید لڑتے ہوئے اور کفار کو قتل کرتے ہوئے بہت آگے نکل گئے۔ کفار نے چاروں طرف سے انہیں گھیر لیا یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔ ان کے شہید ہوتے ہی حضرت جعفر بن ابی طالب دوڑ کر آگے بڑھے اور علم اسلام کو سنبھال لیا۔ جعفر نے بہت سے کفار کو قتل کیا۔ آخر ان کا گھوڑا زخمی ہوگیا اور زمین پر گر پڑا۔ آپ پیادہ کفار سے لڑتے رہے۔ دشمنوں نے انہیں نرغہ میں لے لیا۔ بالآخر ان کا دایاں ہاتھ کٹ کر الگ ہوگیا تو گردن سے علم لگا کر سینے سے سنبھالے رکھا۔ یہاں تک اسی حالت میں شہید ہوگئے۔ ان کی شہادت کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ ﷜ نے آگے بڑھ کر علم کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بھی شہید ہوگئے اور رایت اسلام گر گیا۔ مسلمانوں میں آثار پریشانی ہویدا ہوئے۔ حضرت ثابت بن اقرم نے جھٹ آگے بڑھ کر علم اٹھالیا اور بلند آواز سے کہا۔ ''مسلمانو! کسی ایک شخص کے امیر بنانے میں موافقت کرلو۔''

لشکریان اسلام کی طرف سے متفقہ آواز بلند ہوئی (رضینا بک ہم تمہاری امارت سے راضی ہیں) ثابت بن ارقم نے جواب دیا۔ میں یہ کام نہ کرسکوں گا۔ لشکر کی طرف

Marfat.com

سے فوراً آواز آئی ہم کو خالد کی سرداری منظور ہے۔ یہ سنتے ہی خالد بن ولید نے فوراً آگے بڑھ کر ثابت بن ارقم کے ہاتھ سے علم اپنے ہاتھ میں تھما لیا اور رومی لشکر پر حملہ آور ہوئے اور مسلمانوں کو للکارا۔ سب نے دشمنوں پر پے در پے حملے کئے کہ رومیوں کے چھکے چھوٹ گئے۔ خالد بجلی کی طرح میدان جنگ میں کوند رہے تھے اور اپنے لشکر کے ہر حصے کو خود مدد پہنچاتے تھے۔ غرض صبح سے شام تک لڑائی ہوئی۔ آخر رومیوں نے مسلمانوں کے مقابلے سے فرار کی عار گوارا کی اور بے اوسان ہوکر بھاگے۔ مسلمان نے تھوڑی دور تک تعاقب کیا اور کچھ مال غنیمت بھی مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ اس لڑائی میں کل بارہ صحابی شہید ہوئے اور کفار کی تعداد معلوم نہ ہوسکی۔

جس روز میدان موتہ ہوئی۔ اسی روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں بالہام الٰہی تمام حالات جنگ کی اطلاع دے رہے تھے۔ منبر پر فرمایا اسلامی لشکر نے کفار کا مقابلہ کیا اب زید شہید ہوئے۔ اللہ نے انہیں بخش دیا۔ اب جعفر نے علم اپنے ہاتھ میں لیا۔ دشمنوں نے اس کو چہار طرف سے گھیر لیا۔ یہاں تک وہ بھی شہید ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی بخش دیا۔ اب عبداللہ بن رواحہ نے اسلامی جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا۔ وہ بھی دشمنوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ وہ بھی بخش دیئے گئے اور فرمایا سب شہداء اب جنت میں اٹھا لئے گئے اور تخت زرین پر متمکن ہیں۔ ان تینوں کے بعد اسلامی جھنڈے کو سیف من سیوف اللہ یعنی خالد بن ولید نے لیا اور بگڑی ہوئی لڑائی کو سنبھالا اور فتح ہوگئی۔ ان کا بیان ہے کہ اس روز میرے ہاتھ سے ۹ تلواریں ٹوٹی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر کے متعلق فرمایا کہ جعفر کو خدا تعالیٰ نے دو بازو مرحمت فرمائے ہیں جن سے وہ جنت میں اڑتے پھرتے ہیں۔ اسی روز سے وہ ذوالجناحین اور جعفر طیار کے لقب سے موسوم ہوئے۔

(تاریخ اسلام ص ۲۱۰ تا ۲۱۷ حصہ اول)

جنگ قضاعہ

جنگ موتہ کے ایک ماہ بعد مدینے میں خبر پہنچی کہ سرحد شام کے قریب قبیلہ قضاعہ

Marfat.com

نے مدینہ پر حملہ کیلئے لشکر جمع کیا ہے۔ آپ نے حضرت عمرو بن العاص کو تین سو مہاجر و انصار کے لشکر کا امیر بنا کر روانہ کیا۔ آپ رات کو سفر کرتے' دن کو آرام' دشمن کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ دشمن کی جمعیت بہت زیادہ ہے تو ایک قاصد مدینہ منورہ روانہ کیا۔ حضور نے ابوعبیدہ بن الجراح کو کمک دے کر روانہ کیا۔ آپ کے پہنچتے ہی لشکر اسلام حملہ آور ہوا جس کی تاب لشکر کفر نہ لا سکا اور لشکر منتشر ہو گیا۔ اسلامی لشکر صحیح سلامت واپس مدینہ منورہ پہنچا۔ (تاریخ اسلام ص ۲۱۷ حصہ اول)

فتح مکہ

اسی سال ۸ ہجری میں ایک سبب فتح مکہ کا یہ بنا کہ صلح حدیبیہ میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ دونوں فریق ایک دوسرے کے حلیفوں کے ساتھ تعرض نہ کریں گے۔ ان دنوں بنی بکر قریش کے حلیف تھے اور بنو خزاعہ حضور کے ایک دن بنی بکر کا ایک شخص نبی کریم ﷺ کی ہجو کر رہا تھا کہ قبیلہ بنی خزاعہ کا ایک آدمی کھڑا تھا اس نے اسے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا بلکہ اس خبیث نے اس کا منہ اور سر توڑ دیا جس پر معاملہ بڑھ گیا اور بنی بکر نے بنی خزاعہ کے بیس آدمیوں کو حرم میں جا کر قتل کر دیا۔ چنانچہ جبرائیل امین علیہ السلام نے اس واقعہ کی خبر حضور کو پہنچا دی۔

بنی خزاعہ کے چند آدمیوں نے آنحضرت ﷺ کا نام لے کر فریاد کی کہ اے خاتم النبیین ہماری مدد کیجئے کہ بنی بکر نے ہم پر ظلم کیا ہے۔ اس وقت آپ ام المومنین میمونہ کے حجرہ مبارک میں وضو فرما رہے تھے ان کی فریاد کے جواب میں فرمایا لبیک لبیک نصرت نصرت فرمایا۔ حضرت میمونہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے لبیک کس کے جواب میں فرمائی۔ آپ نے فرمایا "اس وقت بنو خزاعہ کے لوگوں کی فریاد میرے کانوں تک پہنچی۔ اس کا جواب دے رہا تھا۔" کئی روز کے بعد بدیل بن ورقہ اور عمرو بن سالم خزاعی نے ایک پردرد نظم میں اپنی مظلومی کی داستان سنائی۔

ان قریش اخلفوک الموعدا   قریش نے آپکے ساتھ وعدہ خلافی کی ہے

Marfat.com

ونقضوا میثاقک الموکدا اور انہوں نے مضبوط معاہدہ کو توڑ دیا۔
واجعلو الیٰ فی کداء رصدا اور ہمیں خشک گھاس کی طرح پامال کردیا ہے
وزعموا ان لست ادعوا احدا اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری مدد کو کوئی نہیں آئیگا
وهم اذل واقل عدداً کہ ہم ذلیل ہیں اور تعداد میں قلیل ہیں
هم بیتونا بالوتیر هجدا انہوں نے وتیر میں ہم کو سوتے میں جالیا

آپ نے ان بنو خزاعہ کے لوگوں کو تسلی وتشفی دی اور کہا کہ ہم تمہاری مدد ضرور کریں گے جب یہ لوگ مدینے سے رخصت ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ ابوسفیان مکہ سے صلح کی مدت بڑھانے اور عہد نامہ کو مضبوط کرنے کیلئے روانہ ہوگیا ہے لیکن وہ ناکام واپس جائے گا۔

مکہ والوں کو جب اپنے کرتوت کے نتائج پر غور کرنے کا موقع ملا تو وہ بہت خائف ہوئے اور ابوسفیان کو روانہ کیا کہ مدینے میں جاکر شرائط صلح کو از سرنو قائم کرے ادھر حضور نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ سفر اور لڑائی کی تیاری شروع کردیں ساتھ ہی اس تیاری کو خفیہ رکھنے کی تاکید فرمائی۔

ابوسفیان نے مدینہ میں آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم سے الگ الگ باتیں کرنی چاہیئں لیکن کسی نے اس کو جواب نہ دیا۔ اسے مایوسی ہوئی اور وہ اپنے مشن میں ناکام واپس لوٹے۔

ابوسفیان کی روانگی کے بعد آنحضرت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو مکہ کی طرف روانگی کا حکم دیا۔ اس وقت تک خفیہ جنگ کی تیاریاں تو تمام صحابہ کر رہے تھے مگر کسی کو یہ معلوم نہ تھا کہ اسلامی لشکر کی طرف روانہ ہوگا اور کس قوم اور کس علاقہ پر حملہ ہوگا۔

مکہ کی طرف روانگی

۱۱ رمضان المبارک ۸ ہجری کو آپ دس ہزار صحابہ کرام کے ساتھ مدینہ منورہ سے

Marfat.com

روانہ ہوئے اور تیز رفتاری کے ساتھ مکہ کی جانب چلے۔ مقام جحفہ پر پہنچے تو آپ کے چچا حضرت عباس معہ اہل و عیال کے جو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جا رہے تھے' ملے۔ اہل و عیال کو مدینے کی طرف بھجوایا اور عباس کو اپنے ہمراہ لیا۔ یہ لشکر بڑھتا ہوا شام کے وقت مرالظہر ان میں پہنچ کر خیمہ زن ہوگیا۔

رات ہونے پر چرواہوں کے ذریعہ مکہ خبر پہنچی کہ وادی مرالظہر ان میں ایک عظیم لشکر خیمہ زن ہے۔ یہ سن کر ابوسفیان تفتیش کیلئے نکلا۔ ادھر آنحضرت نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ایک دستہ دے کر طلایہ گردی پر مامور فرما دیا تھا کہ دشمن شب خون نہ مار سکے۔ رات کے وقت حضرت عباس آنحضرت کے خچر دلدل نامی پر سوار ہو کر لشکرگاہ سے نکلے اور مکہ کی جانب چلے۔ اسلامی لشکرگاہ میں آنحضرت کے حکم سے ہزار ہزار دستوں نے الگ الگ پڑاؤ ڈالے تھے اور سب نے آگ روشن رکھی ہوئی تھی۔

ابوسفیان نے دور سے آگ روشن دیکھی تو حیران رہ گیا کہ اتنا بڑا لشکر کہاں سے آ گیا ہے۔ رات کی تاریکی میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کی آواز پہچان لی۔ انہوں نے فوراً ابوسفیان کو آواز دی اور کہا کہ یہ لشکر حضرت محمد کا ہے اور صبح مکہ پر حملہ آور ہوگا۔ ابوسفیان کے ہوش اڑ گئے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قریب آ کر کہنے لگا کہ پھر اب کیا تدبیر کریں۔ حضرت عباس نے کہا تم میرے پیچھے خچر پر سوار ہو جاؤ۔ میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لئے چلتا ہوں وہیں تم کو امان مل سکے گی۔ ابوسفیان بلاتامل خچر پر سوار ہوگیا اور ابوسفیان کے دونوں ہمراہی مکہ چلے گئے۔ حضرت عباس ابوسفیان کو اپنے پیچھے بٹھا کر دوڑ کر آنحضرت کی خدمت میں پہنچ گئے اور بعد میں عمر فاروق بھی پہنچ گئے اور عرض کیا یارسول اللہ یہ کافر بلاشرط قابو میں آ گیا ہے۔ حکم دیجئے کہ اس کی گردن اڑا دوں۔ حضرت عباس نے کہا میں اسے امان دے چکا ہوں جب عمر مصر ہوئے تو فرمایا اچھا اسے ایک رات کی

Marfat.com

مہلت دو پھر آپ نے حضرت عباس سے فرمایا کہ ابوسفیان کو تم اپنے خیمہ میں ہی رکھو۔ رات میں ہی ابوسفیان نے فیصلہ کرلیا کہ صبح مسلمان ہوجاؤں گا اور صبح حضور کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کرلیا۔

ابوسفیان کی عزت افزائی

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان ایک عزت دار شخص ہے۔ اسے کوئی خاص عزت بخشیں۔ آپ نے فرمایا ''اچھا جو شخص خانہ کعبہ میں پناہ لے گا اس کو امان دی جائے گی اور جو شخص ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا اسے بھی امان دی جائے گی اور جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کرکے بیٹھ رہے گا اسے بھی امان ہے اور جو شخص بغیر ہتھیار کے راہ میں ملے گا اس سے بھی کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔ ابوسفیان اپنی عزت افزائی دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اسی وقت اسلامی لشکر مسلح ہوکر مکہ کی طرف بڑھا۔ لشکر اسلام میں الگ الگ قبیلوں کے الگ الگ نشان تھے ا[illegible] سردار تھے۔ ابوسفیان کو ایک اونچے ٹیلے پر کھڑا کردیا گیا اور اس کے سامنے سے ہر لشکر معہ اپنے سپہ سالار اور جھنڈے کے گزارا جاتا جو نعرۂ تکبیر کہتے وہاں سے گزرتا۔ ابوسفیان کہنے لگا اے عباس تیرے بھتیجے کی بادشاہی اور حکومت بڑی شاندار ہے۔ آپ نے جواباً فرمایا۔ یہ بادشاہی کے نشان نہیں بلکہ آپ کی نبوت کے عروج کے نشانات ہیں۔

اس کے بعد ابوسفیان سب سے پہلے مکہ میں داخل ہوا اور منادی کرادی کہ مکہ مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوگیا ہے جو شخص میرے گھر میں پناہ لے گا وہ محفوظ رہیگا۔ آنحضرت مکہ سے بے سروسامانی کی حالت میں اپنا نکلنا اور شاہانہ عظمت سے داخل ہوتے دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کررہے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور اپنا سر مبارک جس سواری پر سوار تھے اس کی کاٹھی کے ساتھ جھکا ہوا تھا۔ گویا اللہ عزوجل

Marfat.com

کی حمد و ثنا اور شکرانہ ادا کر رہے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے تو لوگ اونچی جگہوں پر چڑھ کر حضور کو دیکھ رہے تھے لیکن تواضع اور عاجزی کے سبب آپ کا سر کجاوے کو لگا ہوا تھا۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس ذی طویٰ مقام پر پہنچے تو اپنی سواری پر کھڑے ہوگئے۔ اس وقت آپ نے یمنی دھاری دار چادر سر پر باندھی ہوئی تھی اور اس کا ایک کنارہ منہ پر ڈالا ہوا تھا جب حضور نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فتح سے سرفراز فرمایا ہے تو حضور نے اللہ کے سامنے عاجزی ظاہر کرنے کیلئے اپنا سر جھکا لیا یہاں تک کہ آپ کی ریش مبارک کجاوے کے درمیانی حصہ کو لگ رہی تھی اور داخل ہوتے وقت فرمار ہے تھے **وقل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان ذھوکا**۔

بیت اللہ میں داخل ہوکر بیت اللہ کا طواف کیا اور وہاں جس قدر بت تھے سب کو تڑوا دیا۔ پھر عثمان بن طلحہ حاجب کعبہ سے کعبہ کی کنجی لے کر اندر داخل ہوئے۔ نماز چاشت ادا کی اور اندر کے تمام بت تڑوا دیئے جو اونچے تھے انہیں حضرت علی نے آپ کے حکم سے آپ کے کاندھے پر کھڑے ہوکر بتوں کو پاش پاش کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصویر کو زعفران سے مسخ کرنے کا حکم دیا۔ پھر خانہ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہوکر ایک تقریر فرمائی۔ اہل مکہ جو وہاں موجود تھے سب کی گردنیں شرمندی سے جھک گئیں۔

آنحضرت کا تاریخی خطبہ

اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ پورا اور سچا کر دکھایا۔ اپنے بندے کی مدد کی اور سارے گروہوں کو شکست دی۔ کسی شخص کو جو خدا اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔ یہ جائز نہیں کہ وہ مکہ میں خونریزی کرے کسی سبز درخت کو کاٹنا بھی جائز نہیں۔ میں نے زمانہ جاہلیت کی تمام رسومات کو پاؤں تلے مسل دیا ہے مگر

Marfat.com

مجاورت کعبہ اور حاجیوں کو آب زمزم پلانے کا انتظام باقی رکھا ہے۔ اے گروہ قریش تم کو اللہ نے جاہلیت کے تکبر اور آباء کے فخر کرنے سے منع فرما دیا ہے۔ کل آدمی آدم سے اور آدم مٹی پیدا ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایھاالناس انا خلقنکم من ذکر وانثیٰ وجعلنکم شعوباً وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم۔

اے گروہ قریش تم کو معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا۔

اس سوالیہ فقرہ کو سن کر اہل مکہ نے کہا کہ ہم آپ سے بھلائی کی توقع رکھتے ہیں کیونکہ آپ ہمارے بزرگ بھائی اور بزرگ بھائی کے بیٹے ہیں۔ آپ نے یہ جواب سن کر فرمایا۔

''اچھا میں بھی تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔

لاتثریبا علیکم الیوم اذھبوا فانتم الطلقا آج تم پر کوئی ملامت نہیں' جاؤ تم آزاد ہو''

اس خطبہ سے فارغ ہوکر آپ کوہ صفا پر جا بیٹھے اور لوگوں سے خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کی بیعت لینے لگے۔ مردوں کی بیعت سے فارغ ہوکر آپ نے حضرت فاروق اعظم کو عورتوں سے بیعت لینے پر مامور کیا۔

اس کے بعد منادی کرائی کہ کوئی مسلمان اپنے گھروں میں کوئی بت باقی نہ رہنے دیں۔ پھر آپ نے نواح مکہ کے مشہور بتوں کے توڑنے اور بت خانوں کو منہدم کرنے کیلئے چھوٹے چھوٹے دستے روانہ کئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو تیس ہزار سواروں کے ہمراہ بنو کنانہ کے بت عزیٰ نامی معہ مندر جو ایک نخلستان میں تھا' جا کر منہدم کرنے کا حکم دیا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو بنی ہذیل کے بت سواع اور مندر کو توڑنے بھیجا جسے توڑ دیا گیا۔ حضرت سعد بن زید اشہلی کو منات نامی بت توڑنے روانہ کیا جو مقام قدید میں تھا۔ مسلمانوں نے جاتے ہی سب بت توڑ

Marfat.com

دیئے۔ مندر مسمار کردیئے۔ فتح مکہ کے بعد آپ پندرہ روز مکہ میں مقیم رہے اور نمازیں قصر سے ادا کرتے رہے۔(تاریخ اسلام صفحہ ۲۲۰ تا ۲۲۵)

غزوۂ حنین

اسی سال ۸ ہجری ماہ شوال میں یہ غزوہ پیش آیا۔ فتح مکہ کے بعد تمام قبائل زمرہ اطاعت اور انقیاد میں آ گئے۔ سوائے دو سرکش قبیلوں ہوازن اور ثقیف کے۔ انہوں نے حضور کو کہلا بھیجا کہ آپ نے مکہ والوں پر تو فتح حاصل کرلی کہ وہ جنگ اور حرب کے ماہر نہ تھے۔ اگر ہم سے جنگ ہوئی تو معلوم ہوجائے گا کہ جنگ کس کو کہتے ہیں چنانچہ آپ ۱۲ ہزار مدنی اور ۲ ہزار طلقاً و حلفاء کے ساتھ نکلے جن میں فتح مکہ کے نومسلم اور کچھ مشرک بھی حضور کی اجازت سے شامل ہوگئے تھے۔ ادھر سے چار ہزار کا لشکر آمنے سامنے ہوا۔ مسلمانوں کو اپنی کثرت پر فخر آیا اور احد کی طرح اس درہ کو چھوڑ دیا جسے نہ چھوڑنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اس غلطی کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی مدد سے مسلمانوں کی مدد کی اور فتح بخشی جیسے قرآن مجید میں یوں ارشاد خداوندی ہے ''اور بیشک حق تعالیٰ نے بہت سی جگہوں میں تمہاری مدد کی اور حنین کے دن جبکہ تم نے انہی کثرت پر گھمنڈ کیا تو تم کو کوئی چیز بے نیاز نہ کرسکی۔'' نیز فرمایا ''پھر حق تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر سکینہ اتارا اور وہ لشکر جو تم نے نہ دیکھے اور کافروں کو عذاب دیا اور منکروں کی یہی سزا ہے۔

(۲۶ التوبہ)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار پر ریت کی مٹھی پھینکی جس سے وہ اندھے ہوگئے اور فرمایا ''آپ نے نہیں پھینکا جبکہ آپ نے پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا تاکہ مومنوں کو اس بلا سے آزمائے بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ (۱۷ الانفال)

آخر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح اور مال کثیر غنیمت میں عطا فرمایا۔ اس غزوہ میں چار مسلمان شہید ہوئے اور ستر کفار واصل جہنم ہوئے۔ باقی چھ ہزار قیدی بنا لئے

Marfat.com

گئے اور ان کے ۲۴ ہزار سے زیادہ بھیڑ' بکریاں' چار ہزار اوقیہ چاندی بطور غنیمت ہاتھ آیا۔ اس غزوہ میں چند منافق غنیمت حاصل کرنے کی غرض سے شامل ہو گئے تھے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ ان کا تمام مال و اسباب انشاء اللہ ہماری غنیمت میں ہوگا۔

محاصرہ طائف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غنائم اور اسیران جنگ کی نسبت حکم دیا کہ سب کو جمع کر کے جعرانہ میں بھیج دیا جائے اور آپ طائف کی طرف روانہ ہو گئے۔ روانگی کے وقت طفیل بن عمرو دوسی کو بت ذوالکفین کو ڈھانے کیلئے بھیجا اور حکم دیا کہ اپنی قوم سے مدد لے کر ہم سے طائف میں آ ملے۔ طفیل اپنی قوم کے رئیس تھے۔ انہوں نے بت کو جلا دیا اور چار سو آدمی لے کر طائف حاضر خدمت ہو گیا۔ ثقیف اور اوس کے لوگ بھاگ کر طائف آ کر قلعہ بند ہو گئے تھے۔ مسلمانوں نے منجنیق نصب کیں۔ انہوں نے قلعہ سے تیر برسانے شروع کر دیئے جس سے بارہ نمازی شہید ہو گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منادی کرا دی کہ جو قلعہ سے اتر کر حاضر خدمت ہوگا وہ آزاد ہوگا چنانچہ وہ حاضر خدمت ہوئے آپ نے آزاد کر دیا۔ خدا نے ثقیف کو ہدایت دی اور وہ مسلمان ہو گئے۔

مقام جعرانہ میں' جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت تقسیم فرما رہے تو آپ نومسلم اہل مکہ کو تالیف قلوب کیلئے زیادہ مرحمت فرماتے تھے یہ دیکھ کر ذوالخویصرہ نامی منافق جل بھن گیا اور کہنے لگا۔ انصاف کرو یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ نے فرمایا تجھے خرابی ہو' اگر میں انصاف نہ کروں گا تو اور کون کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ اس کے اور بھی ہمراہی بہت ہیں کہ اگر تم ان کی نمازوں کو دیکھو تو اپنی نمازوں کو حقیر جانو اور ان کے

Marfat.com

رزوں کے سامنے اپنے روزے حقیر جانو۔ وہ قرآن پڑھیں گے مگر ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین کی باتیں کریں گے مگر وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے اور اسے خون کی رمک بھی نہیں گئی۔

اور ان میں کوئی وہ ہے کہ صدقے بانٹنے میں تم پر طعن کرتا ہے اگر تو ان میں سے کچھ ملے تو راضی ہو جائے اور نہ ملے تو جبھی ناراض ہو جائے۔

اس تقسیم پر کچھ انصار نے بھی اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا میں نے تالیف قلوب کیلئے اہل مکہ کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔ اے انصار! کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے کر جائیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر گھر جاؤ۔ اللہ کی قسم تم جو کچھ لے کر جا رہے ہو وہ اس سے بہتر ہے جو وہ لے کر جا رہے ہیں اگر لوگ کسی وادی میں چلیں تو میں انصار کی وادی میں چلوں گا (صحیح بخاری)۔ یہ سن کر انصار پکار اٹھے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضینا اور ان پر اس قدر رقت طاری ہوئی کہ روتے روتے داڑھیاں تر ہو گئیں۔

جب جعرانہ میں اسیران جنگ کی تقسیم ہو چکی تو ہوازن کا سفارتی وفد خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضائی ماں حلیمہ قبیلہ بنی سعد آپ کا رضائی بھائی اور رضائی چچا ابوثروان (یا ابو برقان) بن عبدالعزیٰ سعدی بھی تھا۔ سفارت کا رئیس زہیر بن حرو سعدی تھا۔ وفد نے پہلے اپنی طرف اور اپنی قوم کی طرف سے اظہار اسلام کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر یوں تقریر کی۔ ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اسیران جنگ میں سے جو عورتیں چھپروں میں ہیں وہ آپ کی پھوپھیاں اور خالائیں اور دایہ ہیں جو آپ کی پرورش کی کفیل ہیں اسی طرح حضرت ابوثروان نے عرض کی آپ کی ان پھوپھیوں، خالاؤں، بہنوں نے اپنی گودوں میں پالا ہے اور اپنے پستان سے دودھ پلایا ہے۔ میں نے آپ کو دودھ پیتے دیکھا۔ کوئی دودھ پیتا بچہ آپ سے بہتر نہیں دیکھا۔ پھر میں نے آپ کو نوجوان دیکھا، کوئی

Marfat.com

نوجوان آپ سے بہتر نہ دیکھا۔ آپ میں خصائل خیر کامل طور پر موجود ہیں اور باوجود اس کے ہم آپ کے اہل وکنبہ ہیں۔ آپ ہم پر احسان فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر احسان کرے گا۔"

یہ تقریر سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تین دن تمہاری انتظار کی مگر تم نہیں آئے اور مال غنیمت تقسیم ہو چکا ہے۔ اب تم اسیران جنگ وغنائم میں ایک اختیار کرلو۔ انہوں نے کہا ہم اسیران جنگ کی رہائی چاہتے ہیں۔ فرمایا نماز ظہر کے بعد اپنی درخواست پیش کرنا۔ چنانچہ نماز ظہر کے بعد انہوں نے اظہار طلب کیا تو آپ نے حمد وثناء کے بعد یوں خطاب فرمایا۔ "تمہارے بھائی مسلمان ہو کر آئے ہیں۔ میری رائے ہے کہ اسیرانِ جنگ کو واپس کردوں۔ تم میں سے جو بغیر عوض واپس کرنا چاہے کردے اور جو عوض لینا چاہے ہم پہلی غنیمت سے جو ہاتھ آئے گی ادا کردیں گے۔"

قصہ کوتاہ تمام مہاجرین نے اور انصار نے بغیر عوض واپس کردینا منظور کرلیا۔ اس طرح چھ ہزار رہا کردیئے گئے جو لوگ قید ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے گئے تھے ان میں آپ کی رضائی بہن شیمہ بھی تھی۔ اس نے کہا میں تمہارے صاحب کی بہن ہوں جب اسے حضور کے پاس لائے تو اس نے کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کی بہن شیما ہوں۔ آپ نے فرمایا مجھے کیسے یقین آئے تو اس نے اپنے جسم پر کپڑا ہٹایا اور ایک زخم دکھایا اور کہا ایک دفعہ میں نے آپ کو بہت ستایا تو آپ نے مجھے دانتوں سے کاٹا تھا یہ اسی کا نشان ہے۔ اس طرح آپ نے پہچان لیا اور اسے مرحبا کہا اور اس کے لئے اپنی چادر بچھا دی اور اسے اس کے اوپر بٹھا دیا اور آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا اگر تو چاہے تو میرے پاس عزت وشفقت سے اقامت کر اور اگر تو اپنی قوم کے پاس جانا چاہے تو تیری مرضی۔ اس نے کہا میں اپنی قوم کے پاس جانا چاہتی ہوں۔ پس وہ اسلام لے آئی۔ آپ نے اسے تین غلام،

Marfat.com

کچھ اونٹ اور بکریاں اور ایک لونڈی عطا فرمائی۔ حافظ ابن حجر اپنی کتاب الترقیص سے نقل کرتے ہیں کہ شیما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچپن میں کھلانے کے وقت ہاتھوں پر اٹھاتی اور اچھالتی تھی اور کہتی تھی ۔

یا ربنا ابق لنا محمداً حتیٰ اراہ یافعاً وامردا

ثم اراہ سیدًا ومسوذ واکبت اعادیہ معا وَالْحُسّدا

یعنی اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ رکھ حتیٰ کہ میں اسے جوان دیکھوں۔ پھر میں اسے سرداری کی حالت میں دیکھوں اور اس کے دشمن اور حاسد اوندھے منہ گریں اور اسے ایسی عزت دے جو ہمیشہ رہے۔

حلیمہ سعدیہ

جب آپ کو بچپن میں اپنی والدہ کے پاس چھوڑ گئے تھے تو اس کے بعد حضور سے دو بار ملاقات ہوئی۔ ایک دفعہ حضرت خدیجہ سے آپ کے نکاح کے بعد آئیں اور آپ سے خشک سالی کی شکایت کی کہ ساری قوم قحط کی مصیبت میں مبتلا ہے۔ آپ نے دعا فرمائی اور خوب بارش ہوئی آپ نے خدیجہ سے کچھ کہا تو انہوں نے بیس راس بکریاں اور جوان اونٹ دیئے اور دوسری دفعہ یوم حنین میں آئیں اور آپ کے پاس کھڑی ہوگئی۔ آپ نے اس کے لئے اپنی چادر بچھا دی اور وہ اس پر بیٹھ گئی۔ حضرت ابوطفیل سے یوں روایت ہے کہ آنحضرت جعرانہ میں گوشت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک بدوی بوڑھی عورت آئی جب وہ آپ کے قریب آئی تو آپ نے اس کے لئے اپنی چادر بچھا دی اور وہ اس پر بیٹھ گئی۔ میں نے کہا یہ کون ہے جس کی اتنی عزت کی گئی لوگوں نے کہا یہ آنحضرت کی ماں ہے جس نے آپ کو دودھ پلایا ہے۔

(سیرت المصطفیٰ ص ۱۲۳)

اسی سال آپ کے صاحبزادے ابراہیم ماریہ قبطہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اسی سال آپ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ اس سال کے

Marfat.com

آخری ایام میں آپ کے لئے لکڑی کا منبر تیار ہوا جس پر آپ بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔اسی سال کی مندر بن ساری حاکم بحرین کو آپ نے خط لکھا جسے دیکھتے ہی وہ مسلمان ہوگیا۔آپ نے ایک تحریر اسے بھیجی جس کی رو سے وہ یہود اور مجوسیوں سے جزیہ وصول کرنے لگا۔

منبر شریف کی تعمیر

اسی سال مسجد نبوی میں منبر بنایا گیا جس پر کھڑے ہو کر آپ خطبہ دیا کرتے تھے۔جس سے پہلے منبر نہ تھا بلکہ حضور علیہ السلام ایک کھجور کے سوکھے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب منبر بن گیا اور حضور اکرم ﷺ اس منبر پر تشریف لائے تو وہ ستون حضور اکرم ﷺ کے فراق میں رونے لگا جیسے اونٹ کا بچہ گم ہو جائے اور وہ اونٹ روئے یا جیسے بچہ اپنی ماں کو بلانے کے لئے روتا ہے یا اس شخص کی مانند روتا تھا جس کا محبوب ومعشوق اس سے جدا ہو جائے اور وہ اس کی محبت میں روئے۔

چنانچہ اس ستون کے رونے سے حاضرین مسجد کے دل بھی بھر آئے اور وہ بھی رونے لگے۔آپ ﷺ نے اس پر اپنا دست شفقت رکھ کر اپنی آغوش شریف میں لپٹا لیا اور فرمایا: ''اگر تو چاہے تو تجھے باغ میں لوٹا دیں اور تجھے اپنی جگہ جما دیں تاکہ تو دوبارہ سرسبز و شاداب ہو کر پھل دے اور اگر تو چاہے تو تجھے جنت کی زمین میں جما دیں تاکہ تو جنت کی کیاروں اور اس کے چشموں کے پانی سے سیراب ہو اور انبیاء' اولیاء اور صلحاء تیرے پھل تناول فرمائیں۔

جتنی دیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ستون کو اپنے آغوش مبارک میں لئے رہے فرماتے رہے۔ **نعم قد فعلت نعم قد فعلت** (ہاں میں نے کہا ہاں میں نے کہا) صحابہ کرام نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یہ کیا کہتا ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ جب میں نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تو دنیا میں رہنا چاہتا ہے یا جنت میں تو اس نے جنت میں رہنا پسند کیا اس پر میں نے کہا **قد فعلت**۔صحابہ کبار

Marfat.com

ﷺ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ کس وجہ سے رو رہا تھا۔ فرمایا: ان هذا قد بكالما فقد من الذكر یہ ستون ذکر سے محرومی کی بنا پر رویا تھا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب یہ منبر شریف جو لکڑی کا ایک ٹکڑا ہے۔ رسو اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی سے آہ وفغاں کرتا ہے تو تمہیں اس سے زیادہ سزاوار ہے کہ لقائے محبوب کے مشتاق نبو یہ اور حضور اکرم ﷺ کے فراق میں اُستن حنانہ کی طرح آہ وزاری کردے۔

اُستن حنانہ در ہجر رسول　　　نالہ زد ہمچوں ارباب عقول

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ النخلة صاح الصبی یعنی وہ ستون بچوں کی طرح چلایا (صحیحین) پھر آپ ﷺ نے اسے منبر کے متصل دفن کرا دیا۔

(مدارج النبوت صفحہ ۵۴۳ جلد دوم)

Marfat.com

ہجرت کا نواں سال

غزوۂ تبوک

یہ غزوہ ماہ رجب میں پیش آیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ مدینہ میں یہ خبر پہنچی کہ رومیوں کے اور عیسائی عربوں نے مدینہ پر حملہ کرنے کیلئے بڑی فوج تیار کر لی ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ اور قبائل عرب سے جانی و مالی امداد طلب کی۔اس وقت سخت قحط اور شدت گرمی تھی۔ اسی وجہ سے اس غزوہ کو غزوہ العسرۃ بھی کہتے ہیں جیسا کہ سورۃ توبہ میں آیا ہے الذین تبعوہ فی ساعة العسرة۔ جو لشکر اس غزوۂ کیلئے تیار کیا گیا اسے جیش العسرۃ کہتے ہیں۔ اس غزوہ کی تیاری میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نو سو اونٹ سو گھوڑے معہ ساز و سامان اور ایک ہزار دینار طلائی حصہ میں دیئے۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر کا آدھا سامان پیش کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا سارا سامان بارگاہِ نبوت میں پیش کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔صدیق رضی اللہ عنہ گھر پر کیا چھوڑ آئے ہوئے۔عرض کیا خدا اور اس کا رسول۔

پروانے کو چراغ بلبل کو پھول بس　　صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

غرضیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تیس ہزار کی جمعیت روانہ ہوئی۔

جب آپ حجر پہنچے جہاں سے تبوک چار منزل ہے تو ایلہ کا نصرانی سردار یوحنہ بن روبہ حاضر خدمت ہوا۔ اس نے تین سو دینار سالانہ جزیہ پر صلح کی۔ایک سفید خچر بھی پیش کیا۔ آپ نے اسے ایک چادر عنایت فرمائی۔ جربا اذرح کے یہودیوں نے بھی جزیہ پر صلح کر لی۔

Marfat.com

تبوک ہی سے آنحضرت نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو چار سو سواروں کا دستہ دے کر اکیدر بن عبدالملک کندی نصرانی سردار دومتہ الجندل کو زیر کرنے کے لئے بھیجا اور فرمایا تم اسے نیل گائے کا شکار کرتے پاؤ گے۔ اکیدر قلعہ میں رہا کرتا تھا جب حضرت خالد قلعہ اس کے پاس پہنچے تو ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ چاندی رات تھی۔ ایک نیل گائے جنگل سے آ کر قلعہ کے دروازے پر سینگ مارنے لگی۔ اکیدر اس کے شکار کیلئے قلعہ سے اترا۔ اثنائے شکار میں حضرت خالد کے دستہ نے اس پر حملہ کر دیا اور گرفتار کر کے مدینہ میں لے آئے۔ اس نے بھی جزیہ پر صلح کر لی۔

جنگ موتہ کی ہزیمت کا انتقام لینے کیلئے غسانی بادشاہ نے ایک لشکر عظیم فراہم کر کے ہرقل روم سے مدد طلب کی۔ اس نے چالیس ہزار کا لشکر اس کی مدد کو بھیجا۔ ادھر منافقین مدینہ سے برابر خفیہ پیغام و سلام کا سلسلہ جاری رہا۔ خشک سالی سخت تھی کھجوروں کے پکنے کا موسم نزدیک تھا اس لئے کئی صحابہ کبار شامل نہ ہو سکے۔

غرضیکہ تیس ہزار کا لشکر لے کر ۹ ہجری ماہ رجب میں مدینہ سے آپ روانہ ہوئے۔ محمد بن مسلمہ کو مدینہ کا عامل مقرر فرمایا۔ رئیس المنافقین کی جماعت بھی ثنتہ الوداع پہاڑی تک آئے۔ پھر واپس لوٹ گئے۔

آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے اہل و عیال کی حفاظت کیلئے مدینہ چھوڑ دیا اور فرمایا تم کو میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو حضرت موسیٰ کو ہارون سے مگر میرے بعد نبی نہیں ہوگا جب لشکر اسلام چشمۂ تبوک پر پہنچا تو وہاں قیام فرمایا۔ پانی کی دستیابی کیلئے کنویں میں لعاب دہن ڈالا جس سے کنواں لبالب بھر گیا۔ ہرقل آپ کو پیغمبر برحق سمجھتا تھا۔ اس لئے اس نے ڈر کے مارے پیچھے ہٹ جانے میں بہتری سمجھی۔ عیسائی لشکر اور غسانی بادشاہ سب لشکر اسلام کی خبر سن کر ادھر ادھر چلے گئے اور میدان خالی چھوڑ گئے۔ تبوک مدینہ سے چودہ پندرہ منزل کے فاصلے پر تھا۔ یہاں آپ نے بیس روز قیام فرمایا۔ اس عرصہ میں اطیہ کا حاکم یحنیہ بن رویۃ اظہار اطاعت کیلئے

Marfat.com

حاضر ہوا۔ آپ نے جزیہ ادا کرنے کی شرط پر اس سے صلح کر لی۔ اس نے وہیں جزیہ کی رقم ادا کر دی۔ پھر مقام جربا کے لوگ آئے۔ انہوں نے بھی جزیہ ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ آپ نے صلح نامہ لکھ دیا۔ اس کے بعد مقام آذرح کے باشندے حاضر خدمت ہوئے۔ انہوں نے بھی جزیہ کی ادائیگی کے اقرار پر صلح نامہ حاصل کیا۔ دومتہ الجندل کے حاکم اکیدر بن عبدالملک کا حال پچھلے صفحہ پر آچکا ہے۔ اس نے دو ہزار اونٹ آٹھ سو گھوڑے چار سو زرہیں اور چار سو نیزے آنحضرت کی خدمت میں پیش کئے اور صلح نامہ لکھ کر مطمئن ہو کر واپس اپنے قلعہ چلا گیا اور آپ ﷺ مع لشکر اسلام کے واپس مدینہ لوٹے۔ (تاریخ اسلام ص ۲۳۲ مصنفہ مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی)

مسجد ضرار

اس دوران منافقین مدینہ نے ایک کمیٹی گھر بنام مسجد مدینہ منورہ میں تعمیر کیا جس میں حضور اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں کی میٹنگ ہوا کرتی اور کفار مکہ کو تمام خفیہ اطلاع دیتے رہتے اور یہودیوں سے بھی رابطہ قائم رکھتے جب وہ مسجد تیار ہوگئی تو منافقین نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے مسجد تیار کی ہے جو مسجد نبوی سے دور ہے۔ کمزور اور بوڑھے مسجد نبوی میں پہنچ نہیں سکتے۔ خاص کر بارشوں کے دنوں میں وہ وہاں نماز باجماعت پڑھ لیا کریں گے۔ آپ اس کا افتتاح فرما دیجئے تاکہ برکت ہو چنانچہ اس بارے میں وحی ان الفاظ میں نازل ہوئی۔

ترجمہ: اور وہ جنہوں نے مسجد بنائی۔ نقصان پہنچانے اور کفر کے سبب اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو اور اس کے انتظار میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کے مخالف ہیں (یعنی ابو عامر راہب) اور وہ قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو بھلائی چاہی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بے شک جھوٹے ہیں۔ (۱۰۷) اس مسجد میں تم کھڑے نہ ہونا بے شک وہ مسجد جو پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے۔ (مسجد قباء) وہ اس قابل ہے کہ اس میں آپ کھڑے ہوں۔ اس میں وہ لوگ ہیں جو خوب ستھرا ہونا

Marfat.com

چاہتے ہیں اور اللہ کو ستھرے پسند ہیں۔ (۱۰۸) تو کیا جس نے اپنی بنیاد رکھی۔ اللہ سے ڈر اور اس کی رضا پر وہ بھلا ہے یا وہ جس نے اپنی نیو چنی ایک گراؤ گڑھے کے کنارے تو وہ اسے لے کر جہنم کی آگ میں ڈھے پڑا اور اللہ ظالموں کو راہ (ہدایت) نہیں دیتا (۱۰۹) وہ تعمیر جو چنی ہمیشہ ان کے دلوں میں کھٹکتی رہے گی مگر یہ کہ ان کے دل کے ٹکڑے ہو جائیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔ (۱۰۰ توبہ)

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مالک بن دخشم اور معن بن عدی عجلانی کو حکم دیا کہ جا کر اس مسجد ضرار کو گرا دو اور جلا دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (سیرت رسول عربی علامہ نور بخش توکلی ص ۲۲۴ بحوالہ تفسیر در منثور)

اس سال مختلف قبائل کے وفود اس کثرت سے دربار رسالت میں حاضر ہوئے کہ اسے سال وفود کہا جاتا ہے۔ یہ وفود بالعموم نعمت ایمان سے مالا مال ہو کر واپس گئے۔ اس مختصری کتاب میں ان کی تفصیل کی گنجائش نہیں۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ جب اللہ کی فتح اور مدد آئی اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں۔ (العصر)

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کی موت

یہ غزوہ تبوک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ تھا اور رئیس المنافقین کا بھی آخری کردار تھا۔ اس کے دو ماہ بعد شوال ۹ ھ میں مرض قلبی میں بیمار ہوا اور ذیقعدہ میں مر کر اسفل السافلین میں جا پہنچا۔ اس کا لڑکا انتہائی مخلص (اس کا نام بھی عبداللہ تھا) وہ صادق مسلمان تھا اور حضور کا جانثار تھا۔ اس نے حضور کی خدمت میں عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ اپنی قمیض مبارک بطور تبرک عطا فرما دیں اور میرے والد کا جنازہ بھی پڑھا دیں تو مجھ پر احسان ہوگا چونکہ بدر کے موقع پر ابن ابی نے اپنی قمیض حضور کے فرمان کے مطابق آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو دے دی تھی۔ اس لئے آپ نے اس کا بدلہ چکانے کیلئے دے دی اور فرمایا میرا تبرک

Marfat.com

اور میری نماز جنازہ مومن کو فائدہ دیتی ہے۔ کافر اور منافق کو نہیں۔ البتہ تیری دلداری کیلئے نماز جنازہ بھی پڑھا دیتا ہوں۔ اس وقت تک منافق کی نماز جنازہ کی ممانعت نہیں ہوئی تھی۔ حسب وعدہ حضور نے اس کی نماز جنازہ پڑھا دی اور اس کی قبر پر دعا مغفرت کیلئے کھڑے ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔ ''آپ آئندہ ان منافقوں میں سے کسی بھی نہ نماز جنازہ پڑھائیں اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہوں کیونکہ یہ خدا اور اس کے رسول کے منکر اور فسق (نفاق) پر مر گئے۔'' (۸۴ توبہ)

اور فرمایا ''اگر آپ ان کی بخشش کے لئے ۷۰ بار بھی استغفار کریں تو اللہ انہیں ہرگز معاف نہیں کرے گا اس لئے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہیں اور اللہ فاسقوں اور منافقوں کو راہ نہیں دیتا''۔ (۸۰ توبہ)

اب ذرا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا الطاف و کرم ملاحظہ ہو۔ اس پر نبی کریم رؤف رحیم نے فرمایا ''اگر مجھے اس کی مغفرت کی امید ہوئی تو میں ۷۲ بار اس لئے استغفار کرتا''۔

حضرت ذوالبجادین رضی اللہ عنہ

آپؓ حضرت عبداللہ مزنیہ قبیلے کے باشندے تھے وہ اپنے والد سے یتیم ہو گئے تھے۔ چچا ان کی کفالت کرتا یہاں تک کہ جوان ہو گئے ان کے پاس کئی اونٹ اور بکریاں تھیں۔ اس نے اپنے چچا سے کہا۔ اے چچا میں ساری عمر تیرے اسلام لانے کا منتظر رہا مگر ناکام۔ عمر کا بھروسہ نہیں اجازت دے کہ میں مسلمان ہوں جاؤں۔ چچا نے کہا اگر تم نے ایسا کیا تو سب کچھ چھین لوں گا اور تمہارے جسم کے کپڑے بھی اتار لوں گا۔ کہنے لگا آخر وقت میں تو ساری چیز چھوڑنی ہوگی۔ یہ کہہ کر سب کچھ چھوڑ دیا اور اپنی ماں کے پاس چلا گیا اور ماں سے اپنا حال بیان کیا۔ ماں نے بھی سمجھایا مگر وہ نہ مانا اس نے ماں کے کہنے پر اپنے کپڑے اتار کر پھینک دیئے اور مدینہ کی طرف چل

Marfat.com

دیا۔ ماں نے پیچھے سے ایک موٹی چادر پھینکی۔ اس کے دو ٹکڑے کئے۔ ایک اوپر لے لی۔ ایک نیچے پہن کر سحر کے وقت مدینہ پہنچ گیا اور اپنا سارا واقعہ سرکار دو عالم کی خدمت میں بیان کیا۔ آپ نے اس کا لقب ذوالبجادین (دو ٹکڑوں والی موٹی چادر والا) رکھا۔ اور فرمایا "تمہارا نام کیا ہے؟" کہا "ماں باپ نے عبدالعزیٰ رکھا ہے" آپ نے فرمایا "اب سے تمہارا نام عبداللہ ہے اور لقب ذوالبجادین۔ ہمارے کاشانۂ اقدس کے پاس رہو"۔ اس کے بعد وہ سرکار ﷺ کے دروازے پر بستر لگا بیٹھے اور بلند آواز سے ذکر کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو ریاکاری ہے"۔ فرمایا "اے عمر رضی اللہ عنہ ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔ اس لئے کہ وہ گھر سے نکالا ہوا اور خدا اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کر کے آیا ہے" جب لشکر اسلام غزوۂ تبوک کیلئے روانہ ہوا تو عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا مقصد شہادت ہے"۔ فرمایا "جب تم راہ خدا میں جہاد کی نیت سے نکل آئے اور اگر تمہیں بخار آجائے اور اسی میں فوت ہوجائے تو تم شہید ہوگے۔ ایسا کرو کسی درخت کی چھال لاؤ" چنانچہ وہ کیکر کی چھال لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ان کے بازو پر باندھ دیا اور دعا کی "اے اللہ میں اس کے خون کو کافروں پر حرام قرار دیتا ہوں"۔ شہادت کے شوق میں غزوہ تبوک کے موقع پر وہ بھی ساتھ چلے گئے۔ تبوک تک پہنچ گئے وہاں انہیں بخار آیا اور وفات پائی۔ حضرت بلال بن حارث مزنی فرماتے ہیں کہ رات کے وقت انہیں دفن کے لئے لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت بلال موذن ایک ہاتھ میں چراغ لئے جارہے ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ قبر میں تشریف فرما ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ان کو قبر میں اتار رہے ہیں اور حضور فرمارہے ہیں "ادبا الی اخاکما۔ اپنے بھائی کو عزت کے ساتھ لاؤ"۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی لحد میں خشت خام چنیں۔ پھر دعا فرمائی "اے خدا! یہ میری خدمت میں دن رات رہا ہے۔ میں اس سے راضی ہوں تو بھی

Marfat.com

اس سے راضی ہو جا"۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کاش کہ میں اس صاحب لحد کی جگہ ہوتا۔" (مدارج النبوت ص ۲/۵۹۰ رحمتہ للعالمین ۱/۱۴۱)

اہل طائف کا قبول اسلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوۂ تبوک سے واپس آنے کی خبر فتح اہل طائف نے سنی تو انہیں یقین ہو گیا کہ مسلمانوں سے لڑنے کی طاقت ہم میں نہیں ہے۔ حضرت عروہ بن مسعود جو طائف میں شہید ہوئے تھے۔ ان کے لڑکے ابوالملیح اور بعض دوسرے آدمی اہل طائف سے مدینے میں آ کر مسلمان ہو چکے تھے۔ تبوک سے واپس ہونے پر آنحضرت کی خدمت میں عبدیالیل بن عمرو اہل طائف کی طرف سے وکیل بن کر آئے۔ آپ نے ان لوگوں کے لئے مسجد میں ایک خیمہ نصب کرا دیا۔ عبدیالیل نے اور ان کے ہمراہیوں نے اسلام قبول کر لیا اور اپنی قوم کی طرف آنحضرت کے دست مبارک پر بیعت کر لی۔ آپ نے ان پر عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو حکمران فرمایا اور مغیرہ بن شعبہ کو لات کے بت اور مندر منہدم کرنے کیلئے روانہ کیا۔ بت اور مندر گرایا گیا۔ بت خانہ کے خزانے سے جو مال نکلا اس سے حضرت عروہ بن مسعود کا قرضہ ادا کیا گیا۔ باقی مسلمانوں میں تقسیم ہوا۔

آپ کے تبوک سے مدینے واپس آتے ہی پھر وفود کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ برابر وفود آتے اسلام قبول کرتے اپنی اپنی قوم کی طرف سے بیعت کرتے اور تعلیم اسلام کے معلم ہمراہ لے کر واپس جاتے۔ آپ ہر ایک وفد کو رخصت کرتے وقت انعام اور صلہ بھی ضرور دیتے۔

سریہ طے

تبوک سے واپس آ کر آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ایک جمعیت دے کر بلاد طے کی جانب روانہ کیا۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر حملہ کر دیا۔ عدی بن حاتم فرار ہو کر

Marfat.com

شام چلا گیا۔ عدی کی لڑکی کو قید کر کے لے آئے۔

حاتم کی لڑکی نے حضور سے عرض کیا کہ آپ مجھ پر احسان کیجئے۔ فرمایا میں نے تجھ کو آزاد کیا لیکن تو جلدی نہ کر کوئی معتبر و معزز شخص آئے تو میں اس کے ہمراہ تجھ کو تیرے ملک میں پہنچا دوں گا۔ اتنے میں چند لوگ ملک شام کے آئے اور ان کے ہمراہ آپ نے اس لڑکی کو کپڑے اور زادراہ دے کر رخصت کیا۔

یہ لڑکی جب اپنے بھائی عدی بن حاتم کے پاس پہنچی تو عدی نے بہن سے پوچھا کہ تو نے اس شخص (آنحضرت) کو کیسا پایا؟ اس نے کہا کہ وہ شخص ملنے کے قابل ہے۔ نہایت خلیق اور اعلیٰ درجے کا محسن۔ عدی یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی قوم کی طرف سے وفد ہو کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کی بڑی عزت کی اور مسجد نبوی سے اپنے مکان پر لائے اور کھجور کا تکیہ پیش کیا جس پر وہ باصرار بیٹھ گیا۔ رستے میں ایک عورت ملی تھی اس نے حضور کو روک لیا اور کافی دیر باتیں کرتی رہی اور آپ کھڑے رہے۔ عدی بن حاتم کو آپ کے اس خلق نے اور سادگی نے مسخر کیا۔ پھر آپ نے عدی کو کچھ نصائح فرمائے۔ عدی نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور بیعت کی اور مسلمان ہو کر اپنی قوم کی طرف لوٹا۔ (تاریخ اسلام نجیب آبادی صفحہ ۲۳۸)

پہلا حج

حج فرض ہوا مگر آپ خود نہ جا سکے کیونکہ تبوک سے واپس ہونے کے بعد وفود کا تواتر ایسا تھا کہ آپ مدینہ سے جدا نہیں ہو سکتے تھے جیسا کہ فرمان خداوندی ہے اذا جاء نصر الله و الفتح ورایت الناس یدخلون فی دین الله افوجاً جب اللہ کی مدد اور فتح آئی اور لوگوں کو تم دیکھو گے کہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے ہیں۔ (سورۃ النصر آیت ۱'۲)

جب حج کا موسم آیا تو آپ نے اپنی طرف سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حج کا امیر مقرر کیا اور اپنی طرف سے بیس اونٹ برائے قربانی دے کر رخصت

Marfat.com

کیا۔ تین سو مسلمانوں کا قافلہ ہمراہ تھا۔ پانچ اونٹ قربانی کے حضرت ابوبکر ﷺ نے اپنی طرف سے لئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روانگی کے بعد سورۂ برات کی چالیس آیات نازل ہوئیں جن میں یہ حکم تھا کہ اس سال کے بعد مشرکین مسجد حرام کے قریب نہ جائیں اور بیت اللہ کا طواف برہنہ ہوکر نہ کریں اور جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عہد کیا ہوا ہے وہ اس مدت تک پورا کردیا جائے۔

چونکہ یہ اعلان حج کے موقع پر پہچانا ضروری تھا اس لئے آپ نے یہ آیات دے کر حضرت علی کرم اللہ وجہ کو اپنی اونٹنی پر سوار کرکے روانہ کیا اور حکم دیا کہ بعد حج یوم النحر کو کھڑے ہوکر سب کو دینا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور منزل دومتہ الحلیفہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قافلے سے جاملے۔ حضرت ابوبکر نے دریافت فرمایا۔ ''کیا تم امیر ہوکر آئے ہو یا مامور ہوکر۔ جواباً فرمایا کہ میں مامور ہوکر آیا ہوں۔ امیر آپ ہی رہیں گے مجھے صرف یہ آیتیں سنانے کا حکم ہے۔ وہاں سے روانہ ہوکر سب مکے پہنچے۔ حضرت ابوبکر نے بحیثیت امیر ارکان حج ادا کیئے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سورۃ برات کی آیات سنائیں اور حج کرکے واپس لوٹے۔

اسی سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا۔ اس سال حج فرض ہوا اور حج مسلمانوں کے زیراہتمام ہوا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دی۔ اس حج کے بعد تمام مشرکین کو صرف چار مہینے کی مہلت دی کہ اس کے بعد مشرک حدود حرم میں نہیں رہ سکتے۔ یہ سن کر جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے وہ بھی مسلمان ہوگئے۔ اسی سال نجاشی شاہ حبش کا انتقال ہوا۔ آپ نے اس کی غائبانہ نماز جنازہ مدینہ منورہ میں پڑھائی۔

(تاریخ اسلام صفحہ ۲۳۸)

Marfat.com

دسویں ہجری کے واقعات

حجتہ الوداع

محرم ۱۰ ہجری سے آخر سال تک وفود کی آمد کا سلسلہ جاری رہا اور قبائل عرب کے اسلام میں داخل ہونے کا سلسلہ جاری رہا مگر اس سال حج سرکار دو عالم نے پہلی بار فرمایا اور لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دی اور عرفات میں ایک خطبہ فرمایا جس میں حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔

انسانی حقوق کا چارٹر

لوگو! میری باتوں کو غور سے سنو کیونکہ آئندہ سال یا اس کے بعد اس مقام پر ملنے کا یقین نہیں رکھتا۔ لوگو! جیسا کہ یہ دن اور یہ مہینہ محترم ہے اسی طرح ایک دوسرے کے جان و مال تم پر حرام ہیں۔ امانتیں ان کے مالکوں کو سپرد کرنی چاہئیں یعنی امانت میں خیانت نہیں کرنی چاہئے۔ دوسروں پر ظلم نہ کرو تاکہ تم پر ظلم نہ کیا جائے۔ سود حرام ہے۔ شیطان مایوس ہوگیا ہے کہ اس کی اس زمین میں اس کی پرستش کی جائے لیکن یہ ہوگا کہ چھوڑے چھوٹے امور میں اس کی اطاعت کی جائے گی لہٰذا تم شیطان کی اطاعت سے بچو۔

اے لوگو! عورتوں کا تم پر حق ہے جیسا کہ تمہارا عورتوں پر حق ہے۔ عورتوں کے ساتھ بھلائی کرو۔ میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں ایک اللہ کی کتاب دوسرے اس

Marfat.com

کے نبی کی سنت جب تک تم کتاب وسنت پر عمل کرو گے گمراہ نہ ہو گے۔ مسلمان ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں۔ نہ کسی عربی کو عجمی پر فضیلت ہے اور عجمی کو عربی پر۔ اسی طرح نہ کسی گورے کو کالے پر فیلت ہے اور نہ کسی کالے کو گورے پر۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی مکرم ومعظم ہے جو تقویٰ کے لحاظ سے اعلیٰ ہے۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا کیا گیا تھا۔ زمانہ جاہلیت کی تمام رسمیں میرے پاؤں تلے ہیں۔ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان بھائی کے مال میں بلا اجازت تصرف کرے تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔"

پھر آپ نے پوچھا کہ "بتاؤ میں نے احکام الٰہی تم تک پہنچا دیئے؟" سب نے مل کر کہا "ہاں آپ نے احکام الٰہی پہنچا دیئے ہیں" آپ نے فرمایا کہ "اے خدا تو گواہ رہنا" اور کہا **لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الحمد وھو علیٰ کل شیء قدیر**۔

آپ نے اس خطبہ میں یہ کلمات اس طرح فرمائے جیسے کوئی کسی سے الوداع ہو رہا ہے اور ہوا بھی یہی کہ اگلے سال آپ کا وصال ہو گیا اسی لئے اس حج کا نام حجتہ الوداع مشہور ہو گیا۔

اس خطبہ کے بعد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی والدہ نے دودھ کا پیالہ بھیجا اور آپ نے نوش فرما لیا۔

اس حج میں کم وبیش ایک لاکھ بیس ہزار حجاج کرام نے حصہ لیا۔ عرفہ کے روز آنحضرت مکہ میں ہی تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا**۔ یہ آیت سن کر صحابہ کبار بہت خوش ہوئے کہ آج دین مکمل ہو گیا مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو زیادہ نکتہ دان تھے ان کی طبیعت پر بوجھ ہوا اور آبدیدہ ہو گئے کہ اس آیت سے فراق کی بو آئی ہے کیونکہ جب دین کی تکمیل ہو گئی تو نبی کے رہنے کی ضرورت نہ رہی۔ بعد میں آپ

Marfat.com

مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ (تاریخ اسلام ص ۲۴۴ حصہ اول)

غدیر خم

واپسی پر جب منزل غدیر خم پہنچے جو کہ جحفہ کے نواح میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے میدان میں واقع ہے تو روئے انور صحابہ کی طرف کر کے فرمایا الستم تعلمون انی اولیٰ بالمومنین کہ تم نہیں جانتے میں مسلمانوں میں ان کی جانوں سے زیادہ قریب ومحبوب ہوں جیسا کہ قرآن میں مذکور ہے۔ النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم نبی مسلمانوں میں ان کی جانوں سے زیادہ قریب محبوب ہوں۔ یہ الفاظ آپ نے تین دفعہ فرمائے۔ آگاہ ہوجائے کہ میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑے جارہا جو ایک دوسرے بزرگ تر ہیں۔ ایک قرآن' دوسرے میری اہل بیت دیکھو میرے بعد ان دونوں چیزوں میں احتیاط برتنا کہ کس طرح تم ان سے سلوک کرتے ہو اور کیسے ان کے حقوق ادا کرتے ہو۔ یہ دونوں چیزیں میرے بعد ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ تم حوض کوثر کے کنارے مجھ سے ملو۔ اس کے بعد فرمایا حق تعالیٰ میرا مولا ہے اور میں تمام مسلمانوں کا مولیٰ ہوں۔ اس کے بعد حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ اللھم من والاہ اے خدا تو بھی اسے دوست رکھ جو ان کو دوست رکھے وعاد من عاداہ اور اسے دشمن رکھ جو علی کو دشمن رکھے۔ ایک روایت میں اتنا اور آیا ہے وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ مدد کر اس کی جس نے علی کی مدد کی اور ذلیل کر اسے جس نے علی کو چھوڑا۔ وادر الحق حیث اور حق کو علی کے ساتھ لازم کر جس طرف علی ہوں۔ (یہ اس لئے ضروری تھا کہ بعض لوگوں نے حضور کی خدمت میں علی مرتضیٰ کے متعلق چند شکایات بے جا کی تھیں۔ اس واقعہ کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور فرمایا۔ اے ابن ابی طالب مبارک ہو اور خوش ہو کہ صبح و شام اس حال میں تم کرتے ہو کہ مرد وزن مومن کے تم مولیٰ ہو۔ اس حدیث کو امام احمد نے حضرت براء بن عازب اور

Marfat.com

زید بن راقم سے روایت ہے۔ (مشکوٰۃ)

سریہ جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سال حضرت جریرؓ کو ذی الکلاع بن کور کی جانب جو طائف کے بادشاہوں میں سے ایک تھا اور اسے خلق کثیر خدا جان کر پوجتی تھی اور اس کی پیروی کرتی تھی۔ ابھی جریر حضور سے رخصت ہوئے ہی تھے کہ حضور کا وصال ہوگیا اور خلافت فاروق اعظم تک کفر پر قائم رہا۔ فاروق اعظم کی خلافت کے دنوں میں مدینہ منورہ آیا اور اپنے اٹھارہ ہزار غلاموں کے ساتھ مسلمان ہوگیا۔ ان میں سے چار ہزار کو تو فوراً آزاد کر دیا اور باقی فاروق اعظم نے کہا یہ مجھے فروخت کر دے۔ اس نے سوچنے کے لئے دو دن کی مہلت مانگی جب وہ اپنی قیام گاہ پر آیا تو بقیہ کو بھی آزاد کر دیا۔ یہ سن کر فاروق اعظم بہت خوش ہوئے اور فرمایا تم نے بہتر سودا کیا۔ اس کے بعد اس نے کہا اے امیر المومنین میرا ایک بہت بڑا گناہ ہے جو میرے خیال میں حق تعالیٰ نہیں بخشے گا۔ فرمایا کونسا۔ عرض کیا کہ میری رعایا میری پوجا کرتی تھی۔ فرمایا ''فرمایا اسلام پچھلے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے اگرچہ کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہوں'' جب وہ مسلمان ہوا تو لوگوں نے دیکھا کہ اس نے حکومت چھوڑ دی اور فقر اختیار کیا۔ لوگوں نے دیکھا کہ ایک درہم کا تھوڑا سا گوشت اپنے گھوڑے کی جھول میں لٹکایا ہوا۔ یہ اشعار پڑھتا جاتا ہے۔

اف للدنیا اذا کانت کذا　　　انا منھا کل یوم فی اذی
ولقد کنت اذاقیل من　　　انعم الناس معاشا قیل ذا
ثم بدلت ویعشی شقوہ　　　حبذا ھذا شقا وحبذا

اسے تبع بھی کہتے ہیں اس کا نام تبع اس وقت رکھا گیا تھا جب کہ اس کے تحت حمیرا اور حضر موت تھے ارشاد خداوندی ہے اھم خیر ام قوم تبع حضور سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا۔ میں نہیں جانتا کہ تبع نبی تھا یا نہیں۔ یمن کے بادشاہوں کو

Marfat.com

بتابعہ کہتے ہیں۔ تبع کے کچھ حالات تاریخ مدینہ میں لکھے گئے ہیں۔

آیت مباہلہ کی تشریح وتفسیر

اسی سال ۱۰ ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے نصاریٰ کو تحریری دعوت اسلام دی تو ان کے چودہ منتخب آدمی بہ قیادت عبدالمسیح عرف عاقب مدینہ پاک پہنچے۔ بڑے مکلف اور ریشمی لباس پہن کر مسجد نبوی میں حاضر ہوکر سلام عرض کیا مگر آپ نے توجہ نہ فرمائی۔ یہ کیفیت دیکھ کر وہ لوگ اپنے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے۔ اصحاب کرام رضی اللہ عنہ نے انہیں روکنا چاہا مگر آپ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ اس نے فارغ ہوکر وہ دوبارہ حضور کی خدمت میں آئے مگر پھر بھی آپ ان کی طرف تو متوجہ نہ ہوئے۔ وہ لوگ مسجد میں باہر چلے گئے اور حضرت عثمان بن عفان عبدالرحمٰن بن عوف اور علی مرتضٰی رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کہ کیا کیا جائے۔ آپ نے ہمیں نامہ بھیج کر بلوایا تھا اور ہم آئے ہیں تو آپ نے ہم سے بات بھی نہیں کی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ''میرے خیال میں آپ لوگوں کی متکبرانہ اور جاہ وجلال والی روش سے آپ کی طبیعت مبارک مکدر ہوگئی۔ اگر آپ سادہ کپڑے پہن کر آجائیں تو امید ہے ضرور توجہ فرمائیں گے''۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جب یہ لوگ سادہ کپڑے پہن کر حاضر ہوئے تو آپ نے ان کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا ''قسم ہے خدا کی جس نے مجھے سچا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ کل جس وقت یہ لوگ آئے تھے ان کے دل غرور اور تکبر سے بھرے ہوئے تھے''۔

اس کے بعد گفتگو شروع ہوئی۔ آپ نے انہیں دعوت اسلام دی تو انہوں نے معذرت کی اور آپ سے سوال کیا کہ ''حضرت مسیح کا باپ کون تھا۔ آپ گمان کرتے ہیں کہ عیسیٰ اللہ کے بندے ہیں''۔ فرمایا ''ہاں حضرت عیسیٰ اللہ کے بندے اور رسول اور اللہ کے کلمے جو کنواری عذرا کی طرف القا کئے گئے۔''

نصاریٰ یہ سن کر غصے میں آکر کہنے لگے ''یا محمد کیا تم نے کبھی بغیر باپ کے

Marfat.com

انسان دیکھا ہے۔ اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ وہ اللہ کے بیٹے ہیں۔ (معاذ اللہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتظار وحی کیا جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ترجمہ: اللہ کے نزدیک عیسیٰ کا حال مثل آدم کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے مٹی سے بنایا اور کہا ہو جا اور وہ ہو گیا۔ یہی حق ہے جو تمہارے رب کی طرف سے۔ پس شک کرنے والوں میں سے مت ہو۔ اگر کوئی اس علم اور دانست کے بعد تم سے اس بات میں جھگڑے تو اسے کہہ دو کہ فریقین معہ اپنے بیٹوں اور عورتوں کے مل کر معہ اپنی جانوں کے مباہلہ کریں کہ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت (آل عمران ۵۹ آیت تا ۶۱)

یہ کلام سن کر بھی وہ لوگ اپنے عقیدے پر قائم رہے۔ اس پر آنحضرت نے فرمایا اگر اب بھی نہیں مانتے ہو تو آؤ مباہلہ کرلو اور مشورہ کیلئے انہیں وقت دیا۔ اپنی فردگاہ پر پہنچ کر ان کے قائد نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ گو آپ لوگ محمد کے نبی برحق ہونے کا زبان سے اقرار نہیں کرتے مگر آپ سب لوگ دل میں محمد کو نبی برحق مانتے ہو اور ان کا بیان درباره مسیح علیہ السلام بھی مدلل اور معقول ہے لہٰذا مباہلہ کرنا میرے نزدیک ٹھیک نہ ہوگا کیونکہ سچے نبی سے مباہلہ کرنے والی قوم ہلاک ہو جاتی ہے بہتر ہے صلح کرلو۔

سب نے یہ رائے پسند کی اور دوسرے روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ آپ جناب حسنین کریمین سلام اللہ علیہم اللہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہیں جناب سیدہ النساء رضی اللہ عنہا آپ کے پیچھے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے تشریف لا رہے ہیں اور آپ ان سے فرما رہے ہیں کہ "اگر نصاریٰ مباہلہ کو آ گئے تو میں دعا مانگوں گا اور تم سب مل کر آمین کہنا۔" جب نصاریٰ نے یہ نقشہ دیکھا تو کانپ گئے اور عاقب نے ان سے کہا کہ "اے گروہ نصاریٰ اس میں کوئی شک نہیں اگر یہ پانچ منہ خدا تعالیٰ کے کسی پہاڑ کو اپنی جگہ سے اکھاڑنے کا سوال کریں گے تو اللہ تعالیٰ ضرور اسے پورا کرے گا۔ پس مباہلہ مت کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے"۔ حسب رائے نصاریٰ نے عرض کیا کہ "ہم مباہلہ نہیں کرتے" اور اس

Marfat.com

بات پر صلح ہوئی کہ آپ ہمارا تعرض نہ فرمائیں اور ہم دو ہزار حلہ (پوشاک) سالانہ حضور کی خدمت میں بطور جزیہ پہنچایا کریں گے۔ آخرالامر اسی پر صلح ٹھہری۔ آپ نے فرمایا۔ ترجمہ: ''مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ بالتحقیق عذاب قریب آ گیا تھا۔ اہل نجران پر اور اگر وہ مباہلہ کرتے تو بندروں اور خنزیروں کی شکلوں میں تبدیل ہوجاتے اور وادی ان پر آگ برساتی اور البتہ اللہ تعالیٰ مع ان کے اہل کے بیخ سے اکھاڑ دیتا یہاں تک کہ درختوں پر پرندوں کو بھی۔ اور کامل سال گزرنے نہ پاتا کہ وہ ہلاک ہوجاتے۔''

اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ آل عبا یعنی سیدہ النساء' علی مرتضٰی اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کا ایک جداگانہ قرب بحضور نبوی تھی۔ پنجتن پاک کا بہ کیفیت مذکورہ بالا جلوہ گر ہونا بے نظیر اور عجیب نظارہ ہوگا اور دیکھنے والے محو حیرت ہوں گے کہ ان کی زبان حال مترجم بدین مقال ہوگی۔

مبتلائے حیرتم جاں گویت یا جان جاں

اصطلاح شوق بسیار است ومن دیوانہ ام

(تصفیہ مابین سنی وشیعہ صفحہ ۴۸ تا ۴۹ از سید پیر مہر علی شاہ گیلانی چشتی قادری صابری رحمتہ اللہ علیہ)

صورت بشری میں جبرائیل کی آمد

اسی سال حضرت جبرائیل آمین علیہ السلام بصورت انسان خوب سیاہ بالوں والے بہت سفید لباس پہنے۔ حسین وجمیل شکل میں حضور کی مجلس میں نمودار ہوئے۔ انہیں دیکھ کر تمام حاضرین حیرت وتعجب میں رہ گئے۔ وہ آ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوزانو ہوکر بیٹھے اور اپنے دونوں ہاتھ نکال کر اپنے زانوؤں پر رکھے یا حضور کے زانوؤں پر رکھے۔ انہوں نے پوچھا۔ ''اسلام کیا ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' فرمایا ''اللہ پر ایمان لانا اور اس کے رسول پر''۔ جواباً کہا ''صدقت یعنی آپ نے درست فرمایا'' پھر پوچھا ''ایمان کیا ہے؟'' فرمایا ''اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس

Marfat.com

کے رسولوں اور کتابوں پر اور یوم آخرت پر ایمان لانا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ خیر اور شر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔'' کہا ''صدقت'' پھر احسان کے متعلق پوچھا فرمایا ''احسان یہ ہے کہ عبادت اس طرح کرنا۔ گویا خدا کو دیکھ رہا ہے اگر یہ مقام میسر نہ ہوتو اتنا خیال رہے کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔'' جواباً عرض کیا ''صدقت آپ نے درست فرمایا'' پھر پوچھا ''قیامت کب واقع ہوگی۔ فرمایا ''مسئول اتنا ہی جانتا ہے جتنا سائل۔'' اس کے بعد وہ چلے گئے۔ صحابہ کبار نے پوچھا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسا سائل تھا کہ سوال بھی خود کرتا ہے اور جواب کی تصدیق بھی کرتا ہے''۔ آپ نے فرمایا ''یہ جبرائیل امین تھے جو علم اور ادب سکھانے آئے تھے کہ بارگاہ نبوت میں جب کچھ پوچھنا تو اس طرح ادب سے بیٹھنا چاہئے''۔ (سبحان اللہ کیا شان ہے اللہ کے محبوب کی) اسے حدیث جبرائیل کہتے ہیں۔

اسی سال حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی وفات ہوئی تھی۔ اسی سال سورج گرہن لگا تو بعض کم فہم نے کہا کہ سورج کے گہنے سے آپ کی وفات ہوئی۔ آپ نے فرمایا ''چاند' سورج کے گہنے سے موت کا کوئی تعلق نہیں۔ سورج اور چاند خدا کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جو حق تعالیٰ کی قدرت و جبروت پر دلالت کرتی ہیں جو اہل بصیرت کے لئے عبرت کا موجب ہے۔ جو ایک ساعت میں ان دونوں کی نورانیت اور ان کی چمک دمک تو سلب کر کے تاریک وسیاہ کردیتا ہے اسی طرح وہ قادر ہے کہ آدمیوں سے ان کے ایمان وعلم کے نور کو سلب کرے اور انہیں تاریک کردے جب اسے دیکھوتو خدا کی یاد کرو۔ صدقہ خیرات کرو اور غلاموں کو آزاد کرو''۔

(مدارج النبوت ص ۶۷۸ تا ۶۸۶ جلد دوم)

Marfat.com

ہجرت کے گیارہویں سال کے واقعات

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجتہ الوداع سے واپس تشریف لائے تو بعض اشقیاء و جہال کو دعوائے نبوت کا خبط سمایا۔ چنانچہ مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، طلحہ اسدی اور ایک عورت سجاح بنت الحارث نے دعوائے نبوت کیا۔

مسیلمہ کذاب:

ان بختوں میں مسیلمہ بہت مشہور شقی تھا۔ یہ ملعون بہت بوڑھا انتہائی مکار اور حیلہ جو تھا۔ یہ بنی حنیفہ کے وفد کے ساتھ مدینہ منورہ آیا تھا جب اس کی قوم مسلمان ہوئی تو اس نے تخلف کیا اور کہا ''اگر محمد مجھے اپنے بعد خلیفہ بنا دیں تو میں مسلمان ہوجاؤں''۔ حضور اس کی قیام گاہ پر جہاں وہ مدینہ میں ٹھہرا ہوا تھا گئے اور اس کے سر پر کھڑے ہوکر فرمایا ''اگر تو مجھ سے اس کھجور کی شاخ جو میرے ہاتھ میں ہے مانگے نہ دوں گا۔'' اور فرمایا ''اگر تو میرے بعد زندہ رہا تو تجھے اللہ تعالٰی ہلاک فرمائے گا۔''

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس جہاں سے تشریف لے گئے تو اس کا کاروبار چمک گیا اور ایک لاکھ سے زیادہ جاہل اس کے گرد جمع ہوگئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کے آخر میں اس لعین کے خلاف حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فوج کشی کی۔ حضرت خالد کے ساتھ چوبیس ہزار مسلمانوں کا لشکر تھا اور ان کے مقابل مسیلمہ کذاب کے چالیس ہزار جنگی آدمی آئے۔ فریقین میں خوب شدت کی جنگ ہوئی اگرچہ شروع میں مسلمانوں کے قدم ڈگمگا گئے تھے مگر آخر

Marfat.com

میں دشمنوں نے شکست کھائی اور بھاگے۔ مسلمانوں کی جماعت نے ان کا تعاقب کیا اور وحشی جس نے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اس لعین کو اسی حربہ سے واصل جہنم کیا اور وقت انہوں نے کہا "میں نے کفر کی حالت میں خیر الناس کو شہید کیا تھا اور اسلام کی حالت میں شر الناس کو قتل کیا۔"

اسود عنسی مدعی نبوت

ارباب سیر کہتے ہیں کہ وہ کاہن تھا اور اس سے عجیب وغریب باتیں ظاہر ہوئیں۔ لوگوں کو چرب زبانی سے گرویدہ کر لیتا۔ اس کے ساتھ دو ہمزاد شیطان تھے جو اسے زمانہ کی خبریں لا کر دیتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باذان کو صنعا کی حکومت پر برقرار رکھا۔ اسود عنسی نے خروج کیا اور نبوت کا مدعی بنا اور اپنے لشکر کے ساتھ اہل صنعا پر غالب آ گیا اور مملکت اپنے قبضہ تصرف میں لے آیا۔ باذان کے بیٹے شہر کو قتل کر دیا۔ کچھ عرصہ مقتول کے لوگوں نے اس کا محاصرہ کیا اور ایک شخص جس کا نام دادویہ تھا اس کے قتل کے لئے آمادہ کیا۔ وہ رات کو دیوار میں نقب لگا کر اسود کی خوابگاہ میں داخل ہو گئے۔ باوجود کہ اس کے دروازے پر ایک ہزار پہرے دار رہتے تھے۔ اس نے شراب بہت پی لی تھی جس سے وہ مدہوش ہو کر سو گیا۔ فیروز دیلمی نے اس بدبخت کے سر کو تن سے جدا کر دیا۔ ذبح کے دوران اس کے منہ سے شدید آواز گائے کے ڈکارنے کی مانند نکلی۔ پہرہ دار دوڑے۔ اس کی بیوی زبانہ گھر سے نکل کر ان کے سامنے آ گئی اور کہا خاموش رہو کیونکہ تمہارے نبی پر وحی آئی ہے۔

(مدارج النبوت ص ۶۸۷ تا ۶۹۰)

طلیحہ اسدی مدعی نبوت

طلیحہ بن خویلد بنی اسد سے تھا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد خروج کیا اور عروج پایا۔ طلیحہ دعوے کرتا تھا کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس

Marfat.com

آتے ہیں اور وحی لاتے ہیں۔ پہلا استدراج جو اس سے صادر ہوا اور اس جس کے سبب سے لوگ گمراہ ہوئے ۔ یہ تھا کہ ایک روز یہ اپنی قوم کے ساتھ سفر کر رہا تھا ان کے ساتھ پانی نہ تھا تشنگی ہوگئی اور کہا۔ سوار ہو جاؤ گھوڑوں پر اور چند میل سفر کرو تو قوم پانی کو پالے گی۔ قوم نے ایسا کیا اور پانی کو پالیا۔ اس وجہ سے بدوی لوگ فتنہ میں پڑ گئے۔

جب یہ خبر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو ایک لشکر تیار کر کے حضرت خالد بن ولید کو امیر مقرر کر کے طلیحہ کی جانب روانہ کیا جو کوہ سلمیٰ اور کوہ اجازہ کے درمیان وادی طے میں ٹھہرا اور جو قبائل مسلمان ہو چکے تھے' شامل ہو گئے ۔ عینیہ بن حصین فرازی جو مرتد ہو کر طلیحہ سے مل گیا تھا' کو اس کے کذب کا حال معلوم ہوا وہ فزازہ کے ساتھ بھاگ گیا اور طلیحہ واپس آیا اور مسلمان ہوگیا اور نہاوند کی جنگ میں شہادت پائی۔

(مدارج النبوت ص ۶۹۱ جلد دوم)

سجاح بنت الحارث مدعیہ نبوت کا حشر بھی حضرت خالد بن ولید کے ہاتھوں انجام بد تک ہوا۔ لشکر اسلام کی خبر سن کر جس جزیرہ میں مسیلمہ رہتا تھا وہ وہاں چھپ گئی اور وہیں ہلاک ہوگئی اور پھر کسی نے اس کا نام و نشان نہ سنا۔

(مدارج النبوت ص ۶۹۱)

سریہ اسامہ بن زید

یہ سریہ سرایا میں آخری ہے۔ اس لشکر کو حضور نے ۲۶ ماہ صفر ۱۱ ہجری میں دیار روم کی طرف موتہ بھیجا جہاں ان کے والد زید کی شہادت ہوئی تھی تا کہ وہ وہاں سے انتقام لیں پر تاخت کریں اور ان کے گھروں کو آگ لگائیں اور جانے میں جلدی کریں۔ روانگی سے پہلے جاسوسوں اور طلائع کو بھیجا جائے اور امیروں کو ساتھ لیا جائے۔ اسی فکر میں تھے کہ بدھ کے دن ۲۸ صفر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم علیل ہو گئے۔ بخار اور درد سر عارض ہوا۔ دوسرے دن اپنے دست مبارک سے علم تیار کر کے دیا اور فرمایا "بسم اللہ کر کے

Marfat.com

اللہ کی راہ میں جہاد فرماؤ اور کافروں سے قتال کرو' حضرت اسامہ نے علم کیا اور باہر روانہ ہوگئے اور یہ علم انہوں نے بریدہ بن حصیب کے سپرد کیا تاکہ وہ لشکر کے علمبردار ہوں اور مقام جرف میں پڑاؤ ڈالا تاکہ وہاں لشکر اسلام جمع ہو اور دربار رسالت سے یہ حکم عالی صادر ہوا کہ اعیان مہاجرین وانصار مثلاً حضرت ابا بکر صدیق' عمر فاروق' عثمان ذوالنورین' سعد بن ابی وقاص' ابوعبید بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم' بجز علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سب حضرات اسامہ کے ہمراہ جائیں۔

بعض لوگوں کے دلوں میں یہ بات کھٹکی کہ ایک غلام زادے کو اکابرین مہاجر و انصار پر امیر مقرر فرمایا جب یہ خبر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سمع شریف میں پہنچی تو آپ کے خاطر مبارک پر گراں گزریں اور غصہ آیا۔ تپ و دردسر کے باوجود پیشانی مبارک پر پٹی باندھ کر باہر تشریف لائے۔ منبر شریف پر کھڑے ہرکر خطبہ دیا "اے لوگو! تم اسامہ کو اپنے اوپر امیر بنائے جانے سے انحراف کرتے ہواور چہ موگوئیاں کرتے ہو۔ تم لوگوں نے غزوہ موتہ میں بھی ان کے والد کے امیر بنائے جانے پر بھی باتیں بنائی تھیں۔ خدا کی قسم وہ امارت کے سزاواراور مستحق ہیں اور ان کے والد بھی امارت کے زیادہ مستحق تھے۔ میرے نزدیک زید بھی لوگوں میں مجھے بہت محبوب تھے اور ان کے فرزند اسامہ بھی ان کے بعد لوگوں میں مجھے زیادہ محبوب ہیں۔ دونوں کے ساتھ اچھا گمان ہے۔ میری وصیت کے ان کی شان میں بخوبی قبول کرو۔ وہ یہ ہے کہ وہ تم میں اخیار میں سے ہیں" اس کے بعد منبر شریف سے اتر کر کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے۔

مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خلافت کے زمانہ میں جبھی حضرت اسامہ کو دیکھتے فرماتے۔ "السلام علیک ایھا الامیر" حضرت اسامہ عرض کرتے "غفر اللہ لک یا امیر المومنین" اور کہتے آپ مجھے امیر فرماتے ہیں۔ فاروق اعظم جواب دیتے جب تک زندہ ہوں ہمیشہ تمہیں امیر کہہ کر مخاطب کرتا رہوں

Marfat.com

گا حالانکہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک اس وقت بیس سال کے درمیان تھی۔ یہ واقعہ دسویں ربیع الاول کو ہوا اوراس دن وہ جماعتیں جو حضرت اسامہ کے ساتھ جانے پر مامور تھیں۔فوج در فوج آ کر رسول اللہ سے رخصت ہوکر لشکر گاہ پہنچ رہی تھیں۔اس دن حضور کا مرض بہ نسبت اوروں کے زیادہ تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ جیش اسامہ کو روانہ کرو۔گیارہ ربیع الاول کو حضرت اسامہ اپنے لشکر کے ساتھ حضور سے رخصت ہونے کے ارادے سے آئے اور حضور کے سرہانے کھڑے ہوگئے اور اپنے سر کو جھکا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور دست مبارک کو بوسہ دیا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض کی اتنی شدت تھی کہ بول نہیں سکتے تھے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو آسمان کی طرف اٹھا کر حضرت اسامہ پر اتارا۔حضرت اسامہ فرماتے ہیں۔میرا خیال ہے کہ میرے لئے دعا فرمارہے تھے۔اس کے بعد اسامہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے شریف سے باہر آئے اور لشکر گاہ میں چلے گئے۔دوسرے روز دوشنبہ کے روز صبح پھر حاضر ہوئے۔اس وقت حضور کے مرض میں کچھ کمی تھی۔اسامہ کو رخصت کیا اور فرمایا ''اُغزُ علی برکۃ اللہ'' خدائی برکت سے جہاد کرو۔اسامہ حضور کے ارشاد کے بموجب لشکر گاہ چلے گئے اور حکم دے دیا کہ کوچ کرو۔

جب چاہا کہ خود سوار ہوں تو اسامہ کی والدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے پیغام بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزع کے عالم میں ہیں۔چنانچہ اسامہ لوٹ آئے اور اشراف صحابہ بھی واپس آگئے۔حضرت ابوبکر' عمر وغیرہ اکابر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ابھی مدینہ میں ہی تھے۔حضرت بریدہ بن حصیب نے علم کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر نصب کردیا۔

جب حضور کے دفن سے صحابہ فارغ ہوئے تو امیرالمومنین رضی اللہ عنہ کی خلافت قرار پائی تو حکم دیا کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے گھر کے دروازہ پر علم نصیب کردو

Marfat.com

تا کہ جو لشکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے' روانہ ہو اور جو حکم نافذ کیا گیا ہے جاری ہو۔ اس کے بعد اسامہ باہر نکلے اور منزل جرف میں قیام کیا تا کہ لوگ جمع ہوں۔

اسی اثنا مضافات مدینہ کے قبائل کے مرتد ہونے کی خبریں پہنچیں۔ بعض لوگوں نے رائے دی کہ جب تک مرتدین کے قصہ سے اطمینان نہ ہو جائے اس وقت تک لشکر اسامہ کو موقوف رکھنا بہتر ہو گا مبادا کہ جب وہ سنیں کہ قوی لشکر مدینہ سے باہر چلا گیا ہے تو وہ دلیر ہو کر مدینہ پر حملہ نہ کر دیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کی یہ رائے قبول نہ کی اور فرمایا اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ لشکر اسامہ کے بھیجنے سے میں مرتدین کا لقمہ بن جاؤں گا تب بھی میں رسول اللہ کے فرمان کی خلاف ورزی کو جائز نہ رکھوں گا۔ لیکن تم اسامہ سے درخواست کرو کہ وہ عمر بن خطاب کو اجازت دے دیں کہ وہ میرے پاس رہیں۔ اس پر حضرت اسامہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس رہ جانے کی اجازت دیدی۔

جب ماہ ربیع الآخر آ گیا تو حضرت ...ہ رضی اللہ عنہ نے اُنہی کی جانب روانگی فرمائی اور وہاں کے لوگوں پر غلبہ و فتح حاصل کیا اور ان کے بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور کچھ اشجار و منال' باغوں اور کھیتوں کو جلایا اور اپنے والد کے قاتل کو قتل کیا اور کثرت مال غنیمت لے کر واپس آ گئے۔ اس لشکر کا مکمل سفر چالیس دن کا تھا۔

(مدارج النبوت ص ۶۹۴ تا ۶۹۵ جلد دوم)

وفات

آغاز مرض

۲۹ صفر بروز دوشنبہ نبی مکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ راستے میں دردسر شروع ہو گیا۔ پھر تپ شدید لاحق ہو گیا۔

Marfat.com

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جس رومال کو حضور ﷺ نے سر مبارک پر باندھا ہوا تھا ہاتھ لگایا تو اس میں سے سینک آتا تھا۔ بدن ایسا گرم تھا کہ میرے ہاتھ کو برداشت نہ ہوئی۔ میں نے تعجب کیا تو آپ نے فرمایا انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر کسی کو تکلیف نہیں ہوتی اسی لئے ان کا اجر سب سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ بیماری کی حالت میں بھی گیارہ دن تک خود مسجد میں آ کر نماز پڑھاتے رہے جبکہ بیماری کے کل دن ۱۳ تا ۱۴ تھے۔

آخری ہفتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ طیبہ طاہرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر پورا کیا تھا۔ آپ جب بیمار ہوا کرتے تو یہ دعا پڑھ کر اپنے ہاتھ جسم پر پھیر لیتے۔ **اذهب الباس رب الناس واشف انت الشافی لا شفاء الا شفاءک شفاء لا یغادر سقما۔**

ان دنوں میں نے یہ دعا پڑھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر دم کر کے چاہا کہ آپ کے جسم اطہر پر ہاتھوں کو پھیر دوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ ہٹا لئے اور فرمایا **اللھم اغفرلی والحقنی بالرفیق الاعلیٰ** (بخاری)

چہارشنبہ کو نبی کریم نے مخضب (تانبے کے ٹب) میں بیٹھ کر سات کنوؤں کی سات مشکوں کا پانی سر پر ڈلوایا اس تدبیر سے کچھ سکون ہوا۔ طبیعت ہلکی معلوم ہوئی تو نور افروز مسجد ہوئے اور فرمایا تم سے پہلے ایک قوم ہوئی جو انبیاء وصلحا کی قبور کو سجدہ گاہ مناتی تھی۔ تم ایسا نہ کرنا۔ میرے بعد میری قبر کو ایسا نہ بنا دیجیو کہ اس کی پرستش ہوا کرے۔ (بخاری) بعدہٗ نماز پڑھائی اس کے بعد منبر پر تشریف لائے اور جو آپ کی آخری نشست تھی پھر حمد وثنا کے بعد فرمایا:

"میں تم کو انصار کے حق میں وصیت کرتا ہوں۔ یہ لوگ میرے جسم کے پیرہن اور میرے زادراہ ہیں۔ انہوں نے اپنے واجبات پورے کر دیئے۔ اب ان کے حقوق باقی رہ گئے ہیں ان میں سے اچھا کام کرنے والوں کی قدر کرنا اور لغزش کرنے والوں

Marfat.com

سے درگزر کرتا۔'' (زرقانی)

فرمایا ''اور اس بندہ کے سامنے دینا و مافیہا کو پیش کر دیا گیا مگر اس نے آخرت کو پسند فرمایا۔'' اس امر کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی سمجھے۔ انہوں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ ہماری جانیں' ہمارے زر و مال حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار ہوں۔ (بخاری' مسلم)

پنجشنبہ کو شدت مرض بڑھ گئی۔ اس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین سے فرمایا ''لاؤ میں تمہیں کچھ لکھ دوں کہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ'' بعض نے کہا کہ ''نبی کریم پر شدت درد غالب ہے۔ قرآن ہمارے پاس موجود ہے جو ہم کو کافی ہے'' اس پر آپس میں اختلاف ہو گیا۔ یہ شور و شغف بڑھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''سب اٹھ جاؤ''۔ (بخاری)

اس روز آپ نے تین وصیتیں فرمائیں (۱) یہود کو عرب سے باہر کر دیا جائے (۲) وفود کی عزت و مہمانی ہمیشہ اسی طرح کی جائے جیسا کہ معمول نبوی تھا۔ (۳) نبی نے قرآن مجید کے متعلق تاکید فرمائی۔

اس روز مغرب تک کی سب نمازیں نبی کریم نے خود پڑھائی تھیں۔ نماز مغرب میں سورۃ المرسلات کی تلاوت فرمائی جس کی آخری آیت قرآن پاک کی جلالت شان کو آشکارا کرتی ہے۔ **فبای حدیث بعده یومنون** یعنی قرآن مجید کے بعد کس کلام پر ایمان لاؤ گے۔ (بخاری)

نماز عشاء کے بعد حضور نے مسجد جانے کا تین بار عزم فرمایا۔ ہر دفعہ جب وضو کیلئے بیٹھتے بے ہوشی طاری ہو جاتی۔ آخر فرمایا۔ ابوبکر نماز پڑھائیں اس حکم سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کی حیات پاک میں ۱۷ نمازیں پڑھائیں۔

شنبہ یا یک شنبہ کا ذکر ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز ظہر قائم ہو چکی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہا کے کندھوں پر سہارا دیئے ہوئے شرف افزائے جماعت ہوئے۔ صدیقؓ پیچھے ہٹنے لگے تو آپ نے اشارہ فرمایا کہ پیچھے مت ہٹو۔ پھر صدیقؓ کے برابر بیٹھ کر نماز میں داخل ہوگئے۔ اب صدیق اکبرؓ تو آنحضرتؐ کی اقتداء کر رہے تھے اور باقی سب لوگ صدیقؓ کی تکبیرات پر نماز ادا کر رہے تھے۔ (متفق علیہ)

یک شنبہ کے دن سب غلاموں کو آزاد کر دیا جن کی تعداد چالیس بیان ہوئی ہے۔ گھر میں نقد سات دینار موجود تھے۔ وہ غرباء میں تقسیم فرما دیئے۔ آخری شب صدیقہ رضی اللہ عنہا نے چراغ کا تیل ایک پڑوسن سے عاریتہً منگوایا تھا۔

آخری دن

نماز صبح کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پردہ اٹھایا جو عائشہ صدیقہؓ اور مسجد کے درمیان پڑا ہوا تھا۔ اس وقت نماز ہو رہی تھی۔ تھوڑی دیر تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس نظارہ پاک کو جو حضور کی پاک تعلیم کا نتیجہ تھا۔ فرماتے رہے۔ اس نظارہ سے رخ انور پر بشاشت اور ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ اس وقت چہرہ مبارک ورق قرآن معلوم ہو رہا تھا۔

صحابہ کبارؓ کا شوق اور اضطراب سے یہ حال ہوگیا تھا کہ رخ پرنور ہی کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ صدیق اکبرؓ سمجھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ نماز میں آنے کا ہے تو وہ پیچھے ہٹنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا کہ نماز پڑھاتے رہو۔ یہی اشارہ سب کی تسکین کا موجب ہوا۔ پھر حضور نے پردہ چھوڑ دیا یہ نماز بھی ابوبکر صدیقؓ نے مکمل فرمائی۔ (صحیحین)

اسی روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو سیدۃ النساء العلمین ہونے کی بشارت فرمائی۔ (بخاری)

سیدۃ النساءؓ نے حضور کی حالت کو دیکھ کر کہا آہ کتنا کرب ہے۔ فرمایا تیرے باپ کو آج کے بعد کوئی کرب نہ ہوگا۔ (بخاری)

Marfat.com

پھر حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو بلایا دونوں کو چوما اور لوگوں کو ان کے احترام کی وصیت فرمائی۔ پھر ازواج مطہرات کو بلایا اور انہیں بھی نصیحتیں کیں۔ پھر علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو بلایا اور ان کا سر مبارک اپنی گود میں رکھ لیا۔ ان کو بھی نصیحت فرمائی۔ اس وقت تف مبارک سیدنا علی کے چہرہ مبارک پر پڑ رہا تھا۔ (زرقانی) اس موقع پر فرمایا الصلوٰۃ الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ نبی کریم کی آخری وصیت تھی۔ سیدہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ اس ارشاد کو آپ کئی بار دہراتے رہے۔ (بخاری)

اب حالت نزع طاری ہوئی۔ اس وقت سرور کائناتؐ کو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سہارا دیئے ہوئے پس پشت بیٹھی تھیں۔ پانی کا پیالہ حضور کے سرہانے رکھا ہوا تھا۔ آپ پیالہ میں ہاتھ ڈالتے اور چہرہ مبارک پر پھیر لیتے تھے۔ چہرہ مبارک کبھی سرخ ہو جاتا' کبھی زرد پڑ جاتا۔ زبان مبارک سے فرماتے تھے۔ لا الہ الا اللہ ان للموت سکرات۔ اتنے میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما آ گئے۔ ان کے ہاتھ میں تازہ مسواک تھی۔ حضور نے مسواک پر نظر ڈالی تو صدیقہؓ نے اپنے دانتوں سے مسواک کو نرم کیا۔ حضورؐ نے مسواک کی۔ پھر ہاتھ کو بلند فرمایا اور قدسی سے فرمایا۔ اللھم الرفیق الاعلیٰ۔

۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری یوم دوشنبہ وقت چاشت روح جسم اطہر سے پرواز کر گئی۔ اس وقت عمر مبارک ۶۳ سال تھی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

افان مت فھم الخالدون

سیدہ زہرا علیہا السلام نے اس حادثہ پر کہا۔

یا ابتاہ اجاب ربّاہ۔ یا ابتاہ الیٰ جنت الفردوس ماواہ۔ یا ابتاہ الیٰ جبرائیل ننعاہ۔ ہمارے باپ نے دعوت حق قبول کر لی اور فردوس بریں میں نزول

Marfat.com

فرمایا۔ آہ جبرائیل کو خبر انتقال کون پہنچا سکتا ہے۔ پھر فرمایا الٰہی! روح فاطمہ کو روح محمد کے پاس پہنچا دے۔ الٰہی مجھے دیدار رسول سے مسرور فرما دے۔ الٰہی اس مصیبت کے ثواب سے تو بے نصیب نہ رکھ اور بروز محشر شفاعت محمد سے محروم نہ فرمانا۔

دیگر

حضرت فاطمۃ الزہراؓ

المتوفی سنہ ۱۱ ہجری ۶۳۲ء

مَاذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ اَحْمَدٌ — اَلَّا یَشُمَّ مَدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا

جس نے ایک مرتبہ بھی خاک پائے احمد مجتبیٰ سونگھ لی تعجب کیا ہے اگر وہ ساری عمر کوئی اور خوشبو نہ سونگھے۔

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّهَا — صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ عُدْنَ لَیَالِیَا

(حضورؐ کی جدائی میں) وہ مصیبتیں مجھ پر ٹوٹی ہیں یہ مصیبتیں "دنوں" پر ٹوٹتیں تو دن "راتوں" میں تبدیل ہو جاتے۔

اِغْبَرَّ اٰفَاقُ السَّمَآءِ وَکُوِّرَتْ — شَمْسُ النَّهَارِ وَاَظْلَمَ الْاَزْمَانِ

آسمان کی پہنائیں غبار آلود ہو گئیں اور لپیٹ دیا گیا دن کا سورج اور تاریک ہو گیا سارا زمانہ۔

وَالْاَرْضُ مِنْ بَعْدِ النَّبِیِّ کَئِیْبَةٌ — اَسَفًا عَلَیْهِ کَثِیْرَةُ الْاَحْزَانِ

اور زمیں نبی کریمؐ کے بعد مبتلائے درد ہے ان کے غم میں ڈوبی ہوئی سراپا

فَلْیَبْکِهٖ شَرْقُ الْبِلَادِ وَغَرْبُهَا — یَا فَخْرَ مَنْ طَلَعَتْ لَهُ النَّیْرَانِ

اب آنسو بہائے مشرق بھی اور مغرب بھی ان کی جدائی پر فخر تو صرف ان کے لئے ہے جن پر روشنیاں چمکیں۔

یَا خَاتَمَ الرُّسُلِ الْمُبٰرَکِ صِنْوَةً
صَلّٰی عَلَیْکَ مُنَزِّلُ الْقُرْاٰنِ

Marfat.com

اے آخری رسولؐ آپ برکت و سعادت کی جوئے فیض ہیں آپؐ پر تو قرآن نازل کرنے والے نے بھی درود و سلام بھیجا ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما نے اس ہائلہ پر کہا:

دریغ! اوہ نبی جس نے فقر کو غنا پر اور مسکینی کو تونگری پر اختیار فرمایا۔

حیف! اوہ دین پرور جوامت عاصی کے فکر میں کبھی پوری رات آرام سے نہ سویا۔ جس نے ہمیشہ بڑی استقامت و استقلال سے نفس کے ساتھ محاربہ کیا۔

جس نے منہیات کو ذرّہ پھر بھی نگاہ التفات سے نہ دیکھا۔

جس نے بر و احسان کے دروازے ارباب فقر و احتیاج پر کبھی بھی بند نہ کئے جس کے ضمیر منیر کے دامن پر دشمنوں کی ایذاء و اضرار کا ذرہ بھی غبار نہ بیٹھا۔

حیف! اوہ جس کے موتی جیسے دانت پتھر سے توڑے گئے۔

جس کی نورانی پیشانی کو زخمی کیا گیا۔

آج وہ محبوب خدا شافع روزِ جزا دنیا سے رخصت ہوا۔ (مدارج النبوت)

دیگر

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ

التوفی سنہ ۵۷ ہجری ۶۷۷ء

مَتٰی یَبْدُ فِی الدَّاجِیْ الْبَهِیْمِ جَبِیْنُهٗ   یَلُحْ مِثْلَ مِصْبَاحِ الدُّجَی الْمُتَوَقِّدِ

اندھیری رات میں ان کی پیشانی نظر آتی ہے   تو اس طرح چمکتی ہے جیسے روشن چراغ

فَمَنْ کَانَ اَوْ مَنْ قَدْ یَکُوْنُ کَاَحْمَدَ   نِظَامٌ لِحَقٍّ اَوْ نَکَالٌ لِمُلْحِدِ

احمد مجتبیٰ کے جیسا کون تھا اور کون ہوگا حق کا نظام   قائم کرنیوالا اور ملحدوں کو سراپا عبرت بنا دینے والا

خبر وفات سے صحابہ سراسیمہ و حیران و دیوانہ و سرگرداں تھے کوئی جنگل کو نکل گیا کوئی ششدر ہو کر جہاں تھا وہیں رہ گیا۔

Marfat.com

دیگر

حضرت عثمان غنیؓ

وَحُقَّ الْبُکَآءُ عَلَی السَّیِّدِ
فَیَا عَیْنِیْ ابْکِیْ وَلاَ تَسْأَمِیْ

اپنے سردار پر آنسو بہانا تو لازم آچکا تو اے میری آنکھ آنسو بہا اور نہ تھک

عمر فاروق کو یقین نہ آتا کہ اللہ کے رسول نے ارتحال فرمایا۔

دیگر

حضرت ابوبکر صدیقؓ

المتوفی سنہ ۱۳ ہجری ۶۳۴ء

صدیق اکبر گھر میں گئے جسم اطہر دیکھا۔ منہ سے منہ لگایا۔ پیشانی کو چوما۔ آنسو بہائے پھر زبان سے فرمایا۔

یَا عَیْنُ فَابْکِیْ وَلَا تَسْأَمِیْ — وَ حَقِّ الْبُکَاءِ عَلَی السَّیِّد
تو اے آنکھ خوب رو اب یہ آنسو نہ تھمیں — قسم ہے سرور عالمؐ پر رونے کے حق کی
عَلٰی خَیْرِ خِنْدِف عِنْدَ الْبَلاَءِ — یُمْسِیْ یُغَیَّبُ فِی الْمُلْحَد
خندف کے بہترین فرزند پر آنسو بہا جو غم والم — کے ہجوم میں سر شام گوشہ عافیت میں چھپا دیا گیا
فَصَلَّی الْمَلِیْکُ وَلِیُّ الْعِبَا — دِ وَرَبُّ الْعِبَادِ عَلٰی اَحْمَد
مالک الملک بادشاہ عالم بندوں کا والی — اور پروردگار احمد مجتبیٰ پر سلام و رحمت بھیجے
فَکَیْفَ الْحَیَاۃُ لِفَقْدِ الْحَبِیْبِ — وَزَیْنِ الْمَعَاشِرِ فِی الْمَشْهَد
اب کیسی زندگی جو حبیب ہی بچھڑ گیا — اور وہ نہ رہا جو زینت دو یک عالم تھا
فَلَیْتَ الْمَمَاتَ لَنَا کُلِّنَا — فَکُنَّا جَمِیْعًا مَعَ الْمُهْتَدِیْ
کاش موت آتی تو ہم سب کو ایک ساتھ آتی — آخر ہم سب اس زندگی میں بھی ساتھ ہی تھے

Marfat.com

''میرے ماں باپ حضور پر قربان واللہ۔ اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں وارد نہ کرے گا۔ یہی ایک موت تھی جو آپ پر لکھی ہوئی تھی۔ (بخاری)'' پھر مسجد میں تشریف لائے اور حمو ثناء کے بعد خطبہ پڑھا:

''واضح ہو کہ جو کوئی شخص تم سے محمد کی عبادت کرتا تھا تو وہ تو رحلت فرما گئے اور جو کوئی اللہ کی عبادت کرتا تھا تو بیشک وہ حی و قیوم تو زندہ ہے اسے موت نہیں۔ اللہ نے خود فرمایا ہے محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی رسول ہو چکے ہیں کیا اگر وہ فوت ہو جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔ ہاں جو کوئی ایسا کرے تو اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ اللہ تعالیٰ تو شکرگزاروں کو اچھا بدلہ دیتا ہے''۔

حضرت عمر فاروقؓ

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللهَ اَظْهَرَ دِيْنَهُ   عَلٰى كُلِّ دِيْنٍ قَبْلَ ذٰلِكَ حَائِدِ

کیا نہیں دیکھا تم نے کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کر دیا ہر اُس دین پر جو اس سے پہلے تھا حق سے پھرا ہوا

وَاَسْلَبَهُ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ بَعْدَ مَا   تَدَاعُوْا اِلٰى اَمْرٍ مِنَ الْغَيِّ فَاسِدِ

اور اللہ نے اہل مکہ کو محروم کر دیا حضورؐ سے جب اُن لوگوں نے گمراہی کے خیال فاسد یعنی قتل پر کمر باندھی۔

غَدَاةَ اَجَالَ الْخَيْلُ فِىْ عَرَصَاتِهَا   مُسَوَّمَةً بَيْنَ الزُّبَيْرِ وَ خَالِدِ

اور پھر وہ صبح، جب گھوڑے اس کے میدانوں میں جولانیاں دکھانے لگے جن کی باگیں چھوٹی ہوتی تھیں، زبیر و خالد کے درمیان۔

فَاَمْسٰى رَسُوْلُ اللهِ قَدْ عَزَّزَ نَصْرُهُ

وَاَمْسٰى عَدَاهُ مِنْ قَتِيْلٍ وَّشَارِدِ

پس رسول اللہ کو اللہ کی نصرت نے غلبہ بخشا اور انکے دشمن مقتول ہوئے اور شکست کھا کے بھاگے

Marfat.com

غسل و تکفین:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو غسل دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں صاحبزادے کروٹ بدلواتے جاتے۔ اسامہ پانی ڈالتے جاتے تھے۔ علی مرتضیٰ حضور کو غسل دیتے ہوئے یہ کہہ رہے تھے۔ ''میرے مادر پدر آپ پر قربان۔ آپ کی موت سے وہ چیز جاتی رہی جو کسی دوسرے کی موت سے نہ گئی تھی یعنی نبوت اور غیب کی خبروں اور وحی آسانی کا انقطاع ہوگیا۔ آپ کی موت خاص صدمہ عظیم ہے کہ اب سب مصیبتوں سے دل مردہ ہوگیا ہے اور یہ ایسا عام حادثہ ہے کہ سب لوگ اس میں یکساں شریک ہیں۔ اگر آپ نے صبر کا حکم نہ دیا ہوتا اور آہ و زاری سے منع نہ کیا ہوتا تو ہم آنسوؤں کو آپ پر بہا دیتے پھر بھی یہ درد لا علاج اور یہ زخم لازوال ہی ہوتا۔ ہماری یہ حالت بھی اسی مصیبت کے مقابلے میں کم ہوتی۔ اس مصیبت کا تو علاج ہی نہیں اور یہ غم تو جانے والا ہی نہیں۔ میرے ماں باپ حضور پر قربان۔ پروردگار کے ہاں ہمارا ذکر فرمانا اور ہم کو اپنے دل سے بھول نہ جانا۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن پہنایا گیا۔

(شرح مسلم النووی)

دیگر

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

اَمِنْ بَعْدِ تَکْفِیْنِ النَّبِیِّ وَدَفْنِهٖ ۔۔۔ با ثوابه اسی علی هالک ثوی

نبی کو کپڑوں میں کفن دینے کے بعد میں اس مرنے والے کے غم میں غمگین ہوں جو خاک میں جابسا۔

رزانا رَسُوْلُ اللهِ فِیْنَا فَلَنْ نَّرٰی ۔۔۔ بذاک عدیلاً ما حیینا من الرّوی

رسول اللہ کی موت کی مصیبت ہم پہ نازل ہوئی اور اب جب تک ہم خود جی رہے ہیں ان جیسا ہرگز نہیں دیکھیں گے

Marfat.com

وَكَانَ لَنَا كَالْحِصْنِ مِنْ دُوْنِ اَهْلِهٖ   لَهُ مَعْقِلٌ حِرْزٌ حَرِيْزٌ مِنَ الرَّوٰى

رسول اللہ ہمارے لئے ایک مضبوط قلعہ تھے کہ ہر دشمن سے پناہ اور حفاظت حاصل ہوتی تھی

وَكُنَّا بِمَرْاٰہُ نَرَى النُّوْرَ وَالْهُدٰى   صَبَاحًا مَسَاءً رَاحَ فِيْنَا اَوِاغْتَدٰى

ہم جب اُن کو دیکھتے تو سراپا نور و ہدایت کو دیکھتے صبح بھی اور شام بھی' جب وہ ہم میں چلتے پھرتے یا صبح کو گھر سے نکلتے۔

لَقَدْ غَشِيَتْنَا ظُلْمَةٌ بَعْدَ مَوْتِهٖ   نَهَارًا فَقَدْ زَادَتْ عَلٰى ظُلْمَةِ الدُّجٰى

انکی موت کے بعد ہم پر ایسی تاریکی چھا گئی جسمیں دن' کالی رات سے زیادہ تاریک ہو گیا

فیاخیر من ضمّ الجواغ والحشا   وَيَا خَيْرُ مَيِّتٍ ضمة التُّرْبِ وَالثَّرٰى

انسانی بدن اور اس کے پہلو جتنی شخصیتوں کو چھپائے ہوئے ہیں ان میں سب سے بہتر آپ ہیں اور آپ ان تمام مرنے والوں میں جن کو خاک نے چھپایا ہے سب سے بہتر ہیں

كَاَنَّ اُمُوْرُ النَّاسِ بَعْدَكَ ضمنت   سَفِيْنَةٌ موج حِيْنَ فِى الْبَحْرِ قَدْ سَمَا

گویا معاملہ انسانی آپ کی موت کے بعد ایک کشتی میں پڑ گیا ہے جو سمندر کے اندر اونچی موجوں میں گھری ہوئی ہے۔

فَضَاقَ فَضَاء الْاَرْضِ عَنْهُمْ بِرَحْبِهٖ   لِفَقْدِ رَسُوْلُ اللّٰهِؐ اِذْ قِيْلَ قَدْ مَضٰى

زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہو گئی رسول اللہ کی وفات کی وجہ سے جب یہ کہا گیا کہ رسول گزر گئے۔

فَقَدْ نَزَلَتْ لِلْمُسْلِمِيْنَ مُصِيْبَةٌ   كَصَدْعِ الصَّفَالَا لِلصَّدْعِ فِى الصَّفَا

مسلمانوں پر ایک ایسی مصیبت نازل ہوئی جیسے چٹان میں شگاف پڑ جائے اور چٹان کے شگاف کی اصلاح کہاں ممکن ہے۔

فَلَنْ يَّسْتَقِلَّ النَّاسُ تِلْكَ مُصِيْبَةٌ   وَلَنْ يَّجْبَرَ الْعَظْمِ الَّذِىْ مِنْهُمْ وَهٰى

اس مصیبت کو لوگ برداشت نہیں کر سکیں گے اور وہ کمزوری جو پیدا ہو گئی ہے اس کی تلافی ممکن نہیں ہے۔

وَفِىْ كُلِّ وَقْتٍ لِلصَّلٰوةِ يَهِيْجُهٗ   بِلَالٌؓ وَّ يَدْعُوْا بِاسْمِهٖ كُلَّمَا دَعَا

Marfat.com

اور ہر نماز کے وقت بلال رضی اللہ عنہ ایک نیا ہیجان پیدا کر دیتے ہیں جب کہ وہ (بلالؓ) ان کا نام لے کر پکارتے ہیں۔

نمازِ جنازہ

جسم اطہر اسی جگہ رکھا ہوا تھا جہاں وصال ہوا تھا۔ نماز جنازہ پہلے کنبہ والوں نے پھر مہاجرین و انصار نے۔ پھر باقی مردوں اور عورتوں نے پھر بچوں نے ادا کی۔ اس نماز میں امام کوئی نہ تھا۔ حجرہ مبارک تنگ تھا اس لئے دس دس آدمی اندر جاتے تھے جب وہ فارغ ہوکر باہر آتے تو دس اور اندر جاتے۔ یہ سلسلہ لگاتار شب و روز جاری رہا جو قریباً ۳۲ گھنٹے میں مکمل ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ پر یہ دعا پڑھی جاتی تھی۔

ان اللہ وملئکته یصلون علی النبی یا ایھاالذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما اللھم ربنا لبیک وسعدیک صلوٰۃ اللہ البرارحیم والملئکة المقربین والنبین والصدیقین والصالحین وما سبح لک من شیء یارب العالمین علیٰ محمد بن عبداللہ خاتم النبیین وسیدالمرسلین وامام المتقین ورسول رب العالمین الشاھد المبشرالداعی باذنک السراج المنیر وبارک علیه وسلم (زرقانی ۸/۲۹۳ مطبوعہ ازہریہ مصر ۱۳۲۸ ہجری)

(رحمۃ للعالمین قاضی محمد سلیمان سلمان منصورپوری ۲۴۶ تا ۲۵۶ جلد اول ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور)

نماز جنازہ کے بعد دفن کی جگہ میں اختلاف پیدا ہوگیا کہ آپ کو کہاں دفن کیا جائے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر نبی اسی جگہ دفن کیا گیا ہے جہاں اس کی روح قبض کی گئی ہے۔ یہ سنتے ہی لوگوں نے اسی جگہ قبر کھودی جو بغلی تھی۔

ادب گاہیست زیرآسماں ازعرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید این جا

Marfat.com

اب چند نعتیہ اشعار بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں۔ اول محبوب خدا کے نعت خواں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا کلام ملاحظہ ہو۔

وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیْ　　وَاَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

اور آپ جیسا حسین جمیل اس آنکھ نے دیکھا ہی نہیں اور آپ جیسا خوبصورت کسی عورت نے جنا ہی نہیں۔

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ　　کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءُ

آپ کو تمام عیوب سے پاک پیدا کیا گیا۔ گویا کہ آپ کو آپ کی منشا کے مطابق پیدا کیا گیا

دیگر

از حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَلصُّبْحُ بَدَا مِنْ طَلْعَتِہٖ　　وَاللَّیْلُ دَجٰی مِنْ وَّفْرَتِہٖ

صبح ظاہر ہوئی آپ (آنحضورؐ) کی پیشانی سے　اور رات رونما ہوئی آپ کی زلفوں سے

فَاقَ الرُّسُلاَ فَضْلاً وَّعُلاً　　اَھْدَی السُّبُلاَ لِدَلاَ لَتِہٖ

آپ سبقت لے گئے تمام پیغمبروں پر بزرگی اور بلندی میں' دین کے تمام راستے روشن ہو گئے آپ کی رہنمائی سے۔

کَنْزُ الْکَرَمِ مَوْلَی النِّعَمِ　　ھَادِی الْاُمَمِ لِشَرِیْعَتِہٖ

آپ بخشش کے خزانے اور رحمتوں کے مالک ہیں　تمام اُمت کو راہ ہدایت دکھانے والے اپنی شرعت سے۔

اَزْکَی النَّسَبِ اَعْلَی الْحَسَبِ　　کُلُّ الْعَرَبِ فِیْ خِدْمَتِہٖ

بہت پاکیزہ نسب والے اعلیٰ خاندان والے تمام عرب (کل جہاں) آپ کی خدمت میں ہیں

سَعَتِ الشَّجَرُ ' نَطَقَ الْحَجَرُ　　شَقَّ الْقَمَرُ بِاِشَارَتِہٖ

دوڑے آئے درخت کلام کیا پتھروں نے دو ٹکڑے ہو گیا چاند آپ کی انگلیوں کے اشارے سے

Marfat.com

جِبْرِیْلُ اَتٰی لَیْلَةَ اَسْرٰی وَالرَّبُّ دَعٰی لِحَضْرَتِهٖ
جبریل علیہ السلام آئے معراج کی رات آپ کرے پاس، اور اللہ تعالیٰ نے بلایا آپکو اپنے سامنے

نَالَ الشَّرَفَا وَاللّٰهُ عَفَا عَنْ مَّا سَلَفَا مِنْ اُمَّتِهٖ
آپ کی بدولت لوگوں کو بزرگیاں حاصل ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے معاف فرمائے وہ گناہ جو امت نے کئے تھے۔

فَمُحَمَّدُنَا هُوَ سَیِّدُنَا وَالْعِزُّ لَنَا لِاِجَابَتِهٖ
پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سردار ہیں اور ہمارے لئے عزت ہے آپ کے قبول فرمانے میں۔

اللہ جل جلالہ نے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خلق میں عظیم بنایا (انک لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ) اس طرح خلق میں بھی عظیم بنایا۔ صاحب قصیدہ بردہ شریف یوں رقمطراز ہیں:

فَاقَ النَّبِیّٖنَ فِیْ خَلْقٍ وَ فِیْ خُلُقٍ وَلَمْ یُدَانُوْهُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَاکَرَمٖ
نبیوں پر فوق لے گئے خلقت اور خلق میں اور دیگر انبیاء نہ ان کے علم کو پہنچ سکے اور نہ کرم کو۔

وَکُلُّهُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ غُرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْرَشْفًا مِّنَ الدِّیَمِ
اور سب انبیاء آپ سے التماس کرتے ہیں دریا سے ایک چلو یا مینہ سے ایک گھونٹ پانی کی

وَوَاقِفُوْنَ لَدَیْهِ عِنْدَ حَدِّهِمٖ مِنْ نُّقْطَةِ الْعِلْمِ اَوْ مِنْ شَکْلَةِ الْحِکَمٖ
اور آپ کے روبرو کھڑے ہونیوالے اپنے رتبہ سے بسبب آپ کے علم کے ایک نقطہ یا حکمتوں سے ایک حکمت حاصل۔

فَهُوَ الَّذِیْ تَمَّ مَعْنَاهُ وَ صُوْرَتُهٗ
سو وہی ہیں کہ کمالات باطنی و ظاہری ان پر ختم ہیں پھر حبیب مصطفیٰ کیا ہے ان کو خلق کے پیدا کرنے والے نے۔

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِهٖ فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِیْهِ غَیْرُ مُنْقَسِمٖ
اپنی خوبیوں میں شریک سے منزہ ہیں سو ان میں جو جوہر حسن ہے وہ بے تقسیم ہے

Marfat.com

حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب

مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِي الظِّلَالِ وَفِي مُسْتَوْدَعٍ حَيْثُ يُخْصَفُ الْوَرَقُ

آپ اس سے پہلے سایہ خاص میں بسر کر رہے تھے اور اُس منزلِ محفوظ میں تھے جہاں پتوں سے بدن ڈھانپا گیا۔

ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَادَ وَلَا بَشَرٌ أَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَلَا عَلَقٌ

پھر آپ بستی میں اُترے، مگر نہ تو آپ ابھی بشر تھے نہ گوشت پوست اور نہ لہو کی پھٹکی

بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِينَ وَقَدْ أَلْجَمَ نَسْرًا وَأَهْلَهُ الْغَرَقُ

بلکہ وہ آبِ صافی، جو کشتیوں پر سوار تھا جب سیلاب کی موجیں چوٹی کو چھو رہی تھیں اور لوگ ڈوب رہے تھے

تُنْقَلُ مِنْ صَالِبٍ إِلَى رَحِمٍ إِذَا مَضَى عَالَمٌ بَدَا طَبَقٌ

منتقل ہوتا رہا صلب سے رحم کی طرف پھر جب ایک عالم گزر چکا مرتبہ حال کا ظہور ہوا

وَرَدْتَ نَارَ الْخَلِيلِ مُكْتَتِمًا فِي صُلْبِهِ أَنْتَ كَيْفَ يَحْتَرِقُ

آپ آتش خلیل میں اُترے، چھپے چھپے، آپ اُن کی صلب میں تھے تو وہ کیسے جلتے

حَتَّى احْتَوَى بَيْتُكَ الْمُهَيْمِنُ مِنْ خِنْدِفَ عَلْيَاءَ تَحْتَهَا النُّطُقُ

تا آنکہ آپ کا محافظ وہ صاحب شوکت گھرانہ ہوا جو خندف جیسی رفیع المرتبت خاتون کا ہے جس کا دامن زمین پر لوٹتا تھا۔

وَأَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ أَشْرَقَتِ الْأَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُورِكَ الْأُفُقُ

اور آپ جب پیدا ہوئے تو چمک اُٹھی زمین اور روشن ہو گئے آفاقِ سماوی آپ کے نور سے

فَنَحْنُ فِي ذٰلِكَ الضِّيَاءِ وَفِي النُّورِ وَسُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

تو اب ہم لوگ اسی روشنی اور اسی نور میں ہیں اور ہدایت واستقامت کی راہیں نکال رہے ہیں

Marfat.com

حضرت کعبؓ بن زہیر

فَقَدْ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ مُعْتَذِرًا　　وَالْعَفْوُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ مَقْبُوْلُ

میں اللہ کے رسول کی خدمت میں عذر خواہ ہو کر پہنچا اور معافی و درگزر کی درخواست کی تو اللہ کے رسول کے نزدیک پسندیدہ ہے

لَقَدْ اَقُوْمُ مَقَامًا لَوْ یَقُوْمُ بِہٖ　　اَرٰی وَاَسْمَعُ مَالَوْ یَسْمَعُ الْفِیْلُ

میں اس مقام پر کھڑا تھا کہ اگر وہاں ہاتھی بھی کھڑا ہوتا اور ہاتھی وہ دیکھتا اور سنتا جو میں دیکھ اور سن رہا تھا

لَظَلَّ یَرْعَدُ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ　　مِنَ الرَّسُوْلِ بِاِذْنِ اللّٰہِ تَنْوِیْلُ

تو یقیناً کانپنے لگتا اگر اللہ کے حکم سے رسول اللہ کی طرف سے جود و سخا اور بخشش و عطا نہ ہوتی۔

حَتّٰی وَضَعْتُ یَمِیْنِیْ لَا اُنَازِعُہٗ　　فِیْ کَفِّ ذِیْ نَقِمَاتٍ قِیْلُہُ الْقِیْلُ

یہاں تک کہ میں نے اپنا داہنا ہاتھ بغیر کسی مناقشے کے اس ہاتھ میں دے دیا جو کیے کی سزا دے سکتا تھا اور جس کا قول فیصل تھا۔

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَسَیْفٌ یُّسْتَضَاءُ بِہٖ
مُھَنَّدٌ مِنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ مَسْلُوْلُ

بے شک رسول اللہ وہ سیف ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک کھنچی ہوئی تلوار ہیں۔

امام زین العابدینؓ علی السجاد بن الحسینؓ

اِنْ نِلْتَ یَا رُوْحَ الصَّبَا یَوْمًا اِلٰی اَرْضِ الْحَرَمِ
بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَۃً فِیْھَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمُ

اے باد صبا اگر تیرا گزر سرزمین حرم تک ہو تو میرا سلام اس روضہ کو پہنچا جس میں نبی محترم تشریف فرما ہیں۔

Marfat.com

مَنْ وَّجْهُهٗ شَمْسُ الضُّحٰی، مَنْ خَدُّهٗ بَدْرُ الدُّجٰی
مَنْ ذَاتُهٗ نُوْرُ الْهُدٰی مَنْ کَفُّهٗ بَحْرُ الْهِمَمْ

وہ جن کا چہرۂ منور مہر نیمروز ہے اور جن کے رخسارف تاباں ماہِ کامل جن کی ذات نور ہدایت ہے، جن کی ہتھیلی سخاوت میں دریا۔

قُرْاٰنُهٗ بُرْهَانُنَا فَسْخًا لِاَدْيَانٍ مَّضَتْ
اِذْ جَآئَنَا اَحْکَامُهٗ کُلَّ الصُّحُفْ صَارَ الْعَدَمْ

ان کا (لایا ہوا) قرآن ہمارے لئے واضح دلیل ہے جس نے ماضی کے عام دینوں کو منسوخ کر دیا جب اُس کے احکام ہمارے پاس آئے تو (پچھلے) سارے صحیفے معدوم ہو گئے

اَکْبَادُنَا مَجْرُوْحَةٌ مِنْ سَيْفِ هِجْرِ الْمُصْطَفٰی
طُوْبٰی لِاَهْلِ بَلْدَةٍ فِيْهَا النَّبِیُّ الْمُحْتَشَمْ

ہمارے جگر زخمی ہیں فراقِ مصطفیؐ کی تلوار سے خوش نصیبی اُس شہر کے لوگوں کی ہے جس میں نبی محتشم ہیں۔

يَا لَيْتَنِیْ کُنْتُ کَمَنْ يَّتَّبِعْ نَبِيَّنَا عَالِمًا
يَوْمًا وَّلَيْلاً دَائِمًا [illegible] کَذَالِیْ بِالْکَرَمْ

کاش میں اُس کی طرح ہوتا جو نبی کی پیروی علم کے ساتھ کرتا ہے دن اور رات ہمیشہ (اے خدا) یہی صورت اپنے کرم سے عطا فرما۔

يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ اَنْتَ شَفِيْعُ الْمُذْنِبِيْنَ
اَکْرِمْ لَنَا يَوْمَ الْحَزِيْنِ فَضْلًا وَّجُوْدًا وَّالْکَرَمْ

اے رحمت عالم آپ گنہگاروں کے شفیع ہیں ہمیں قیامت کے دن فضل و سخاوت اور کرم سے عزت بخشئے۔

يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ اَدْرِکْ لِزَيْنِ الْعَابِدِيْنَ
مَحْبُوْسِ اَيْدِی الظَّالِمِيْنَ فِی الْمَوْکَبِ وَالْمُزْدَحَمْ

اے رحمت عالم زین العابدین کو سنبھالئے وہ ظالموں کے ہاتھوں میں گرفتار حیرانی و پریشانی

Marfat.com

میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ

الشہید سنہ ۸ھ ۶۲۹ء

رُوحِی الْفِدَاءُ لِمَنْ اَخْلَاقُهٗ شَهِدَتْ بِاَنَّهٗ خَیْرُ مَوْلُوْدٍ مِنَ الْبَشَرِ

میری جان ان پر فدا جن کے اخلاق شاہد ہیں کہ وہ بنی نوع انسان میں افضل ترین ہیں

عَمَّتْ فَضَائِلُهٗ کُلَّ الْعِبَادِ کَمَا عَمَّ الْبَرِیَّةَ ضَوْءُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ

اُنؐ کے فضائل بلا امتیاز سب بندشوں کے لئے عام ہیں، جس طرح سورج اور چاند ساری مخلوق کے لئے عام ہے

لَوْ لَمْ یَکُنْ فِیْهِ اٰیَاتٌ مُّبَیِّنَةٌ کَانَتْ بَدِیْهَتُهٗ عَنِ الْخَبَرِ

اگر ان کی صداقت پر مہر ثبت کرنے والی نشانیاں نہ ہوتیں تو خود ان کی واضح شخصیت ان کی صداقت کافی تھی

امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ

یَا سَیِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُکَ قَاصِدًا اَرْجُوْ رِضَاکَ وَاَحْتَمِیْ بِحِمَاکَ

اے سرداروں کے سردار! میں آپ کے حضور آیا ہوں آپ کی خوشنودی کا امیدوار، آپ کی پناہ کا طلب گار۔

وَاللّٰهُ یَا خَیْرَ الْخَلَائِقِ اِنَّ لِیْ قَلْبًا مَشُوْقًا لَا یَرُوْمُ سِوَاکَ

اللہ کی قسم اے بہترین خلائق! میرا دل صرف آپ کی محبت سے لبریز ہے، وہ آپ کے سوا کسی کا طالب نہیں۔

اَنْتَ الَّذِیْ لَوْلَاکَ مَا خُلِقَ امْرُءٌ کَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرٰی لَوْلَاکَ

آپ اگر نہ ہوتے تو پھر کوئی شخص ہرگز پیدا نہ کیا جاتا اور اگر آپ مقصود نہ ہوتے تو یہ مخلوقات پیدا نہ ہوتیں

Marfat.com

اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا تَوَسَّلَ اٰدَمُ　　مِنْ زَلَّةٍ بِکَ فَازَ وَھُوَ اَبَاکَ

آپؐ وہ ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کا توسل اختیار کیا' اپنی لغزش پر' تو کامیاب ہوئے حالانکہ وہ آپ کے جد بزرگوار ہیں

وَبِکَ الْخَلِیْلُ دَعَا فَعَادَتْ نَارُهٗ　　بَرْدًا وَقَدْ خَمَدَتْ بِنُوْرِ سَنَاکَ

اور آپ ہی کے وسیلے سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے دعا کی تو ان کی آگ سرد ہوگئی' وہ آگ آپ کے نور کی برکت سے بجھ گئی۔

وَدَعَاکَ اَیُّوْبٌ لِضُرٍّ مَسَّهٗ　　فَاُزِیْلَ عَنْهُ الضُّرُّ حِیْنَ دَعَاکَ

اور حضرت ایوب نے اپنی بیماری میں آپ کے وسیلے سے دُعا کی تو ان کی دعا مقبول ہوئی اور بیماری دور ہوگئی

وَبِکَ الْمَسِیْحُ اَتٰی بَشِیْرًا مُّخْبِرًا　　بِصِفَاتِ حُسْنِکَ مَادِحًا لِعُلَاکَ

اور آپ ہی کے ظہور کی خوشخبری لے کر حضرت مسیح آئے انہوں نے آپ کے حسن و جمال کی مدح و ثنا کی اور آپ کے رتبہ بلند کی خبر دی۔

وَکَذَاکَ مُوْسٰی لَمْ یَزَلْ مُتَوَسِّلاً　　بِکَ فِی الْقِیٰمَةِ مُحْتَمِیْ بِحِمَاکَ

اور اسی طرح حضرت موسیٰ بھی آپ کا وسیلہ اختیار کیے رہے اور قیامت میں بھی آپ ہی کی حمایت کے طالب رہیں گے۔

وَھُوْدٌ وَّ یُوْنُسُ مِنْ بَھَاکَ تَجَمَّلاً　　وَجَمَالُ یُوْسُفَ مِنْ ضِیَاءِ سَنَاکَ

اور حضرت ہودؑ اور حضرت یونسؑ نے بھی آپ ہی کے حسن سے زینت پائی اور حضرت یوسفؑ کا جمال بھی آپ ہی کے جمال باصفا کا پرتو تھا۔

قَدْ فُقْتَ یَا طٰهٰ جَمِیْعَ الْاَنْبِیَآءِ　　طُرًّا فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرَاکَ

اے طٰہٰ لقب! آپ کو تمام انبیاء پر برتری حاصل ہوئی پاک ہے وہ جس نے ایک رات کو اپنے ملکوت کی سیر کرائی

وَاللهِ یَا یٰسِیْنُ مِثْلُکَ لَمْ یَکُنْ　　فِی الْعَالَمِیْنَ وَحَقِّ مَنْ اَنْبَاکَ

خدا کی قسم' اے یٰسین لقب! آپ جیسا تو تمام مخلوق میں نہ کوئی ہوا ہے نہ ہوگا' قسم ہے اُسی

Marfat.com

کی جس نے آپ کو سربلند کیا۔

عَنْ وَّصْفِکَ الشُّعَرَآءُ یَا مُدَّثِرُ   عَجَزُوْا وَکُلُّوْا مِنْ صِفَاتِ عُلاکَ

اے کملی والے! آپ کے اوصاف جمیلہ بیان کرنے سے بڑے بڑے شعراء عاجز رہ گئے' آپ کے اوصاف عالیہ کے سامنے زبانیں بند ہو جاتی ہیں۔

بِکَ لِیْ قُلَیْبٌ مُغْرَمٌ یَا سَیِّدِیْ   وَحُشَاشَۃٌ مَحْشُوَّۃٌ بِھَوَاکَ

میرے سرکار! میرا حقیر دل آپ ہی کا شیدا ہے اور میرے اندر تو آپ ہی کی محبت بھری ہوئی ہے۔

یَا اَکْرَمَ الثَّقَلَیْنِ یَا کَنْزَ الْوَرٰی   جُدْلِیْ بِجُوْدِکَ وَاَرْضِنِیْ بِرِضَاکَ

اے تمام موجودات سے بزرگ و برتر! اے حاصل کائنات! مجھے اپنی بخشش و عطا سے نوازیئے اور اپنی خوشنودی کی مسرت بخشئے۔

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْکَ وَلَمْ یَکُنْ   لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ فِی الْاَنَامِ سِوَاکَ

میں آپ کے جود و کرم کا دل سے طلب گار ہوں' کہ اس جہان میں ابوحنیفہ کے لئے آپ کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔

صَلّٰی عَلَیْکَ اللّٰہُ یَا عَلَمَ الْھُدٰی
مَا حَنَّ مُشْتَاقٌ اِلٰی مَشْوَاکَ

اے ہدایت کے علم سربلند! مشتاقان زیارت کے شوق بے حد کے مطابق' قیامت تک اللہ کا درود و سلام آپ پر نازل ہوتا رہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

فَلَسْتُ اَرٰی اِلَّا الْحَبِیْبَ مُحَمَّدًا   رَسُوْلَ اِلٰہِ الْخَلْقِ جَمَّ الْمَنَاقِبِ

میں بجز محمدؐ کے کسی اور کو محبوب نہیں پاتا' وہ خداوند مخلوقات کے رسول ہیں تمام مناقب کے جامع۔

وَمُعْتَصَمُ الْمَکْرُوْبِ فِیْ کُلِّ غَمْرَۃٍ   وَمُنْتَجَعُ الْغُفْرَانِ مِنْ کُلِّ تَائِبٍ

ہر مصیبت میں مصیبت زدوں کا سہارا ہیں اور ہر توبہ کرنے والے کی مغفرت چاہنے والے۔

Marfat.com

مَلاذُ عِبَادِ اللهِ مَلْجَاُ خَوْفِهِمْ　　اِذَا جَآءَ يَوْمٌ فِيْهِ شَيْبُ الذَّوَائِبِ

خدا کے بندوں کے ملاذ ہیں اور خوف و ہراس میں ان کے ملجا۔ اس دن جب ہر جوانی پر بڑھاپا آ جائے گا۔

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

ابن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

فَيَا رِيْحَ الصَّبا عَطْفًا وَّرِفْقًا　　اِلٰی ذَاکَ الْحُمٰی بَلِّغْ سَلَامِیْ

اے صبا! از راہ لطف و کرم میرے اس حامی پشتیباں تک میرا سلام پہنچا دے

وَاِنْ جُرْتُمْ عَلَیَّ فَلِیْ غِيَاثٌ　　بِبَابِ الْمُصْطَفٰی خَيْرُ الْاَنَامِ

اے لوگو! اگر تم نے مجھ پر جور و ستم کیا تو میرا فریاد رس موجود ہے۔ بارگاہِ مصطفٰی کی صورت میں جو ساری دُنیا سے اچھے ہیں۔

اِلَيْهِ تَوَجُّهِیْ وَلَهٗ اسْتِنَادِیْ　　وَفِيْهِ مُطَامِعِیْ وَبِهٖ اعْتِصَامِیْ

انہیں کی طرف میری توجہ ہے اور انہیں پر میرا اعتماد انہیں کی ذات میری آرزوؤں کا مرکز ہے میں نے انہیں کا دامن تھاما ہے۔

اَجِرْنِیْ سَيِّدِیْ مِنْ ضَيْمِ سُقْمٍ　　اَشَدُّ عَلَیَّ مِنْ وَّقْعِ الْحُسَامِ

مجھے نجات دلوایئے میرے آقا۔ بیماری کے ظلم سے جو مجھ پر تلوار کی ضرب سے زیادہ شدید ہے۔

سلام بحضور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عشقی

يَا شَفِيْعَ الْوَرٰی سَلَامٌ عَلَيْکَ　　يَا نَبِیُّ الْهُدٰی سَلَامٌ عَلَيْکَ
خَاتِمَ الْاَنْبِيَآءِ سَلَامٌ عَلَيْکَ　　سَيِّدُ الْاَصْفِيَآءِ سَلَامٌ عَلَيْکَ
اَحْمَدٌ لَيْسَ مِثْلُکَ اَحَدٌ　　مُجْتَبٰی مُصْطَفٰی سَلَامٌ عَلَيْکَ

Marfat.com

نعت

حضرت سید پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ گیلانی گولڑہ شریف

حضرتؒ کی مشہور نعت جو اکثر بھیم پلاسی یا اساوری میں گائی جاتی ہے

اَج سک متراں دی ودھیری اے | کیوں دلڑی اُداس گھنیری اے؟
لوں لوں وچ شوق چنگیری اے | اَج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں
اَلطَّیفُ سَریٰ مِنْ طَلْعَتِہٖ | وَالشَّذُ وُبَدیٰ مِنْ وَفْرَتِہٖ
فَسَکَرْتُ ھُنَا مِنْ نَظْرَتِہٖ | نیناں دیاں فوجاں سر چڑھیاں
مکھ چند بدر شعشانی اے | متھے چمکے لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے | مخمور اکھیں ہن مدھریاں
دو ابرو قوس مثال دِسن | جیں توں نوکِ مژہ دے تیر چھٹن
لباں سرخ آکھاں کہ لعل یمن | چٹے دند موتی دیاں ہن لڑیاں
اِس صورت نوں میں جان آکھاں | جانان کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں | جس شان تو شاناں سب بنیاں
ایہہ صورت ہے بے صورت تھیں | بے صورت ظاہر صورت تھیں
بے رنگ دِسے اِس مورت تھیں | وچ وحدت پھٹیاں جد گھڑیاں
دسے صورت راہ بے صورت دا | توبہ راہ کی عین حقیقت دا
پر کم نہیں بے سوجھت دا | کوئی ورلیاں موتی لے تریاں
ایہا صورت شالا پیش نظر | رہے وقت نزع تے روزِ حشر
وچ قبر تے پل تھیں جد ہوسی گذر | سب کھوٹیاں تھیسن تد کھریاں
یُعْطِیْکَ رَبُّکَ داس تے | فَتَرْضٰی تھیں پوری آس اساں
لج پال کریسی پاس اساں | وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ صحیح پڑھیاں

Marfat.com

لاہو مکھ توں مخطط بردِ یمن — من بھانوری جھلک دکھاؤ سجن
اوہا مٹھیاں گالیں الاؤ مٹھن — جو حمرا وادی سن کریاں
حجرے توں مسجد آؤ ڈھولن — نوری جھات دے کارن سارے سکن
دو جگ اکھیاں راہ دا فرش کرن — سب انس و ملک حوراں پریاں
انہاں سکدیاں تے کرلاندیاں تے — لکھ واری صدقے جاندیاں تے
انہاں بردیاں مفت وکاندیاں تے — شالا آون وت بھی اوہ گھڑیاں
سُبْحَانَ اللہ مَا اَجْمَلَکَ — مَا اَحْسَنَکَ مَا اَکْمَلَکَ

کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا
گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

حضرات!

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے دُنیا میں بھیجے۔ کسی کو خلیفۃ اللہ بنایا اور کسی کو کلیم اللہ کسی کو خلیل اللہ بنایا اور کسی کو ذبیح اللہ۔ اسی طرح حضرت عیسٰیؑ کو روح اللہ بنایا۔ مگر ہمارے آقا و مولیٰ جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حبیب بنایا اور حبیب کا درجہ سب سے اعلیٰ و ارفع ہوتا ہے اور آپ ﷺ کو تمام اختیارات عطا فرما کر نبی المختار کا خطاب دیا اور حاجت روا۔ مشکل کشا بنایا۔ آپ کے دربار میں جو بھی سوالی جو بھی سوال لے کر حاضر ہوا وہ سوا لے کر گیا۔

نرفت لا بزبانِ مبارکش ہرگز
الا در اشھد ان لا الہ الا اللہ

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

کیا جود و کرم ہے شاہِ بطحا تیرا — نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک حبیب — یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا
مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائینگے اعدا تیرے — نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے — جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

Marfat.com

ورفعنا لک ذکر کا ہے سایہ تجھ پر بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع

جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

آخر میں صاحب قصیدہ بردہ شریف کے چند اشعار بطور تبرک پیش کئے جاتے ہیں۔ پڑھتے جایئے اور ایمان تازہ کرتے جایئے۔

مُحَمَّدٌ سَيِّدِ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

اور جن وانسان کے سردار اور دونوں فریقوں عرب وعجم کے۔

نَبِيُّنَا الْاٰمِرُ النَّا هِیْ فَلاَ اَحَدٌ اَبَرَ فِیْ قَوْلِ لَا مِنْهُ وَلاَ نَعَمِ

ہمارے نبی امر معروف نہی منکر کرنے والے کوئی ان سا سچا نہیں' نہیں اور ہاں بولنے میں

هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ لِكُلِّ هَوْلٍ مِنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

وہی ہیں اللہ کے ایسے حبیب کہ ان کی شفاعت کی امید ہے ہر ایک خوف کے وقت جو آنے والے خوف ہیں۔

دَعَا اِلَی اللهِ فَالْمُسْتَمْسِكُوْنَ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ بِحَبْلٍ غَيْرِ مُنْفَصِمِ

انہوں نے اللہ کی طرف بلایا پس جس نے ان کا دامن پکڑا تو گویا ایسی مضبوط رسی پکڑی ہے جو کبھی ٹوٹی نہیں۔

وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُوْلِ اللهِ نُصْرَتُهٗ اِنْ تَلْقَهُ الْاُسْدُ فِیْ اٰجَامِهَا تَجِمِ

اور جس کو رسول اللہ سے مدد اور نصرت آئے اگر شیر بھی اس پر آئے تو اس کے ڈر سے تابع ہو جائے۔

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُبِهٖ سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

اے تمام مخلوق سے بزرگ تر آپ کے سوا میرا کوئی ایسا نہیں جس سے پناہ چاہوں حادثہ عام کے نازل ہونے میں

وَلَنْ يَّضِيْقَ رَسُوْلَ اللهِ جَاهُكَ بِیْ اِذَا الْكَرِيْمُ تَجَلّٰی بِاسْمِ مُنْتَقِمِ

اور آپ کا رتبہ ہرگز مضائقہ نہ چاہے گا میری شفاعت کا جس وقت اللہ کریم کا سزا دینے والا

Marfat.com

جلوہ گر ہوگا یعنی قیامت کو۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنیا وَضَرَّتَهَا وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

کیونکہ دنیا اور آخرت آپ کی بخششوں میں سے ہے اور لوح وقلم آپ کے علموں میں سے ہیں۔

یَا نَفْسَ لَا تَقْنُطِیْ مِنْ زَلَّۃٍ عَظُمَتْ اِنَّ الْکَبَائِرَ فِی الْغُفْرَانِ کَاللَّمَمِ

اے دل ناامید نہ ہو بڑے گناہوں کے سبب سے اسلئے کہ بخشش میں گناہ کبیرہ چھوٹے ہیں۔

لَعَلَّ رَحْمَۃَ رَبِّیْ حِیْنَ یَقْسِمُهَا تَاْتِیْ عَلٰی حَسَبِ الْعِصْیَانِ فِی الْقَسَمِ

امید ہے کہ اللہ کی رحمت جب تقسیم ہوگی تو موافق گناہوں کے ہوگی جس کے گناہ بہت ہوں گے اس پر رحمت بہت ہوگی۔

یَا رَبِّ وَاجْعَلْ رَجَائِیْ غَیْرَ مُنْعَکِسٍ لَدَیْکَ وَاجْعَلْ حِسَابِیْ غَیْرَ مُنْخَرِمِ

اے میرے پروردگار! میری امید کو الٹا نہ کیجو اپنے سامنے اور میرے حساب کو یعنی التجا کو بر لائیو۔

قارئین کرام! یہ بات نہایت ہی مناسب ہوگی کہ آخر میں خلافت راشدہ اور خلفائے راشدین کا بھی کچھ ذکر خیر ہو جائے۔ ان میں سے دو اصحاب تو آپؐ کے سسر ہیں جنہیں آپؐ نے اپنے پہلو مبارک میں سلا رکھا ہے اور دو آپؐ کے داماد ہیں جن کی فضیلت عند اللہ مسلم ہے۔ بعد الانبیاء ان چاروں خلفاء کی فضیلت بھی اسی ترتیب سے ہے جس ترتیب سے انہیں خلافت عند اللہ تفویض ہوئی۔

خلافتِ راشدہ (قرآن)

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ موجودہ دور میں روافض وخوارج نے ملک میں فتنہ برپا کر رکھا ہے جو آپس میں دست وگریباں ہیں بلکہ قتل وغارت میں مبتلا ہیں۔ روافض نبی مکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کا حق صرف علی مرتضیٰ کا مانتے ہیں۔ باقی تینوں خلفائے کے خلافت کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس کے برعکس خوارج پہلے تینوں خلفاء کو خلیفہ رشید مانتے ہیں اور چوتھے یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ برحق نہیں مانتے بلکہ ان کی جگہ

Marfat.com

چوتھے خلیفہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مانتے ہیں جبکہ ہم اہل سنت و جماعت چاروں خلفاء کی خلافت کو خلافت راشدہ کے طور پر مانتے ہیں جو حق مسلک ہے اور قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ آیت استخلاف ملاحظہ ہو۔

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا ط یعبدوننی لایشرکون بی شیئاً ط ومن کفربعد ذالک فاولئک ھم انفسقون ۔(۵۵نور)

اللہ تعالٰی نے وعدہ دیا ہے تم میں سے ان لوگوں کو جو با ایمان ہیں اور عمل صالح کرتے ہیں کہ البتہ وہ ان کو زمین پر خلیفہ کرے گا جس طرح اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا اور البتہ ان کے لئے ان کا دین جو ان کے لئے پسند فرمایا ہے محکم کرے گا اور البتہ ان کے حق میں خوف کو امن سے بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی کو میرا شریک نہ مانیں گے اور جو کوئی اس کے بعد ناشکری کرے گا پس وہ لوگ فاسق ہیں۔

واضح ہو کہ یہ آیت کریم غزوۂ بنی مصطلق کے موقع پر ۶ ہجری میں نازل ہوئی۔ اس میں لفظ ھم میں وہ مہاجرین اولین مراد ہیں جو نزول سورۃ نور کے وقت حاضر (حیات) تھے۔

شروع آیت میں وعداللہ الذین امنوا منکم میں اللہ نے وعدہ فرمایا ہے جو خلاف نہیں ہوسکتا کیونکہ فرمان خداوندی ہے۔ ان اللہ لایخلف المیعاد اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اور یہ وعدہ امنوا ایمان والوں سے ہے جو اعمال صالحہ کرتے ہیں۔ مہاجر' مجاہد' شرک خفی وجلی سے پاک ہوں گے اور منکم میں بنی قریش مراد ہیں جو ویعبدونی ولا یشرکون بی شیئاً کے زمرے میں آتے ہیں۔

لفظ یستخلفنھم میں خلیفہ بنانے کا حق اللہ عزوجل نے اپنی طرف منسوب کیا ہے۔

یہاں بھی لفظ ھم جمع کا صیغہ ہے جو (عربی میں) تین سے شروع ہوتا ہے۔ اور یستخلفن ولیمکنن اور ولیبدلن کا لام قسم محذوف یعنی واللہ لیستخلفنھم مجھے اپنی

Marfat.com

ذات کی قسم میں ضرور ضرور ضرور مومنین اولین کو خلیفہ بناؤں گا۔

(تصفیہ مابین سنی و شیعہ تصنیف پیر مہر علی شاہ گولڑوی)

(آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ جس ترتیب سے خلافت راشدہ منجانب اللہ تفویض کی گئی ہے اسی ترتیب سے ہی فضیلت خلفاء راشدین ہے۔)

حدیث

جیسا کہ آپ نے پڑھا۔ خلافت راشدیہ کو پیر سید مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی قدس سرہ نے قرآن حکیم سے ثابت کیا ہے اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۱ پر اسی خلافت راشدیہ کے لئے ایک حدیث بھی یوں نقل کی ہے۔

"الخلافة من بعدی ثلثون سنة ثم تعیر ملکاً عضوضاً یعنی خلافت راشدہ میرے بعد تیس سال رہے گی۔ بعدازاں دانتوں سے کاٹنے والی بادشاہت ہوجائے گی۔"

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت راشدہ تیس سال ہی رہی جیسا کہ ذیل میں درج ہے۔

	دن	ماہ	سال
خلیفۃ الرسول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	9	3	2
امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	4	5	10
امیر المومنین سیدنا عثمان ذوالنورین	11	0	12
امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ	0	9	4
امیر المومنین سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہم	0	6	0
کل میعاد	24	11	29

یہ خلافت راشدیہ منہاج النبوت پر تھی یعنی نبوت کی نہج (طرز) پر تھی اور اس کے بعد جو کچھ ہوا۔ سب کو معلوم ہے تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔

دعا یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مسلک حقہ اہل سنت و جماعت پر قائم دائم رکھے اور بروز قیامت ان معظم و مکرم ہستیوں کے ساتھ حشر نشر فرمائے جیسا کہ صاحب قصیدہ بردہ

Marfat.com

شریف نے ذیل کے اشعار میں التجا کی ہے۔

وَالْطُف بِعَبْدِکَ فِی الدَّارَیْنِ اِنَّ لَهٗ
صَبْراً مَتٰی تَدْعُهُ الْاَھْوَالُ یَنْهَزِمِ

اور اپنے بندے پر دونوں جہاں میں عنایت کر کہ جب امور ہائلہ اس کو پیش آتے ہیں تو اس کا صبر بھاگ جاتا ہے یعنی بے صبر ہو جاتا ہے

وَائْذَنْ لِسُحْبِ صَلٰوتِهٖ مِنْکَ دَائِمَةً
عَلَی النَّبِیِّ بِمَنْهَلٍ وَّمُنْسَجِمِ

اور درود و سلام کے ابروں کو اجازت دے کہ ہمیشہ کمال کثرت سے برسیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر

وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ ثُمَّ التَّابِعِیْنَ لَهُمْ
اَهْلِ التُّقٰی وَالنُّقٰی وَالْحِلْمِ وَالْکَرَمِ

اور سب آل و اصحاب اور ان کے تابعین پر کہ وہ تقویٰ اور پاکیزگی میں اصل ہیں اور حلم و کرم کے رضوان اللہ علیہم

ثُمَّ الرِّضَا عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعَنْ عُمَرٍ
وَعَنْ عَلِیٍّ وَّعَنْ عُثْمَانَ ذِی الْکَرَمِ

پھر راضی ہو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہ وہ صاحب کرم ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

مَا رَنَّحَتْ عَذَبَاتِ الْبَانِ رِیْحُ صَبَا
وَاَطْرَبَ الْعِیْسَ حَادِی الْعِیْسِ بِالنَّغَمِ

جب تک کہ صبا درخت بان کی شاخوں کو ہلائے اور اونٹوں کو طرف میں لائے۔ حدی کہنے والا نغموں سے۔

Marfat.com

سلام اعرابی

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي التُّرْبِ اَعْظُمُهٗ

اے سب مخلوق سے بہتر! دفن ہوئیں مٹی میں جن کی ہڈیاں

فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ

پس پاک ہو گئے ان کی پاکیزگی سے ٹیلے اور میدان

نَفْسِيْ الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ

میری جان فدا ہو اس قبر پر جس میں آپ کا قیام ہے

فِيْهِ الْعَفَافُ وَ فِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

اسی میں ہے پاک دامنی اور اسی میں سخاوت اور شرافت ہے

وَصَاحِبَاكَ فَلاَ اُنْسَا هُمَا اَبَدَاء

اور آپ کے دونوں رفقاء کو میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا

مِنِيَ السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ مَاجَرٰى الْقَلَمُ

میرا سلام ہو آپ پر جب تک قلم لکھتا رہے۔

واخر دعوانا عن الحمدللہ رب العلمین والصلوٰۃ

والسلام علیٰ سیدالانبیاء والمرسلین وآلہ وصحبہ

واجمعین۔

نیازمند اہل بیت کرام و اصحاب عظام علیہم الرضوان

فقیر نواب الدین گولڑوی عفی عنہ

10 نومبر 2000ء بمطابق 13 شعبان 1421ھ بروز جمعۃ المبارک

Marfat.com

Marfat.com

ان کا سایہ اک تجلی اُن کا نقشِ پا چراغ
وہ جدھر گزرے اُدھر ہی روشنی ہوتی گئی

وفا کے پیکر

(صحابہ وصحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

الحاج صوفی نواب الدین چشتی گولڑوی مدظلہ

مکتبہ غوثیہ، سعدی پارک مزنگ، لاہور

Marfat.com